

مؤسس

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

فائل 2015ء

نومبر، دسمبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taj-al-Shari'ah Foundation Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

مرکزِ سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی واصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان



ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

نومبر ۲۰۱۵ء

Nov. 2015

- محدث اعظم پاکستان
- تیسیر المعیون للسکون فی وباء الطاعون
- غیر مسلموں کے پوروج
- جمعہ کی اذان اوّل
- خانوادۂ رضویہ اور اس کے تبرکات
- قلم نہ کرو

مدیرِ اعلیٰ:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

محمد ابراہیم مصطفےٰ قادری

جلد: ۳۵

نومبر ۲۰۱۵ء

شمارہ: ۱۱

ترجمان سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی

مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیر عاطفت

حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

مدیر اعلیٰ:

مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظمِ اعلیٰ جامعۃ الرضا

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)

آئی ٹی، ہیڈ

جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۲۰ روپے ۞ زر سالانہ: ۲۴۰ روپے ۞ بیرونی ممالک: ۱۵۰۰ روپے ۞ لائف ممبری: ۱۰۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543

فون: 0581-3291453, 2472166

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران بریلی شریف (یوپی)

Visit us: www.aalaahazrat.com

www.jamiaturraza.in, www.hazrat.org

E-mail:- atiqahmad@aalaahazrat.com, sunniduniya@aalaahazrat.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دارالافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں

نوٹ: ممبران حضرات! اگر آپ کو سنی دنیا وقت سے نہیں مل رہا ہے، یا اس سے متعلق کوئی معلومات حاصل کرنی ہے، یا بذریعہ ڈاک ممبر بننا ہے تو اس نمبر پر رابطہ کریں: 09259089193

اشاریہ

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	اداریہ	محمد یونس رضا مونس اویسی	۳
۲	تجلیات نعت	اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ	۵
۳	ضیائے قرآن	کنز الایمان	۶
۴	بہار حدیث	علامہ محمد عسجد رضا قادری	۷
۵	مرکزی دار الافتاء	مرکزی دار الافتاء	۸
۶	محدث اعظم پاکستان	علامہ محمد حسن علی رضوی	۱۴
۷	تیسیر المعیون للسکون فی وباء الطاعون	حجۃ الاسلام	۲۰
۸	غیر مسلموں کے پوروج	مفتی محمد صالح رضوی	۲۵
۹	جمعہ کی اذان اوّل	قاری محمد عبد الرشید قادری	۳۰
۱۰	خانوادۂ رضویہ اور اس کے تبرکات	ڈاکٹر ساحل شہسرامی	۳۳
۱۱	ظلم نہ کرو	مفتی محمد محبوب عالم اشرفی	۳۹
۱۲	چہرہ کا پردہ	مولانا ممتاز عالم مصباحی	۴۲
۱۳	آہ مشہود ملت	مولانا اسماعیل رضوی	۴۶
۱۴			
۱۵			
۱۶			

ہندوستان کی جمہوریت؟

اداریہ : محمد یونس رضا مونس اویسی

عالم گیر سطح پر اسلام کے خلاف زہر آلود فضا روز افزوں ہے، مسلم اور مسلم حکمراں محو تماشا ہیں بلکہ یہ دفاعی پوزیشن کی قوت بھی کھو چکے ہیں۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ایک تو وہ سو فیصد سچی نہیں ہوتیں اور دوسرا یہ کہ جتنی واقعی ہوتی ہیں وہ منظر عام پر لائی نہیں جاتیں، اسلام و مسلمان کے خلاف ظلم کا بازار گرم سے گرم تر ہوتا جا رہا ہے، عالمی سطح کی خبروں پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو یہ نتیجہ اخذ کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ تمام ادیان باطلہ کے شر پسندوں کی لڑائی محض اللہ کے دین، مذہب اسلام اور مسلمان سے ہے اور اس دور پر فتن میں شر پسند عناصر بری طرح مسلمانوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہے، یہ طرح طرح کے حیلے، بہانے سے اسلام کی صورت مسخ کرنا اور مسلمان کی شبیہ خراب کرنا چاہتے ہیں۔ عجب سیاسی رنگ ہے، جسے المیہ برائے المیہ سے تعبیر کریں تو بیجانہ ہوگا کہ مسلم ہی کو آلۂ جارحہ بنا کر مسلم پر حملہ کرایا جا رہا ہے اور پوری دنیا کی فضا کو اسلام و مسلم کے خلاف کیا جا رہا ہے، مگر دانشور، ان بھیانک اندرونی سیاست سے ناواقف نہیں ہیں وہ ضرور جانتے ہیں کہ اسلام صاف ستھرا مذہب ہے اور اسلامی قوانین پر عمل کرنے والے دنیا کے سب سے بہتر انسان ہیں۔

اس صدی کی اس زہر آلود فضا سے ہندوستان بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ اور یہاں کی فرقہ پرست طاقتیں پچھلے چند سالوں سے پورے ہندوستان کو بھگوا رنگ میں رنگنے کے لئے اسکیمیں تیار کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے میں مصروف عمل ہیں، آئے دن آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان اکثر و بیشتر ظلم و زیادتی کا شکار ہوتے رہتے ہیں، کبھی بے گناہی ثابت ہونے کے باوجود انہیں قتل کر دیا جاتا ہے، کبھی سزائیں سنائی جاتی ہیں تو کبھی بری کر دیا جاتا ہے، کبھی کبھی حکومتیں بھی مسلمان ہونے کی سزائیں دیتی ہیں، بات بات پر مسلمانوں کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے، فرقہ پرست طاقتیں یہ بھول چکی ہیں یہ جمہوری ملک ہے اور اسی سرزمین پر برسوں مسلمان حکومت کر چکے ہیں، اگر وہی سلوک جو آج مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں اگر دس فیصد بھی مسلم حکمران ان کے خلاف کوئی اسکیم عمل میں لاتے تو یہ اکثریت میں کہاں اقلیت میں بھی شمار کے قابل نہیں ہوتے۔ مگر مسلمان کے دل میں اللہ و رسول کا خوف سمایا ہوا ہے، حقوق العباد سے واقف ہیں، بے گناہوں کو سزائیں یہ نہیں دے سکتے، بے گناہوں کو ملزم و مجرم نہیں بنا سکتے ہیں۔ ان حادثوں نے ہندوستان کی جمہوریت پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے یہاں کا معاملہ آج کل یہ ہے کہ دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے شہریوں کے جرائم پر پردہ پوشی کی جاتی ہے انہیں قانون کے کٹہرے سے دور رکھا جاتا ہے بد قسمتی سے یہ سب ہندوستان جیسے عظیم جمہوری ملک کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہوئے حادثات تو نہایت جرأت اور سفاکیت پر مبنی ہیں۔ ان باتوں کا اندازہ کرنے کے لئے صرف اس سال عید قرباں کے موقع پر ہوئے حادثات پر نظر ڈالیں تو حیرت میں ڈوب جائیں گے، کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ ایک مندر سے کسی مسلمان کو قتل کرنے کے لئے جنونی بھیڑ اکٹھا کی جائے گی اور محض افواہ کی بنا پر جان تک لے لی جائے گی لیکن اب یہ سب بھی ہو گیا ہے ایک مندر کے لاؤڈ اسپیکر سے بیف کھانے پر ایک بے گناہ انسان کی ہزاروں درندوں نے جان لے لی۔ دہلی سے متصل گریٹر نوئیڈا کے بسہاڑا گاؤں میں اخلاق احمد کے حوالے سے یہ افواہ پھیلائی گئی کہ اس کے گھر میں گائے کا گوشت رکھا ہے، اس افواہ کے بعد اخلاق احمد کے گھر پر ایک جنونی بھیڑ جمع ہو گئی، گھر کا دروازہ توڑ کر داخل ہو گئے اور موجود سبھی کی پٹائی شروع کر دی اور ۵۰ سالہ اخلاق احمد کو مارتے مارتے موت کی آغوش میں سلا کر دم لیا۔ ان کا بیٹا دانش بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا وہ اسپتال میں موت و حیات کے درمیان ہچکولے کھا رہا ہے۔ یہ دلدوز منظر جہاں ان کے

گھر والے کے لئے مستقل عذاب بن چکا ہے وہیں ہندوستان کی جمہوریت کو داغدار بھی کر دیا ہے اور اقلیت، اکثریت والے طبقہ سے خائف اور ہراساں ہے اور ہر ایک خود کو غیر محفوظ سمجھ رہا ہے، اسی نوعیت کا ایک واقعہ انہیں دنوں میں ممبئی میں پیش آیا، یعقوب عبدالحسن کو اس کے ساتھیوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا جو کہ ایک ٹویوٹا کمپنی میں ملازم تھا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بعد اس کے ایک ساتھی نے قتل کا اعتراف بھی کر لیا۔ اسی طرح کانپور میں ایک مسلمان کو دہشت گرد بتا کر قتل کر دیا، گڑگاؤں میں میوات کے ایک شخص کا ہاتھ پاؤں کاٹ کر رکھ دیا، اتر پردیش کی سماجوادی حکومت میں اب تک دو سو سے اوپر حادثات رونما ہو چکے ہیں جن میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے۔ مسلمانوں کی دکانوں، مکانوں کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ مظفر نگر کا حادثہ ہندوستانی تاریخ میں ایک بدنما داغ ہے، ان واقعات سے صاف ہے کہ بے گناہ افراد کا قتل اکثریتی طبقہ کے لوگوں نے اپنی طاقت کے زعم میں کیا ہے کہیں بیف کھانے کی افواہ پھیلا کر، کہیں دہشت گرد بتا کر کے تو کہیں عید قرباں منانے کی پاداش میں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر یہ لوگ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ قانونی اختیار ان کے ہاتھوں میں کب اور کیسے آ گئے ہیں، ہندوستان کی اکثر ریاستوں میں گائے کھانے پر پابندی ہے، دہشت گردی جرم ہے وغیرہ وغیرہ لیکن ان اسباب کی بنا پر قانون نافذ کرنے کا اختیار اور مجرم بنانے کا احتیار کس کا ہے پولیس کا انتظامیہ کا یا عوام کا؟ موضوع سخن یہ نہیں کہ جرم کیا ہیں موضوع بحث یہ ہے کہ آخر ہندوستان میں جرم ثابت کرنے کا حق، الزامات عائد کرنے کا اختیار، سزا سنانے کا استحقاق اکثریتی طبقہ کے ہاتھوں میں کب سے آ گیا ہے اور کس نے یہ تمام اختیار انہیں فراہم کر دیئے ہیں۔

اسلام میں کن کن جانوروں کا کھانا اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے وہ مصرح ہے عید قرباں میں کس کی قربانی جائز ہے وہ بھی مصرح ہے، جانوروں اور انسانوں میں تمام اقوام کے نزدیک انسان ہر مخلوق سے بہتر مانا گیا ہے۔ جبکہ دیگر مذاہب گائے کے علاوہ پتھر، شجر نہ جانے کیا کیا قابل احترام سمجھتے اور پوجتے ہیں آج گائے ہے کل کہیں گے ارے درخت اور پتھر سے ہمارے معبود بنائے جاتے اس پر نہ چلو اسے نہ کاٹو کہ توہین ہے تو بتائیں انسان کہاں جائے گا؟ پانی پر اترنے کی کوشش کرے گا وہاں سمندروں سے آواز آئے گی مجھے فلاں قوم پوجتی ہے ان کی توہین ہوگی تو یہ اشرف المخلوقات جائے کہاں۔ ساتھ ہی یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ جانوروں کے لئے انسانوں کا خون کر دیا جائے، ارے یہی سوچ لیتے ہم جن دیوی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں وہ انسان تھے اور زیادہ نہ سہی صرف اسی کا پاس ولحاظ کر لیتے تو انسانیت کا احترام کرنا آجاتا۔ مگر اکثریتی طبقہ نے سوچ رکھا ہے کہ مجھے ہندوستان ہندو راشٹر بنانا ہے مگر ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خواب کبھی پورا نہیں ہوگا یہ ملک سرکار غریب نواز کا ہے ابھی تمہیں ڈھیل ہے جب پکڑ ہوگی ٹس سے مس نہ ہوسکو گے۔

پھر بھی اے مسلمانو! اپنی باوقار زندگی گذارنے کی تدبیریں اختیار کرو، تنظیمیں بناؤ اور اس میں ہندوستانی قوانین سے واقفیت رکھنے والے بالخصوص وکلا حضرات کی خدمات حاصل کرو اور اس ناسازگار ماحول اور فضا کا گہرائی سے مطالعہ کر کے ایک ساتھ کوئی آواز بلند کرو۔ جہاں بھی کوئی حادثہ ہوا گر وہاں کے لوگ کسی وجہ سے مقدمہ نہ کر سکیں تو دیگر جگہ کے باشندے ان باتوں کو لیکر پس پشت نہ ڈالیں بلکہ مقدمات قائم کریں اور وکلا کی خدمات حاصل کر کے پے در پے اس کام کو آگے بڑھائیں تا کہ یہاں کا قانون بیدار ہو اور اکثریتی طبقہ کے ظلم پر کنٹرول کر سکے۔ ضرورت ہے ہندوستانی قوانین کو بیدار کرنے کا جس سے ہم کوسوں دور ہیں۔ علاقہ کے شر پسند عناصر پر نظر رکھیں اور اگر کوئی کام انجام دیتا ہے فوراً اس کا رد عمل کریں تبھی جا کر ان کے حوصلے پست ہوں گے ورنہ اس وقت مسلمانوں کے دشمن فرعون زمانہ بن کر مسلمانوں کے اوپر مظالم ڈھانے کی پاورفل اسکیمیں تیار کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ضرورت ہے بیداری کی، فرقہ پرستی کے ماحول میں ہم سب کے شب و روز تر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلے کو نیست و نابود فرمائے اور مسلمانوں کی حفاظت فرمائے آمین۔

□□□

تجلیاتِ نعت

امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

فرش والے تیری شوکت علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

برقِ دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

آمدِ حشر سے اک عید ہے مشتاقوں کی
اسی پردہ میں تو ہے جلوۂ زیبا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلی پایا
پوچھنے جائیے اب کس سے ٹھکانا تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

کام دیتی ہیں یہاں دیکھئے کس کی آنکھیں
دیکھنے کو تو ہے یہاں مشتاق زمانہ تیرا

اب جما تا ہے حسنؔ اس کی گلی میں بستر
خوبرویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

وہ چھائی گھٹا بادہ بار مدینہ
پئے جھوم کر جاں نثار مدینہ

وہ چمکا وہ چمکا منار مدینہ
قریب آرہا ہے دیار مدینہ

نہا لیں گنہ گار ابر کرم میں
اٹھا دیکھے وہ غبار مدینہ

خدا یاد فرمائے سوگند طیبہ
زہے عظمت و افتخار مدینہ

اگر دیکھے رضوان چمن زار طیبہ
کہے دیکھ کر یوں وہ خار مدینہ

مدینے کے کانٹے بھی صد رشک گل ہیں
عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ

نہیں جچتی جنت بھی نظروں میں ان کی
جنہیں بھا گیا خار زار مدینہ

کروں کیا فکر میں غم زندگی کی
میں ہوں بندۂ غم گسار مدینہ

بلا اختؔر خستہ حال کو بھی در پہ
میں صدقے ترے شہریار مدینہ

ضیائے قرآن

کنز الایمان اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** قادری بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۹۰/۱۸۹

اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو {۳۵۱} اور انہیں نکال دو {۳۵۲} جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا {۳۵۳} اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے {۳۵۴} اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں {۳۵۵} اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو {۳۵۶} کافروں کی یہی سزا ہے (۱۹۱) پھر اگر وہ باز رہیں {۳۵۷} تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۱۹۲) اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں {۳۵۸} تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر (۱۹۳) ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام اور ادب کے بدلے ادب ہے {۳۵۹} جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے (۱۹۴)

خزائن العرفان صدر الافاضل **مولانا نعیم الدین** مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۳۵۱} خواہ حرم ہو یا غیر حرم {۳۵۲} مکہ مکرمہ سے {۳۵۳} سال گزشتہ چنانچہ روز فتح مکہ جن لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا ان کے ساتھ یہی کیا گیا۔ {۳۵۴} فساد سے شرک مراد ہے یا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ داخل ہونے سے روکنا۔ {۳۵۵} کیوں کہ یہ حرمت حرم کے خلاف ہے {۳۵۶} کہ انہوں نے حرم شریف کی بے حرمتی کی {۳۵۷} کفر و باطل پرستی سے {۳۵۹} جب گزشتہ سال ذی القعدہ ٦ھ میں مشرکین عرب نے ماہ حرام کی حرمت و ادب کا لحاظ نہ رکھا اور تمہیں ادائے عمرہ سے روکا تو یہ بے حرمتی ان سے واقع ہوئی اور اس کے بدلے توفیق الٰہی ۷ھ کے ذی القعدہ میں تمہیں موقع ملا کہ تم عمرۂ قضا کو ادا کرو۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، شہزادۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ ابوحامد محمد عسجد رضا خاں قادری ناظم اعلیٰ: جامعۃ الرضا

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے بیشک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بیانا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت تمام جہان کے لئے، اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں مقام ابراہیم۔ اور جو شخص اس میں داخل ہو با امن ہے اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے۔ اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔ اور فرماتا ہے حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا۔ لہٰذا حج کرو ایک شخص نے عرض کی کیا ہر سال یارسول اللہ حضور نے سکوت فرمایا، انہوں نے تین بار یہ کلمہ کہا ارشاد فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہوسکتا۔ پھر فرمایا جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو، اگلے لوگ کثرت سوال اور پھر انبیاء کی مخالفت سے ہلاک ہوئے۔ لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ ابوہریرہ سے مروی حضور اقدس ﷺ سے عرض کی گئی کہ کون عمل افضل ہے، اللہ و رسول پر ایمان۔ عرض کی گئی پھر کیا، فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد عرض کی گئی پھر کیا، فرمایا حج مبرور۔

بخاری و مسلم میں انہیں سے راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا کہ جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں حج ان گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کمزوروں کے لئے جہاد ہے اور ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن ماجہ سے روایت کی کہ میں عرض کی یارسول اللہ عورتوں پر جہاد ہے۔ فرمایا ہاں، ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج و عمرہ۔ اور صحیحین میں انہیں سے مروی کہ فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔

ابن حبان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور ﷺ فرماتے ہیں حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

بزار نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بہار شریعت جلد ۲)

فتاویٰ مرکزی دار الافتاء

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ: (۱) اہل ہنود کی میت کے ساتھ مرگھٹ تک مسلمانوں کا جانا کیسا ہے؟ حکم شرع صادر فرمایا جائے۔

(۲) داڑھی میں کالا خضاب لگانا کیسا ہے؟ حکم شرع صادر فرمایا جائے۔

الجواب:

(۱) حرام ہے بدکام ہے بدانجام ہے ان کے امور شرکیہ میں شرکت کی ہو تو تجدید ایمان کریں اور بیوی والے تجدید نکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ناجائز ہے۔ درمختار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھٰذا میں کہ: (میں شمیم احمد نوری) امام نوری مسجد شہر گوندیا ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہوں مسلک اعلیحضرت کا سختی سے پابند ہوں اور عوام میں مسلک اعلیحضرت کی ترویج واشاعت کرتا ہوں اب عرض یہ کہ ایک شخص میرے پیچھے پانچ ماہ تک نماز پڑھتا رہا اور میرے ساتھ مسلک اعلیحضرت کی ترویج واشاعت میں وہ شخص بھی شامل رہتا تھا اچانک ایک بلڈنگ سے وہ گرا اور موت واقع ہوگئی میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور سارے ذمہ داران اہل سنت مع ملزمین نے بھی جنازہ وغیرہ میں شرکت کی اور ایک ماہ تک اس سلسلہ میں کوئی آواز نہ اٹھی ایک ماہ بعد ایک بھری مجلس میں ایک مفتی صاحب نے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا کہ آپ نے ایک کافر کی نماز جنازہ پڑھائی توبہ کیجئے پس میں نے مفتی صاحب سے یہ کہا کہ میں مرحوم کو سنی سمجھتا تھا اور ابھی تک سمجھ رہا ہوں میرے نزدیک وہ معاذ اللہ کافر نہیں اگر آپ کے نزدیک وہ مرحوم کافر ہے تو ثبوت کفر دیں متعدد بار ثبوت کفر کا مطالبہ کیا مگر مفتی صاحب ثبوت کفر نہ دے سکے بلکہ یوں کہتے رہے کہ آپ کو اس کا کفر معلوم ہو یا نہ ہو آپ کے نزدیک اس کا کفر ثابت ہو یا نہ ہو بہر حال آپ کا نماز جنازہ پڑھانا حرام تھا آپ حرام سے توبہ کیجئے باقی شرکائے جنازہ کفر سے توبہ کریں مگر پھر بھی میں توبہ سے مسلسل انکاری کرتا رہا اور مفتی صاحب بضد ہوگئے تو میں نے کہا کہ ٹھیک ہے اگر آپ کا حکم ہے تو میں توبہ کر دیتا ہوں چنانچہ میں نے دفع نزاع کے لیے توبہ کر لی نہ کہ معاذ اللہ مرحوم کو کافر سمجھ کر اور آج بھی اس کو سنی مسلمان سمجھ رہا ہوں اور یہ مذکور اقوال کیسیٹ میں محفوظ ہیں جو حاضر خدمت ہیں لہٰذا حضور سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ مفتی مذکور نے میری اسی توبہ کو علت تکفیر قرار دے کر مجھے کافر کہا اور جگہ جگہ میرے کفر کا معاذ اللہ پرچار کرایا تو مفتی صاحب کا میرے اوپر کفر کا فتویٰ لگانا اور تشہیر کرانا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔ فقط والسلام

شمیم احمد نوری

امام نوری مسجد سول لائن شہر گوندیا، مہاراشٹرا

الجواب:

اس مسئلہ کا جواب مرکزی دار الافتاء سے پہلے ہی جا چکا اور وہ یہ کہ صورت مسئولہ میں سائل پر کوئی الزام نہیں اسے توبہ کا حکم دینا صحیح نہ تھا کہ جب وہ ناواقف تھا تو اسے نماز جنازہ پڑھانا حرام نہ تھا بلکہ اگر اس جگہ پر وہی صالح وقابل امامت تھا تو امامت کے لیے وہی متعین تھا لہٰذا اسے امامت کرنا واجب تھا تو یہ کہنا کہ بہر حال نماز جنازہ پڑھنا حرام تھا یہ غلط اور محض جرنیلی حکم ہے مفتی مذکور فی السوال پر لازم تھا کہ مدعیان کفر سے متوفی کے کفر پر بینہ شرعیہ طلب فرماتے پھر شرکائے نماز جنازہ پر حکم شرعی نافذ کرتے۔

پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ مدعیان کفر متوفی ایک ماہ تک کس لیے خاموش رہے اگر اس کی کوئی وجہ شرعی نہ تھی تو حکم کفر شرکائے نماز جنازہ پر نہیں بلکہ مدعیان پر بھی متعدی ہوگا کہ الرضا بالکفر کفر، کفر سے رضا خود کفر ہے کیا مفتی صاحب نے ان مدعیان کو بھی کوئی حکم شرعی بعد تحقیق الحال دیا سوال ھٰذا اور پچھلے سوال پر اس کا کوئی ذکر نہیں پھر یہ حکم کہ آپ حرام سے توبہ کیجئے پھر سائل کو وہ توبہ جو بقول سائل محض دفع نزاع کے لیے تھی نہ کہ ثبوت جرم کے بعد اسے متوفی کی علت و وجہ تکفیر بتانا بہت عجیب ہے۔

بالجملہ بے ثبوت شرعی کافر کہنا اور اس کی تشہیر کرنا شرعاً سخت ناروا ہے اور یہاں سوال سائل سے آشکار ہے کہ مفتی مذکور نے انہیں صرف حرام سے توبہ کرنے کو کہا تھا تو یہ تشہیر و پرچار ان کے نادان ہواخواہوں کا کام ہے بہر حال وہ لوگ سخت ملزم ہیں ان پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان وغیرہ بھی کریں اور مفتی صاحب پر لازم ہے کہ ان لوگوں کو ایسے پرچار سے باز رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ:

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر یہ عرض کرنا کہ "وہ شخص دور ہو جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی" اور آپ نے آمین فرمایا وہ شخص دور ہو کا صحیح معنی اور مطلب کیا ہے؟

(۲) کیا رمضان المبارک کے پورے روزے ایمان و احتساب سے رضائے الٰہی کے لیے رکھنے والے کے حقوق اللہ اور حقوق العباد پچھلے صغیرہ وکبیرہ سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں؟

(۳) جو ہماری سنت ضائع کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے؟ سرور دو عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی اور خصوصاً "ہم میں سے نہیں" کا کیا مطلب ہے؟

(۴) جس نے عشاء فرض نہیں پڑھی ہو وہ تراویح پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۵) سورۃ الحمد میں نماز میں ضالین واضح طور پر نہ پڑھی جائے اور ضالین منہ سے نکل جائے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور ہر رکعت میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت وضروری ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) رحمت الٰہی سے دوری مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حقوق العباد کی تصریح نظر سے نہ گزری اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم بہت وسیع ہے جس سے جملہ گناہوں (صغائر و کبائر) کے معاف ہونے کی امید ہے اور ظاہر حدیث کا مطلب یہی ہے مگر محدثین نے صغائر کی مغفرت کا قول کیا ہے اس لیے کہ دوسری حدیث میں ہے ما اجتنبت الکبائر۔

[الصحیح لمسلم، باب الصلوات الخمس والجمعة الی

الجمعۃ، جلد اول مطبع دار الجیل بیروت، دار الآفاق الجدیدۃ بیروت۔/مسند امام احمد ابن حنبل حدیث نمبر ۷۸۰۰، باب مسند ابی ہریرۃ، مطبع قرطبہ قاھرۃ]

یعنی جب تک کبائر سے بچے۔

قسطلانی میں ہے: "(غفرله ما تقدم من ذنبه) من الصغائر وفی سعته و کرمه ما یوذن یغفران الکبائر ایضاً وهوظاهر ایساق لکنهم اجمعوا علی التخصیص بالصغائر کنظائره من اطلاق الغفران فی احادیث لما وقع من التقیید فی بعضها بما اجتنبت الکبائر وهی لا تسقط الا بالتوبة اوی الحد"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) یعنی ہمارے طریقۂ مرضیہ پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) پڑھ سکتا ہے مگر فرض پڑھ کر تراویح کی جماعت میں شامل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) نماز ہو جائے گی اور بسم اللہ الحمد سے پہلے پڑھنا مسنون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ:

عالی جناب مکرم محترم مفتی اعظم صاحب دام مجدکم ذکرامتکم بریلی شریف، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) بعد عرض یہ ہے کہ مولوی محمد نظام الدین صاحب نے کہا ہے کہ اعلیحضرت کا دستخط کردہ "عرفان شریعت" حصہ دوم صفحہ ۳۶ میں ہے کہ چرم قربانی مسجد میں لگانا جائز ہے۔ اب ہم اس پر چلتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہوا یا نہیں۔

(۲) ہمارے یہاں کھانے ایک آدمی آتا ہے۔ پتہ پوچھنے سے کہتا ہے پتہ کی کیا ضرورت میں ایک مستان ہوں نام جلال الدین (الف) کہتا ہے تمہاری بی بی تمہارا خدا ہے۔ (ب) اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا ہے یہ سب معرفتی کلام ہے ہم کو یہ ناپسند اور تعجب معلوم ہوتا ہے۔

(۳) سورۂ ناس میں سورۂ فلق سے زیادہ حرف ہے (نقل نظامی قرآن شریف) اب سورہ فلق کے بعد پورا سورۂ ناس نماز میں پڑھنے سے واجب ترک ہوگا یا نہیں؟ اگر واجب ترک نہ ہو تو کیوں نہیں۔ نماز میں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک ہی سورہ پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) مسجد کے وضو کا برتن ٹین کا بنایا ہوا ٹوٹ گیا ہے۔ ٹھن پھوٹا ہو گیا ہے۔ پرانی مسجد کا تیرا اینٹ یہ سب وغیرہ بیچ کر وہی مسجد میں لگانے کیلئے بیچنا درست ہے یا نہیں؟

ازروئے مہربانی حتی الامکان جلد تر فتویٰ دیکر نادانوں کو ممنون و مشکور فرمادیں۔

المستفتی: محمد قمر الدین

کھلا پوسٹ اتر لکھی پور ضلع مالدہ پچھم بنگال

الجواب:

(۱) ٹھیک ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہ شخص جاہل مسخرۂ شیطان ہے اور اس کے وہ بول سخت کفری بول ہیں ان پر کان دھرنا روا نہیں اور اس کی صحبت سے سخت پرہیز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دوسری رکعت کا پہلی سے زیادہ لمبی ہونا مکروہ و خلاف سنت ہے مگر یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ بہت زیادہ لمبی کردے اور تھوڑی زیادت میں حرج نہیں اور ایک ہی سورت پڑھنا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا جبکہ اسی کے معین ہونے کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ :اس سے پہلے والے مولوی صاحب بہت اچھا پڑھا رہے تھے اور بہت اچھے تھے اور ان کی پڑھائی سب کی سمجھ میں آرہی تھی اس پر مولوی صاحب نے بچوں سے کہا کہ تم اس کی بہت تعریف کرتے ہو۔ کیا وہ خدا ہے بچوں نے جواب دیا کہ وہ کیوں خدا ہوتے۔ وہ تو انسان تھے جو ہم لوگوں کو محنت سے پڑھاتے تھے مولوی صاحب کہنے لگے تم لوگ اس کی بہت تعریف کرتے ہو ٹھیک ہے وہ خدا ہیں وہ نبی ہیں وہ ولی ہیں غوث ہیں قطب ہیں ٹھیک ہے بہت اچھے تھے نیک تھے بس۔ صورت مسئولہ میں مولوی صاحب پر کیا حکم شرعی لاگو ہوگا بینوا توجروا۔ السائل: محمد عطاء الرحمٰن نوری ساکن کبیہ پوسٹ کڑھیلا بوبڑا (بہار)

الجواب:

اس مولوی کا جواب سخت جاہلانہ ہے اور اس کا یہ کہنا کہ وہ "خدا ہیں، نبی ہیں" کلمۂ کفر ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

(۱) ایک کھیت ہندو کا ہے اور وہ ہندو مسلمان سے یہ کہتا ہے کہ میرا ایک بیگھہ کھیت ہے وہ مسلمان سے چار سو روپیہ میں گروی رکھنا چاہتا ہے مگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں جب تمہارے چار سو روپیہ دے دوں تو ہمارا کھیت ہم کو واپس کر دینا جب آپ ہمارا کھیت واپس کر دینا جب تک آپ کھیت کی فصل کھا سکتے ہیں مگر مسلمان یہ کہتا ہے کہ ہمارے لیے اس طرح بیاز ہوجاتا ہے مگر کچھ لوگوں کا کہنا ہے اب اس کھیت کا لگان دے کر جائز ہوجاتا ہے مگر صاف صاف فرمادیجئے۔

(۲) بینک ڈاکخانہ کا منافع جائز ہے یا نہیں مگر ایک رسالہ کے اندر جائز لکھا تھا۔

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد سنیوں کی مگر سنیوں کی رشتہ داری وہابی غیر مقلد کے یہاں پر ہے وہ رشتے داری کی باتیں اس کی شادی میں، مرنے میں، کھانے میں کرنا پڑتی ہے رشتہ داری کے ناتے ان کے جنازے کی نماز پڑھتے ہیں ایک غیر مقلد کا جنازہ سنیوں کی مسجد کے پاس آیا امام کو اس بات کا علم نہ تھا مگر مقتدیوں کو معلوم تھا امام نے نماز پڑھائی سب نے نماز پڑھی تیسرے دن معلوم ہوا کہ یہ جنازہ غیر مقلد کا تھا ایسے مقتدیوں پر کیا حکم ہے؟ اور سنی امام کو اس مسجد میں رہنا چاہیے یا نہیں؟

سائل: حافظ محمد نعیم صاحب، اٹھیانی ضلع بدایوں یوپی

الجواب:

صورت مسئولہ میں جبکہ یہ معاملات ہندو سے ہے تو مسلمان کو اس کے کھیت سے نفع اٹھانا جائز ہے وھو تعالیٰ اعلم

(۲) بینک وڈاکخانہ کا منافع سود نہیں خالص مباح ہے تفصیل کے لیے رسالہ بینک دیکھیے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۳) غیر مقلد اپنے عقائد کفریہ کے سبب بے دین ہیں ان کے جنازے کی نماز پڑھنا حرام بدکام بدانجام ہے مقتدیوں پر توبہ لازم ہے اور امام کو اگر علم نہ تھا تو وہ ملزم نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: (۱) میرے محلہ میں ایک وہابی بدعقیدہ مر گیا جن اشخاص نے جان بوجھ کر اس وہابی کے جنازے کی نماز پڑھی اور جن لوگوں نے اس کے کفن دفن میں شرکت کی ان پر شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ان لوگوں کے ساتھ کھانا پینا سلام و کلام کرنا تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

(۲) زید کی کئی چیز نقصان ہوگئی زید نے اپنی ہندی زبان میں کہا فلاں کے یہاں اتنی چیز ہے انکی ایک نقصان نہیں ہوتی ہے ان سے "دیوو ڈرات ہیں"۔ دیہات میں بعض مرد عورت دیو سے مراد باری تعالیٰ کو لیتے ہیں لہٰذا ایسا لفظ استعمال کرنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے؟ بالتفصیل اور عام فہم جواب مرحمت فرمائیں۔

(۳) غیر قاری کے پیچھے قاری کی نماز ہوگی یا نہیں۔

بینوا توجروا

المستفتی: محمد نعیم بلرامپوری
ساکن محلہ چمن گنج کانپور

الجواب:

(۱) وہابیۂ زمانہ پر حکم کفر ہے۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنا حرام بدکام بلکہ بحکم فقہاء کفر ہے کہ کافر کیلئے دعاء مغفرت مستلزم تکذیب قرآن ہے۔ قرآن فرماتا ہے: {إنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ أنْ یُشْرَکَ بِہٖ} (سورۂ نسا۔ آیت ۴۸)

اور فرماتا ہے: {إنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَغْفِرَ اللہُ لَھُمْ} (سورۂ توبہ۔ آیت ۸۰)

درمختار میں ہے: "الحق حرمۃ الدعاء للکافر" [درمختار، ج۲، ص۲۳۶، مطلب فی الدعاء المحرم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

ردالمحتار میں ہے: "الدعاء بالمغفرۃ للکافر کفر" [ردالمحتار، ج۱، باب مطلب فی الدعاء المحرم، مطبع دار الفکر للنشر والطباعۃ بیروت]

جو لوگ اسکی نماز جنازہ میں شریک ہوئے ان پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کریں اور بیوی والے تجدید نکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا نام دیو رکھنا حرام ہے بدکام کفر انجام ہے اور خدا کو یہ کہنا کہ ڈرات ہیں کفر ہے۔ زید پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نہیں جبکہ ایسی خطا کرے جو مفسد نماز ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل میں کہ: (۱) وہابی کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے کی عورت کیا نکاح سے خارج ہو جاتی ہے؟

(۲) میرے گھر سے تقریباً ساٹھ قدم کی دوری پر ایک مسجد ہے جس کے انتظام کار مقتدی پیش امام سب ہی وہابی ہیں اور میرے گھر سے تقریباً ۳۰۰ رتین سو گز کی دوری پر جو مسجد ہے وہ اہل سنت والجماعت کی ہے چونکہ میں وہابی کی امامت میں نماز پڑھ نہیں سکتا تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ میں گھر میں نماز پڑھوں یا جماعت کے لیے تین سو گز کی دوری پر جا کر نماز ادا کروں یا نزدیک کی مسجد میں بغیر جماعت کے۔

(۳) جو حضرات تبلیغی جماعت میں جاتے ہیں اور اس

کے باوجود اولیاے کرام کی مقدس بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں ان حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) جو شوہر بیوی رکھتا ہو تو کیا اسے دوسری شادی کے لیے اپنی بیوی سے اجازت لینی پڑے گی یا نہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ صدیقی قادری
رضا بازار پرداناؤ، یوپی

الجواب:

وہابی اپنے عقائد کفریہ کے سبب مرتد ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھنا ان کے لیے دعاے مغفرت کرنا کفر ہے ردالمحتار میں ہے: "الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذيب الله تعالى فيما أخبر به"۔

[ردالمحتار، ج۱، باب مطلب فی الدعاء المحرم، مطبع دار الفكر للنشر والطباعة بيروت]

لہٰذا جس سے یہ گناہ صادر ہوا اس پر توبہ وتجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اہلسنت وجماعت کی مسجد میں لائق امامت کے پیچھے نماز پڑھیں وہابی کی اقتدا کر کے نماز بلکہ ایمان غارت کرلیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) وہ سخت گنہگار ہیں جبکہ دانستہ جاتے ہوں اور اگر وہابیہ کی بدعقیدگی کے حامل ہیں تو ان کا وہی حکم ہے جو وہابیہ کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۱۰؍ ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

□ □ □

(---بقیہ ص ۱۹ ؍ ۱۷) کے استاذ محترم صدر العلماء مولانا غلام جیلانی میرٹھی اور حضرت بحر العلوم علامہ عبد المصطفیٰ ازہری فرماتے ہیں کہ مولوی سرائے خامی نے عام چیلنج کیا کہ آئندہ جمعہ کو فاضل بریلوی کفر وایمان پر مناظرہ ہوگا حضور محدث اعظم چند طلباء کے سروں پر کتابیں رکھوا کر ان کے جلسہ یا مناظرہ گاہ میں جا کر اسٹیج پر چڑھ گئے اور دلائل سے سرائے خامی کا منہ بند کر دیا علامہ ازہری صاحب اور علامہ سید غلام جیلانی فرماتے تھے ہم خود دیکھا مولوی یسین کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔ ایک مناظرہ سورت، بھکھی شریف اور سلانْ والی سرگودہا میں ہوا۔

□ دو سال کے بعد دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث بنادیے گئے ۱۳۵۶ھ میں جامع مسجد بی بی جی صاحبہ بہاری پور بریلی شریف میں رضوی دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام قائم فرمایا سیدنا حضور مفتی اعظم اور حضور صدر الشریعہ اور حضرت صدر الافاضل قدست اسرارہم نے سرپرستی فرمائی منظر اسلام اور مظہر اسلام میں درس وتدریس کے زمانہ میں برصغیر ہند کشمیر مصر وشام کابل قندھار برما سمرقند اور بخارہ تک کے طالبان علوم دینیہ وطالبان علوم احادیث نبویہ نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

سیدنا شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری، حضور سیدنا امام حجۃ الاسلام بریلوی صدر الصدور صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری قدست اسرارہم نے اپنی اپنی خلافتوں اجازتوں اور سندوں سے مشرف وسرفراز فرمایا۔ بریلی، بدایوں، علی گڑھ، احمد آباد، بمبئی، گجرات، جبلپور، لکھنؤ، سورت، ضلع اناؤ، مراد آباد، رامپور، کانپور، لاہور، ملتان، اجمیر، جودھپور، جے پور، اجمیر سندھ کھوکھا پار وغیرہ میں آپ کے علمی تحقیقی نورانی بیانات کی دھوم تھی۔

□ □ □

محدث اعظم پاکستان کے دلکش و دل نشین معمولات مبارکہ

اثر خامہ: ضیغم اہلسنت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی، پاکستان

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

امیر نور رحمتِ باری جہاں پر چھا گیا
روز عرس حضرت سردار احمد آ گیا

آج اسی پاکیزہ ہستی کا عرس نور ہے
جو ہمارے پاس ہے لیکن بظاہر دور ہے

شب و روز بدلتے آفتاب و مہتاب چلتے رہتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے ابھی کل کی بات ہے حضور سیدی ملجائی مرشدی مولائی آقائے نعمت امام اہلسنت آفتاب علم نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعت محدث اعظم پاکستان، حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد سابق صدر المدرسین و شیخ الحدیث دار العلوم بریلی شریف قدس سرہٗ العزیز سرزمین بریلی شریف (دیار علم و عمل) سے ابر رحمت بن کر اٹھے اور سرزمین پاکستان پر علوم و فیضان کی موسلا دھار بارش ہوئی اور دنیائے سنیت میں بیداری کی لہر دوڑ گئی مسلمانان اہلسنت کو خواب غفلت سے جگایا اور سوتوں کو جگایا اور مستوں کو ہوشیار کیا۔ ہم خواب میں تھے محدث اعظم تو نے ہمیں بیدار کیا پورے ملک میں بیداری کی لہر دوڑ گئی چشم فلک نے مشاہدہ کیا کہ کراچی سے فیصل آباد لاہور اور لائلپور سے لاہور اور ہری پور ہزارہ تک جو بے مثال پر شکوہ جلوس سیدی و سندی حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان کا ہوتا تھا وہ وزرا اور سیاسی دنیا دار زعما کو نصیب نہیں ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ ذی جاہ کے زیر پروردہ نعت گو شاعر حضرت سید محترم و معظم حاجی صوفی سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا روح پرور انداز میں اس کی عکاسی فرمائی تھی اور کیا خوب لکھا تھا۔

نظر سے رات دن دولہا براتوں کے گزرتے ہیں
مگر ضرب المثل سہرا سجا سردار احمد کا

خداوندہ مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ
ستارا اوج پر ہو دائما سردار احمد کا

اور آپ کے جلسہ و جلوس کا منظر یہ ہوتا تھا عوام و خواص پروانہ وار نثار ہوتے تھے۔

ہجوم اہل نظر سے وہ یوں گزرتے ہیں
کہ چاند جیسے ستاروں کے درمیاں گزرے

حضرت ممدوح معظم سیدنا محدث اعظم قدس سرہٗ کی شخصیت مقدسہ کے جس پہلو پر نظر ڈالیں جس زاویہ سے دیکھیں اپنے خصائص و خصائل میں منفرد و ممتاز نظر آتے واللہ العظیم شرف بیعت و تلمذ و پیری مریدی والی مبالغہ آرائی نہیں جو بدقسمتی سے آج کل رائج ہو گئی ہے کہ پہلے اساتذہ کرام و مشائخ طریقت و پیران عظام اپنے مریدین و تلامذہ کو ان کی دینی تعلیمی روحانی خدمات کے بموجب اس کے حسب حال القاب و کنیت دیا کرتے تھے اور اب علم و تقویٰ اور فنی مہارت و لیاقت سے محروم مریدین و تلامذہ و عزیزان طریقت معنی و مفہوم پر غور کئے بغیر اندھا دھند من مانے القابات دینے لگے ہیں اور پھر القابات کی

چھپنا چھپٹی ہے یہ ایک علیحدہ مستقل موضوع اور عنوان ہے۔

ولادت باسعادت ہوئی تو ممتاز شیخ طریقت اور روحانی پیشوا سرکار محدث اعظم قدس سرہٗ کے اپنے اپنے الفاظ میں ''زین العارفین عین الذاکرین'' سراج المشائخ سیدنا شاہ محمد سراج الحق صاحب چشتی صابری قادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پت کرنال قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا: ''ماشاء اللہ یہ صاحبزادہ سردار محمد ایک عظیم انسان ہوگا اس کے خوان جودوسخا سے ہزاروں فیض یاب ہوں گے''۔

[روزنامہ'' حالات محدث اعظم ایڈیشن]

□ ایام طفولیت کے روحانی مناظر کا مشاہدہ کریں تو آپ کے مادرزاد ولی ہونے کا ریکارڈ ثبوت ملتا ہے تعلیم قرآن عظیم کے بعد جب آپ کو اسکول کی تعلیم پر لگایا گیا تو آپ کے تقویٰ وطہارت اور پاکیزگی اخلاق کو دیکھ کر جناب مولانا مولوی ماسٹر ذوالفقار علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ماشاء اللہ آپ (مولانا محمد سردار احمد) اعلیٰ پائے عالم باعمل اور درویش کامل بنیں گے''۔

[احوال وآثار محدث اعظم ص ۶۱]

آپ کے اسکولی دور کے اساتذہ کرام میں ایک اسکول ٹیچر مولانا مولوی حاجی پیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے متقی پرہیزگار عالم فاضل خطیب ومناظر واعظ ومبلغ ومدرس وقاری و نعت خواں تھے اور دیگر اساتذہ کرام فرمایا کرتے تھے یہ صاحبزادہ سردار محمد ماشاء اللہ بڑے تقویٰ والا عالم فاضل ہوگا۔ مولانا حاجی ماسٹر پیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت محدث اعظم کے انتقال پر ملال کی خبر اندوہ اثر سن کر زار وقطار روتے ہوئے فرمایا: ''ایسا عاشق رسول فاضل مدرس اور شیخ الحدیث صدیوں کے بعد پیدا ہوتا ہے وہ بہت ذہین طبع اور حساس طبیعت کے مالک تھے تقویٰ وطہارت ان کی طبیعت ثانیہ تھی وہ اسکول میں پڑھائی کے بعد دینی مسائل کا تذکرہ ضرور کرتے اور کراتے اور مجھے یاددہانی کراتے تھے''۔ آپ کے اسکولی دور کے اساتذہ کرام آپ کے تقویٰ وطہارت اور پاکیزگی اخلاق کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ کا ہر عمل سنت کریمہ کے مطابق ہوتا اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو تاکہ مشاہدہ عین الیقین ہوجائے۔

زمانہ طالب علمی جب اپنے گاؤں قصبہ دیال گڑھ بٹالہ سے شہر کے اسلامیہ ہائی اسکول میں اپنے رفقاء کے ساتھ تحصیل علم کے لئے جاتے تو اور طلباء تو اپنے ساتھیوں سے ہنسی مذاق کر لیتے مگر آپ کبھی بھی کسی سے مذاق یا بدزبانی یا عامیانہ گفتگو نہ فرماتے معلوم ہوتا تھا وہ مذاق سے بالکل ناآشنا تھے۔

□ دیال گڑھ اور بٹالہ شہر کے درمیان ایک برساتی نالہ (ندی) پڑتی تھی اور لڑکے تو اپنی شلوار پائجامہ یا چادر گھٹنوں سے اونچی کرلیتے مگر آپ ہرگز ایسا نہ کرتے اور حفظ ستر کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔

□ آپ کے آبائی گاؤں قصبہ دیال گڑھ کے باغوں اور کھیتوں میں آم امرود سیب وغیرہ فروٹ اور خربوزے تربوز وغیرہ سبزیاں خچر ریڑھوں ٹھیلوں اور بیل گاڑیوں پر شہر بٹالہ کی منڈیوں میں مال جاتا راستہ میں پھل فروٹ وغیرہ ریڑھوں ٹھیلوں سے گرجاتا اور لڑکے تو گرا پڑا مال اٹھا کر کھا لیتے مگر حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان گرا پڑا مال اٹھا کر ہرگز نہ کھاتے آپ کے اساتذہ متفق البیان ہیں کہ زمانہ طالب علمی میں اآپ کو کسی سے لڑتے جھگڑتے گالی گلوچ کرتے نہ دیکھا نماز باجماعت کی پابندی کرتے حسن اخلاق ومروت ومحبت سے پیش آتے خوش اخلاق وخوش مزاج تھے متبسم رہتے سلام میں تقدیم (پہل) کرتے۔

گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ

کے مصداق تھے تعلیم وتعلم مطالعہ سے گہرا شغف

تھا۔ (سبحان اللہ)۔

اللہ اللہ یہ بچپنیں کی پھبن

□ اعلیٰ نمبروں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔۔ ایف کی تیاری فرمارہے تھے۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام کی تجلی دیدار:

لاہور کے ایک عظیم الشان فقید المثال جلسہ عام میں حضور صدر الافاضل استاذ العلماء خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین قادری فاضل مراد آبادی قدس سرہٗ کی زبان فیض ترجمان سے شہزادہ اعلیٰ حضرت کی جلوہ آرائی لاہور کا روح پر اعلان "حضرت شہزادہ اعلیٰ حضرت شیخ طریقت حامی سنت ماحی بدعت مخدوم اہلسنت شیخ الاسلام حجۃ الاسلام مولانا علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد حامد رضا خانصاحب قادری برکاتی بریلوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف فلاں گاڑی سے فلاں وقت تشریف لارہے ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پورا شہر ریلوے اسٹیشن پر امنڈ پڑا، انسانوں کا ایک سیلاب تھا مسلمانان اہلسنت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا ریلوے اسٹیشن پر پلیٹ فارم ٹکٹ ختم ہو گئے تھے ریل کے ڈبوں اسٹیشن اور پل کی عمارتوں اور درختیوں پر شمع جمال رضوی حامدی کے دیدار کے مشتاقان دید پروانہ وار نثار ہورہے تھے آنکہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت جانشین امام اہلسنت اولین سجادہ نشین وبانی خانقاہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت نے جلسہ عام میں نزول اجلال فرمایا۔ مستقبل میں ہونے والے نائب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث علی الاطلاق علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد بھی اس جلسہ عام میں بحیثیت طالب علم تھے حجۃ الاسلام نور الانوار قمر الاقمار کے مظہر اتم کے چہرۂ انور پر نظر پڑی اور دل کی دنیا بدل گئی۔

آیا نظر جلوہ تیرا شکر خدا حامد رضا
یاور مقدر ہوگیا صد مرحبا حامد رضا
بے مانگے سب کچھ دے دیا تجھ پہ فدا حامد رضا
یہ ہے کرم جوشی تیری بحر عطا حامد رضا

کالج کی انگریزی تعلیم کو چھوڑ چھاڑ کر وطن مالوف کو خیرباد کہہ سیدنا حجۃ الاسلام کے ہمراہ دیار علم وفضل سرچشمہ فیضان برکاتیت شہر بریلی شریف حاضر ہوئے سرکار حجۃ الاسلام اپنے نور بصیرت وفراست ونظر ولایت سے مستقبل کے محدث اعظم شیخ الحدیث مستقبل کے نائب اعلیٰ حضرت مستقبل کے صدر المدرسین وتاجدار مسند تدریس کو محمد سردار احمد کی شکل میں ملاحظہ فرمارہے سیدنا امام حجۃ الاسلام نے آپ کو اپنے دولت کدہ پر رکھا اپنے دولت کدہ سے کھانا کھلایا سیدنا حجۃ الاسلام عید بقرہ عید عید میلاد پر جیسے کپڑے اپنے شہزادہ والا جاہ مفسر اعظم علامہ شاہ محمد ابراہیم رضا جیلانی حضرت مولانا صاحبزادہ حماد رضا نعمانی میاں قدس سرہما کے جیسے کپڑے بنوائے ویسے ہی محدث اعظم کے بنواتے یہ بیش بہا عنایات حجۃ الاسلام وعنایات مفتی اعظم دیکھ کر بہت سے بیرونی حضرات حضرت محدث اعظم پاکستانی کو خاندان رضوی ہی کا ایک فرد سمجھتے اور آپ سے آپکو ایک رضوی شہزادہ سمجھ کر کمال حسن عقیدت سے ملتے تھے۔ شرح جامی تک درسیات کی جملہ کتب خود بدولت سرکار حجۃ الاسلام اور سیدنا مفتی اعظم فقیہ عالم قدس سرہما سے پڑھیں یہ وہ دولت اور وہ نعمت ہے کسی کو ملتی ہے اور کون پاتا ہے ہمارے آج کے مدارس دینیہ کے طلباء کیلئے لمحہ فکر یہ ہے اس زمانہ میں محلہ سوداگران خانقاہ عالیہ رضویہ کے علاقہ میں بجلی نہیں حضرت محدث اعظم گلی میں لگی ہوئی میونسپلٹی کی لالٹین کے سامنے کھڑے ہو کر رات بھر اپنا سبق یاد فرماتے اور اسباق کا تکرار فرماتے

تھے،حضرت حجۃ الاسلام کو معلوم ہوا تو فرمایا سردار احمد کے کمرہ میں لیمپ کا انتظام کیا جائے ،سیدنا حضور مفتی اعظم قبلہ شہزادہ اصغر سرکار اعلیٰ حضرت کا بیان ہے کہ میں جب بھی دیکھتا مولانا سردار احمد صاحب کو پڑھتے دیکھتا کوئی نہ کوئی علمی کتاب ان کے ہاتھ میں ضرور ہوتی وہ مسجد نماز باجماعت عمامہ کے ساتھ ادا فرماتے ہمیشہ وضو سے رہتے اگر جماعت میں کچھ دیر ہوتی تو کتاب دیکھنے لگتے یا وظیفہ پڑھنے لگتے حضرت قبلہ مفتی اعظم قدس سرہٗ فرماتے تھے ”اگرچہ مولانا سردار احمد صاحب کو میں نے بھی پڑھایا مگر آج وہ اس مقام پر تھے کہ مجھے پڑھاتے“۔ یہ انتہائی کرم ورصاغرنوازی ہے۔وہ مجھ سے میرے فقیر خانہ کی بالائی منزل چھت پر شرح جامی اور شرح جامی کا مقدمہ پڑھتے وہاں سے مسجد رضا کا صدر دروازہ صاف نظر آتا ہے۔جب بھیا برادر بزرگوار (حجۃ الاسلام) نماز باجماعت کے لئے مسجد رضا میں تشریف لاتے تو مولوی سردار احمد صاحب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جلدی سے جلدی جاتے اور بھائی صاحب کے نعلین اٹھا کر اندر رکھتے اور ان کی واپسی پر ان کے نعلین اٹھا کر باہر رکھتے اور پھر پڑھنا شروع کرتے حضرت قبلہ مفتی اعظم قدس سرہٗ محدث اعظم کو ولد الاعز میرے پیارے بیٹے کہہ کر مخاطب فرماتے اور ایسا ہی خطوط اور سند میں ارقام فرمایا سیدنا مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمہ کو محدث اعظم پاکستان سے کیسی اور کتنی محبت تھی اس کا پتہ ماہنامہ نوری کرن، بریلی شریف کے رسالہ محدث اعظم پاکستان نمبر سے چلتا ہے رسالہ نوری کرن بریلی شریف کے چیف ایڈیٹر مولانا صوفی الحاج اقبال احمد نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کراچی کے بعد صرف ملاقات فقیر کے لئے میلسی تشریف لائے تھے انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت محدث اعظم قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہٗ کا وصال ہوا تو میں (اقبال احمد نوری ایڈیٹر ماہنامہ نوری کرن) حضرت قبلہ مفتی اعظم کے تاثرات لینے کے لئے حضرت کے دولت کدہ رضوی دارالافتاء حاضر ہوا اور تاثرات کی درخواست پیش کی ارشاد فرمایا آپ کل صبح نماز فجر کے بعد ملیں۔مولانا الحاج صوفی اقبال احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ صبح بعد فجر میں حضرت کی دولت سرائے اقدس پر حاضر ہوا تو وظیفہ فرما رہے تھے مجھے ہاتھ کے اشارہ سے بیٹھنے کو کہا میں بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد مجھے بچشم اشکبار تین اہم مضامین عطا فرمائے ایک بعنوان ”آہ میرا روشن چاند جاتا رہا“ ایک اہم مضمون مادہ ہائے تواریخ پر مشتمل کم بیش ۳۰/۳۵ تاریخی مادہ ارقام فرمائے جو آج تک کسی کے نہ لکھے گئے اور نہ کوئی لکھ سکتا ہے۔اور ایک ”منظوم تاثرات حضرت مفتی اعظم کے عنوان سے زینت محدث اعظم نمبر بنا جو اپنی مثال آپ ہیں ان تینوں مضامین سے پتہ چلتا ہے کہ حضور مفتی اعظم کو حضور محدث اعظم سے کتنی محبت تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکار مفتی اعظم کو نظم ونثر اور مادہ ہائے تاریخ گوئی پر کتنی زبردست مہارت اور بے مثال قدرت تھی،رات کے مختصر حصہ میں یہ کرامت افروز مضامین نظم ونثر ارقام فرمائے جن کی نہ مثال ہے نہ جواب ہے۔

□شرح جامی تک تعلیم کے بعد حضرت حجۃ الاسلام قبلہ اور سیدنا مفتی اعظم کی اجازت دارالخیر والقدس اجمیر شریف آستانہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز پر دارالعلوم جامعہ معینیہ عثمانیہ میں علم وفضل کے قطب الاحد حضرت صدر الشریعہ بحر العلوم علامہ حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی کی خدمت میں گئے اور حضرت قبلہ مفتی اعظم فرماتے تھے ”پھر تو بحر العلوم کی خدمت میں گئے اور خود بھی بحر العلوم ہو گئے“۔سات سال کامل حضور صدر الشریعہ کی خدمت اقدس میں رہ کر جملہ علوم وفنون کی تحصیل کی تحصیل علم وفنون میں ایسا شغف اور انہماک تھا ایک لمحہ بھی بیکار نہ جانے دیتے تھے حدیہ کہ آپ کے نام کے گھر سے جو

ڈاک خطوط لفافے آتے تھے وہ بغیر پڑھے ایک گھڑے میں ڈالتے رہتے تھے لنگر وغیرہ مقررہ وقت پر ملتا مگر جب کبھی بھوک لگتی تو باسی روٹی کے پرانے ٹکڑے پانی میں بھگو کر کھاتے اور اپنے کلاس فیلو رفقاء درس سے فرماتے ''آؤ بھائی صابری بسکٹ کھالو''۔ طالب علم کا ایسا ولولہ ایسی تڑپ کہ اوقات مدرسہ کے علاوہ بھی حضور صدر الشریعہ سے ان کی قیام گاہ پر جا کر پڑھتے حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی کا علم بھی جوش پر تھا خوب پڑھاتے اور درسیات و درسی کتب کے علاوہ مشہور مگر متروق بڑی مشکل درسی کتاب عبد الغفور اور حواشی قدیمہ وجدیدہ اور طحاوی شریف جو معری تھی بڑی مہارت سے پڑھاتے اور بعض ایسی کتابیں جن کے نام سے بھی آج کل کے علماء واقف نہیں وہ بھی پڑھاتے حضرت صدر الشریعت جسم مبارک جب پڑھنے لگا تو حکماء و اطباء کے مشورہ سے دو میل کی مسافت پر اناساغر دولت باغ پیدل چل کر جاتے تو مولانا سردار احمد صاحب اس وقت بحیثیت طالب علم ہاتھ میں کوئی درسی کتاب لئے ہوتے تفریح بھی ہوجاتی اور درس وتدریس تعلیم وتعلم کا سلسلہ بھی جاری رہتا حضرت علامہ عبد المصطفیٰ ازہری الرضوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ ''ملا سد حسن'' کا بیشتر حصہ حضور صدر الشریعہ قدس سرہٗ سے اس سفری کشتی تدریس کے دوران پڑھا یہاں یہ بات بھی فرحت افزاء انکشاف کا باعث ہوگی کہ حضور صدر الشریعہ قبلہ کے تلامذہ کی یہ جماعت جس میں سیدی سندی محدث اعظم پاکستان کے علاوہ جلالۃ العلم حافظ الحدیث علامہ حافظ عبد العزیز بانی وشیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد ملت رئیس التارکین مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب دھام نگری الہ آبادی، صدر العلماء، امام النحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی (استاذ مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی مولانا شاہ احمد نورانی کے استاذ محترم) حضرت علامہ غلام یزدانی علامہ مفتی محمد رفاقت حسین صاحب کانپوری وغیرہم قدست اسرارہم شامل تھے، یہ حضرات پڑھتے بھی تھے اور مبتدی و متوسط کتب کے طلباء کو پڑھاتے بھی تھے چنانچہ حضور سید العلماء و مولانا علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی قدس سرہٗ العزیز سابق سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ شریف۔ بحر العلوم علامہ عبد المصطفیٰ ازہری شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی مولانا سید شاہ صدیق اللہ شاہ بنارسی۔ مولانا علامہ محمد محسن فقیہ شافعی بھونڈی ممبئی، مولانا قاری رضائے مصطفیٰ اعظمی امجدی قدست اسرارہم نے اجمیر شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان سے متعدد کتابیں پڑھیں۔

ان دنوں حضرت شیخ الاسلام علامہ حافظ خواجہ محمد قمر الدین چشتی سیالوی سجادہ نشین سیال شریف رحمۃ اللہ علیہ بھی اجمیر شریف میں ابتدائی درسی کتب پڑھتے تھے۔

□ دار العلوم جامعہ معینیہ عثمانیہ درگاہ معلیٰ اجمیر میں ماشاء اللہ سات سال زیر تعلیم رہے اور درس نظامی کی تکمیل فرمائی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے طلباء کو مناظرہ کی مشق بھی کراتے تھے ایک روز حضور محدث اعظم اپنے ایک استاد بھائی سے تربیتی مناظرہ کی مشق کر رہے حضور صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ چھپ کر یہ مشق ملاحظہ فرما رہے محدث اعظم کا زور استدلال اور قوت گویائی اور اپنے دعویٰ کے اثبات میں حوالہ جات کا تسلسل دیکھ کر بے تابانہ آئے اور محدث اعظم پاکستان کو سینہ سے لگا لیا پیشانی کو چوما بے شمار پیار دعاؤں سے نوازا۔ سبحان اللہ۔

□ اجمیر شریف کے زمانۂ تدریس ہی کی بات ہے کہ حضور شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی درگاہ معلیٰ سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ پر حاضر ہوئے تو حضرت محدث اعظم کی پیشانی میں نور ولایت چمکتا ہوا پایا پیشانی

مبارک کو چوما سینۂ پاک سے لگا اور اپنی خلافت سے سرفرازو سربلند فرمایا اور اپنا گلا مبارک عطا فرمایا۔ سبحان اللہ

□ اجمیر مقدس میں تعلیم کی تکمیل کے بعد جب نامور مدرس و محقق علامہ فضل احمد رامپوری نے امتحان لیا تو حضرت محدث اعظم اپنی کلاس میں اول آئے اس مبارک جماعت کا ہر فرد صدرالمدرسین، شیخ الحدیث استاذ العلماء ہوا۔

□ حضور محدث اعظم کا زمانہ طالب علمی میں بریلی شریف سے اجمیر شریف آنا جانا رہتا تھا بریلی شریف سے دہلی شریف آکر چھوٹی لائن بی بی جی کی ٹرین بدلنا پڑتی تھی تو ایک روز حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مجددی نقشبندی (مفتی اعظم دہلی والد ماجد پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی) قدس سرہما کے پاس ایک دو روز قیام فرماتے یہاں دہلی میں شیخ القرآن علامہ مضمد عبد الغفور ہزاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات وہ دہلی میں کسی سے دورہ حدیث شریف پڑھنا چاہتے حضرت محدث اعظم پاکستان نے علامہ ہزاروی علیہ الرحمہ کو بریلی شریف میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ سے دورہ حدیث شریف پڑھنے کا مشورہ دیا اور قائل کرلیا اور حضرت حجۃ الاسلام اور علامہ مفتی تقدس علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کے نام رقعہ (سفارشی مکتوب) دیا اور حضرت شیخ القرآن نے بریلی شریف میں حضرت حجۃ الاسلام قبلہ سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد جب حضرت محدث اعظم فارغ التحصیل ہوئے جبہ و دستار فضیلت و سند حدیث شریف سے نوازے گئے اور درس و تدریس میں آپ کی بے مثال مہارت تامہ کے باعث آپ کو یادگار اعلیٰ حضرت مرکز اہلسنت دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام میں پہلے سال ہی مدرس دوم اور ناظم تعلیمات مقرر فرمادیا گیا اسی دوران زشہر کہنہ بریلی شریف اکبری جامع مسجد میں دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر رسالہ الفرقان سے محرم الحرام ۱۳۵۴ھ اپریل ۱۹۳۵ء میں چار روزہ یادگار تاریخی مناظرہ ہوا جس میں مخالف مناظر کو عبرتناک شکست فاش ہوئی اور مخالف مناظر اپنی جوتیاں، اپنا عصا، اپنا چشمہ اپنی کتابیں، اور غلط الفاظ و املاء پر مشتمل اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں چھوڑ کر میدان مناظرہ سے ایسا بھاگا کہ آئندہ کے لئے مناظرہ ہی سے توبہ کرلی۔

دوسرا مناظرہ احمد آباد گجرات کاٹھیاوار پتھروالی مرکزی جامع مسجد میں ہوا جس میں مخالف مناظر سلطان حسن سنبھلی کو شکست فاش ہوئی اس مناظرہ سے متعلق تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری میاں کے والد ماجد مفسر اعظم ہند نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں قدس سرہٗ اور شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی برکاتی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے مخالف مناظر تاجدار مسند تدریس املاء عبارات و احادیث اور فقہی جزئیات بھی صحیح نہ پڑھ سکا واپسی پر محدث اعظم پاکستان کی ٹرین گارڈ کے ڈبہ سے لیکر انجن تک پھولوں کے ہاروں سے لدھی ہوئی تھی ایک مناظرہ بہرائچ شریف اور نانپارہ میں ہوا۔ ایک مناظرہ بمبئی میں مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاند پوری اور منظور سے ہوا، ایک مناظرہ آنولہ ضلع بریلی شریف اور بدایوں شریف میں جس میں محدث اعظم کو بے مثال فتح و نصرت ہوئی احمد آباد گجرات کاٹھیاواڑ میں سلطان حسن سنبھلی کو شکست فاش ہوئی تو محدث اعظم پاکستان نے مخالف مناظر شکست خوردہ کو جامع مسجد آگرہ سے فارغ کروا کر علامہ مفتی محمد عبد الحفیظ صاحب حقانی مفتی آگرہ کو امام و خطیب مقرر کروایا۔ ایک مناظرہ بریلی شریف محلہ سرائے خام میں ''استاذ العلماء جالندھری'' کے استاذ مولوی یسین سرائے خام سے ہوا اس کے متعلق مولانا نورانی میاں (بقیہ ص ۱۳ پر---)

تیسیر المعیون للسکون فی وباء الطاعون

از: حجۃ الاسلام حضرت مفتی محمد حامد رضا قادری قدس سرہٗ

ماہنامہ یادگار رضا بریلی، حضرت حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا قدس سرہٗ کی سرپرستی میں نکلتا تھا جس میں اکابر اسلام اور ادیبوں کے مضامین حالات حاضرہ، اسلامی معیشت، ادبی چٹخاروں پر مشتمل شائع ہوا کرتے تھے، خود حضرت حجۃ الاسلام کے فتاوے، نعتیہ کلام، مضامین شائع ہوتے تھے۔ یادگار رضا کے ایک شمارہ میں آپ کا ایک مفصل فتویٰ بنام "تیسیر المعیون للسکون فی وباء الطاعون" (۱۳۵۰ھ) دستیاب ہوا، یہ رسالہ اکیاون تا ستاون یعنی سات صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے شائع کیا جا رہا ہے اس پر مزید کام جاری ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ تخریج حوالہ جات کے ساتھ یہ رسالہ دیدہ زیب ہوگا۔

از: مدیر

مسئلہ

از: ریاست محمود آباد ضلع سیتاپور، مرسلہ رجب علی شاہ، تلمیذ مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب قادری، بذریعہ اڈیٹر صاحب اخبار دبدبہ سکندری، ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ۔

محترمی و مخلصی جناب ایڈیٹر صاحب زیدحبہ فقیر بعد سلام مکلف ہے کہ اپنی بارگاہ عالیہ کے کسی گوشہ میں جگہ دے کر ممنون فرمایئے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام عموماً و خصوصاً حضرت مجدد مأۃ حاضرہ فاضل بریلوی مستغنی عن الالقاب والآداب دامت برکاتہم اس مسئلہ میں کہ مرض طاعون کیا ہے؟ اور اس آیت مبارکہ {فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ} [الاعراف – ۳۴]

(تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے) کا مطلب کیا ہے؟ اور اس حدیث کا ترجمہ اور فائدہ اور یہ کہ کل امت مراد ہے یا بعض؟ اور یہ کہ طعن و طاعون دونوں میں شہادت ہے یا ایک میں؟ پھر شہادت حقیقۃً ہے یا حکماً؟ مفصل ارشاد ہو۔ حدیث یہ ہے: ابو حنیفۃ عن زیاد عن یزید ابن الحارث عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فناء امتی بالطعن والطاعون قیل یا رسول اللہ الطعن قد علمناہ فما الطاعون قال وَخزُ أعدائکم من الجن وفی کل شہادۃ وفی روایۃ وفی کل شہداء" [شرح مسند ابی حنیفہ، ملا علی قاری، ج۱، ص۲۷۷، رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر]۔

پھر شرعاً بھاگنا اور باہر شہر کے جھونپڑے ڈال کر رہنا کہ اگر شہر میں رہنا ہوگا تو ضرور مرنا ہوگا اور اگر باہر بھاگنا ہوگا تو قطعاً بچنا ہوگا، مناقض ارشاد خدا و رسول ہے، جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وبارک وسلم یا نہیں؟ اور ان پاکباز مسلمانوں کو جو شہر میں ثابت قدم رہے، بھاگنے والوں کی تجہیز و تکفین میں دعوت و مدارات میں شریک ہونا شرعاً روا ہے یا نہیں؟

اور جو لوگ یہ تاویل رکیک کرتے ہیں کہ آب و ہوا شہر کی خراب ہوگئی، اس موسم میں باہر جا کر بدل جائے گی شرعاً کہاں تک صحیح ہے؟ آیا وہ لوگ شرعاً درست بتاتے ہیں یا ہوا پر ان کا قول اُڑا دینے کے قابل ہے؟ اور بعض بیچارے جو مذہباً مسلمان ڈاکٹر ہیں، اگرچہ احکام شرع سے جاہل ہیں وہ اپنے اس

اصول سے جس کو حصہ عمر گلا کر حاصل کیا ہے، براہ رفق ورفاقت بتاتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے شہر جلد خالی کرو، سوائے فرار کے کوئی صورت نہیں ہے، آیا شرعاً ایسے ڈاکٹروں کا کہنا ماننا قابل حجت اور لائق عمل ہے یا نہیں؟ فقط۔ مجھے امید ہے کہ حضرات علمائے کرام اس پر کافی روشنی ڈال کر اہل اسلام کو ناپاک عقیدوں سے بچا کر عنداللہ ماجور ہوں گے اور اگر مکان کے اندر چوہے سڑ کر مر جائیں اور تعفن پیدا ہوئے، اس وقت نقل مکان کرنا چاہئے یا خوشبو سے مکان صاف کر کے اس میں رہنا چاہئے؟

المستفتی: رجب علی شاہ

الجواب

الحمد للہ ولی المحامد والصلاۃ والسلام علی احمد محمود و محمد کل حامد والصلاۃ والسلام علیٰ اٰلہ الکرام و صحبہ البررۃ العظام ما تفردت الورق والحمام علی الیشام آمین۔

احادیث کثیرہ میں طاعون کی نسبت ارشاد ہوا کہ وہ ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وبا میں اونٹ کے نکلتی ہے، جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کی مثل ہے اور اس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے، امام احمد بسند صحیح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''الطاعون غدۃ کغدۃ الابل المقیم بہا کالشہید والفار منہ کالفار من الزحف'' [مسند احمد بن حنبل، ج ٦، ص ٢٥٥، احمد بن حنبل ابوعبداللہ شیبانی، موسسہ قرطبہ قاہرہ]۔ طبرانی معجم اوسط میں ابونعیم فوائد ابوبکر بن خلاد میں انہیں سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الطاعون شہادۃ لامتی وخز أعدائکم من الجن غدۃ کغدۃ البعیر تخرج فی الآباط والمراق من مات فیہ مات شہیدا ومن اقام فیہ کان کالمرابط فی سبیل اللہ ومن فر منہ کان کالفار من الزحف۔ طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کوچکا ہے، اونٹ کے غدود کی طرح ایک گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے شہید مرے، جو ٹھہرا رہے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر بانتظار جہاد واقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے، جہاد سے بھاگ جانے والے کی مثل ہے۔ ہکذا فی تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون لحضرۃ سیدنا الوالد لاحرمنا اللہ الشاہد عن مشاہدۃ محیاہ فی المشاہد ما طلع الشاہد۔ حدیث مذکورۂ سوال کا بھی یہی مطلب ومفاد ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے: حضرت سیدنا امام ابوحنیفہ حضرت زید سے اور وہ حضرت یزید بن حارث سے اور وہ حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میری امت کی فنا نیزۂ طاعون سے ہے، عرض کی گئی نیزہ تو ہم نے پہچانا، یہ طاعون کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے دشمن جنوں کا کوچا ہے اور ہر ایک میں شہادت ہے یا بروایت دیگر ہر ایک میں شہدا ہیں۔ یہاں بعض لطائف ذہن فقیر میں آئے۔ حدیث میں امت سے مراد امت اجابت ہے اور حضور کا اسے اپنی طرف نسبت فرمانا اس کا اظہار شرف وعزت، گویا ارشاد ہوتا ہے کہ طعن وطاعون سے مرنے والے میری امت میرے گروہ میں ہے۔ سبحان اللہ، جسے وہ اپنا فرمائیں اس کا کیا کہنا، پھر طعن کے ساتھ ہی بحرف عطف واؤ کہ جمع کے لئے آتا ہے، طاعون کو ذکر فرمایا، گویا یہ اشارہ ہے کہ زخم نیزہ سے مرض طاعون سرعت اہلاک وشدت ایجاع میں قدم بقدم ہے، صرف تابع ومتبوع کا فرق ہے اور ظاہر ہے کہ تابع ومتبوع کا ایک حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: ''وفی کل شہادۃ''۔

یہاں بھی دونوں کو ایک کلمہ کل میں جمع فرما کر ایک ہی لفظ شہادت سے اجر میں منقسم فرمایا اور یہ تنکیر تنویع ہے یعنی ہر ایک ایک نوع شہادت ہے، طاعون شہادت کبریٰ نہیں، ان دونوں میں بوجہ اتحاد مادہ واشتقاق کبیر تشابہ صوری تو تھا ہی "وخز أعدائکم من الجن" نے ان میں اشتراک معنوی بھی بتادیا کہ دونوں زخم اعدا سے ہیں اور طاعون بھی منجملہ طعن ہے، یہ بھی افادہ فرمادیا گیا کہ اجر مشروط بصبر ہے، جس طرح مجاہدین اسلام دشمن کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوکر کوچوں پر کوچے کھاتے اور میدان سے قدم نہیں ہٹاتے، اسی طرح اگر طاعونی مقامات کے بسنے والے صبر وشکیب سے ثابت قدم رہیں گے اور اپنے مقام سے فرار نہ کریں گے، شہدائے اسلام کا اجر پائیں گے اور جس طرح وہ جہاد میں پیٹھ دکھانے سے مستحق عذاب نار ہوتے ہیں، یوں ہی یہ بھی اس کبیرہ کے ارتکاب سے سخت گنہگار ومستحق عذاب نار وقہر قہار وغضب جبار ہوں گے، چنانچہ رب العزۃ جل وعلا جہاد میں مقابلہ سے پیٹھ دکھانے والوں کی نسبت فرماتا ہے: {فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ٥} [سورۂ انفال – ۱۶]

وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا بُری جائے بازگشت۔ ہذا ما اختلج بالبال وقیدته علی جناح الاستعجال مع البلبال۔ امت سے تمام امت مراد نہیں اور طعن طاعون میں شہادت ہونا ظاہر ہے بلکہ فقہا فرماتے ہیں جو زمانۂ طاعون میں صبر واحتساب سے کام لے، وہ بھی ثواب شہید پائے گا کما فی حدیث البخاری اور حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: اس سے قبر میں سوال نہ ہوگا، صرح به العلامة الشامی فی رد المحتار عن السید الاجهوری۔ اور شہادت سے مراد شہادت آخرت ہے، یعنی ان کو ثواب موعود شہید کا ملے گا شہادت دنیا مراد نہیں کہ غسل و غیرہ دیا جائے، رد المحتار باب الشہید، ص ۹۵۳ رمیں ہے:

"شهادة الدنيا بعدم الغسل الا لنجاسة اصابته غيردمه كما فى ابى السعود و شهادة الآخرة وبنيل الثواب الموعود للشهيد افاده فى البحر"۔ جو یہ کہیں کہ شہر میں رہے تو ضرور مر جائیں گے اور باہر جھونپڑوں میں یقینا بچ جائیں گے، اگر یہ ضرور اور یقینا اپنے معنی حقیقی پر ہوں جب تو صریح کفر وتکذیب نصوص اور اپنے لئے اِدّعائے علم غیب ہوا اور اگر بمعنی ظن وگمان غالب ہو تو ان سے پوچھا جائے کہ کیا شہر کا خدا اور ہے اور دیہات اور جھونپڑوں کا اور؟ ہم مسلمانوں کے نزدیک تو مؤثر حقیقی مارنے جلانے والا وہی ایک مالک السموات والارض ہے، لہٗ ملک السموات والارض، اس کی خدائی سے نکل کر کوئی کہیں نہیں جاسکتا، وہ فرما چکا: {فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ٥} [سورۂ اعراف – ۳۴]

جب ان کی اجل آجائے گی تو ایک آن ادھر اُدھر نہ ہوگی، {أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ} [سورۂ نسا – ۷۸]

یہ تو پھونس کے جھونپڑے ہیں، مضبوط قلعوں میں بھی جا چھپیں گے تو موت انہیں جالے گی، گویا وہ کہہ رہی ہے ؎

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہیں چھپیں گے، وہ ایسے کہاں کے ہیں

پھر کہیں جاؤ، اگر طاعون سے آنی ہے تو قطعاً اسی سے آئے گی اور لاکھ جتن کرو، ایک پیش نہ جائے گی اور یہ نہیں تو پھر ڈرنا کیا؟ پھر بھاگنا کیسا؟ کہیں ہو، قطعاً بال بیکا نہ ہوگا۔ {لَّنْ يُّصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا} [سورۂ توبہ – ۵۱]

علما تصریح فرماتے ہیں کہ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے۔ امام ابن حجر مکی، 'زواجر عن اقتراف الکبائر' میں فرماتے ہیں:

"الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلث مأۃ الضرار من الطاعون"۔ علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: "شبہ بہ ای بالضرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرۃ"۔ شیخ محقق عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: "در باب طاعون جز صبر نیامدہ و گریختن تجویز نیافتہ وقیاس ایں بران (یعنی گریختن از خانہ کہ دروے زلزلہ شدہ یا آتش گرفتہ وغیرہ نزد ظن بہلاک) مردود و فاسد ست کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اندو ایں از اسباب وہمی و بر ہر تقدیر گریختن از آنجا جائز نیست و ہیچ جا وارد نشدہ و ہر کہ بگیریز و عاصی و مرتکب کبیرہ و مردود ست، نسأل اللہ العفو"۔ طاعون سے بھاگنے والے کے ساتھ وہی برتاؤ کیے جائیں جو فساق مرتکب کبائر کے ساتھ کرتے ہیں، جب تک وہ سچی توبہ نہ کریں، ان سے قطع تعلق انسب ہے اور مصلحت شرعی ہے کہ ان کی شادی غمی میں شریک نہ ہوں، کاموں میں ان کی اعانت نہ کریں، ان کی تجہیز و تکفین میں شریک نہ ہوں جبکہ وہ متعدد ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کے تجہیز و تکفین کر سکیں کہ جب کوئی ساتھ نہ دے گا تو آپ بھاگنے سے بھاگیں گے، ہاں اگر کوئی اکیلا مر جائے تو اس کا کوئی کفنانے دفنانے والا نہ ہو، اگرچہ کیسا ہی فاسق و فاجر کیوں نہ ہو، اس کی تجہیز و تکفین کریں، نماز پڑھیں، اگر ایسا نہ کریں گے، خود گنہ گار ہوں گے کہ ہر مسلمان کی فاسق ہو یا صالح، تجہیز و تکفین نماز پڑھنا واجب ہے، حدیث میں ہے: عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلاۃ واجبۃ علیکم علی مسلم یموت برا کان و فاجرا وان ہو عمل الکبائر رواہ ابو داؤد وغیرہ"۔ اور مصلحت اگر اس کے خلاف میں سمجھے تو ویسا کریں، بشرطیکہ اس میں کوئی اندیشہ و مضرت اپنے لئے نہ ہو، عین العلم میں ہے: ویبغض المصر فیہ بالاعراض والاہانۃ وترک الاعانۃ وابطال اعراض تعین علی المعصیۃ دون غیرہ ولو اعان تحریضا علی قبول النسخ او لحق الاسلام محسن فاحال یختلف بالنیۃ کما فی ترک بالفسق الا ان یعلم الاقتدار کما فی المبتدع والمعلن بالفسق فی المعاحتی یترک السلام فہو یسقط بادنی غرض-اھ"۔ رہا وہ عذر لنگ اور ڈاکٹری چال کا رنگ، بات یہ ہے کہ نفس سرکش جب شکنجہ احکام میں کسا جاتا ہے تو یوں ہی اوامر الٰہی کو پس پشت ڈالنے کے لئے بہانے بناتا اور ایں آں آڑ لیتا پھرتا ہے خرابی آب و ہوا کے عذر سے آج شہر چھوڑا جاتا ہے.................

.........توکل اسی ڈاکٹری اصول کی اقتدا سے جراثیم وبائی کے باعث مریضان وبا کے پاس کوئی نہ بھٹکے گا انہیں چھوٹا موت جانا جائے گا دم نزع کہ ہر جھٹکا ہزار ضرب تیغ سے سخت تر ہوتا ہے، اور پیاس کی شدت سے دم نکلتا ہے، ان سسکتوں کے حلق میں کون قطرہ بھر پانی ٹپکائے گا دزد متاع ایمان شیطان گھات میں ہوتا ہے، ماں باپ کی صورت میں داہنے بائیں آکر بیٹھتا ہے ایک طرف سے کہتا ہے کہ میں تیرا باپ ہوں یہودی دین پر مرا ہوں وہاں یہود بڑے آرام میں ہیں تو یہودی ہو جا دوسری طرف سے کہتا ہے میں تیری شفیق ماں ہوں نصرانی دین پر گئی ہوں وہاں نصاری بڑے چین میں ہیں تو نصرانی ہو جا، اس وقت سخت میں ان کے ایمان بچانے کے لئے کوئی کلمہ تلقین کرنے والا نصیب نہ ہوگا، وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھیں گے اور کوئی نظر نہ آئے گا۔

درد دل اٹھ اٹھ کے کس کا راستہ تکتا ہے تو
پوچھنے والا مریض بے کسی کا کون ہے

پھر کیا وہاں یہ ڈاکٹر تشریف رکھیں گے یہ اچھی رفاقت ہوئی کہ اسے ایسے مصائب میں پھانس کر دوسروں کو ہاتھ تک لگانے پاس جانے کی ممانعت ہوگئی۔ ایسا مشورہ دینے والے

ہر گز رفیق نہیں بلکہ نادان دوست سے بدتر ہے۔ ع

دوستی بے خرداں دشمنی ست

پھر یہ اوہام شدہ شدہ زیادہ راسخ ہوگئے تو ہنود طاعون کی طرح مسلمانوں کی لاشیں بے گور وکفن رہ جائیں تو کیا عجب تجہیز وتکفین وغسل ونماز کے فرض ادا نہ ہوں گے نماز کے لئے بھی کوئی قریب نہ آئے گا پھر کندھوں پر لادنا اور مدفن تک پہنچانا قبر میں اتارنا کیسا غرض یونہی تمام واجبات وفرائض متعلق مرض مہلک تہس نہس ہو جائیں گے۔ اور نظام احکام شریعت میں خلل آجائے گا، شریعت حکیم ہے وہ اسی لئے سد باب فرمادیتی ہے اور جو بات منجر بفساد ہو، اس کی قطع عرق فرمادیتی ہے، تیسیر الماعون میں کیا خوب ارشاد ہوا کہ اس میں جہاں اور حکم ہیں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ تندرست اگر بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے، نہ کوئی تیماردار ہوگا نہ کوئی خبر گیراں جیسا کہ ہمارے شہر اور اس کے گردونواح کے ہنود میں مشہور ہو رہا ہے، اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا راستہ لیا، بڑے بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے: "لئلا یضع المرضی لعدم من یتعدھم والموتی لعدم من یجھزھم"۔ ظاہر ہے کہ یہ علت جس طرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یوں ہی بیرون شہر جا پڑنے بلکہ اس محلہ سے بھاگ جانے اس گھر کو چھوڑ دینے میں بھی ہے تو حق یہ ہے کہ بہ نیت فرار مطلقاً نقل وحرکت حرام ہے۔ مختصرا مکان میں اگر چوہے مرجائیں، احتیاط سے صاف کردے، چوہے پھکوا کر ان کی مرنے کی جگہ پر آگ روشن کرادے، گندھک لوبان وغیرہ تصفیہ ہوا، خوشبو کے لئے سنگوادے یہاں تک مضائقہ نہیں مگر مکان سے بھاگنا حرام ہے۔ حدیث صحیحین میں ارشاد ہوا: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان عذابا یبعثہ اللہ تعالیٰ علی من یشاء فجعلہ رحمة للمؤمنین فلیس من رجل تقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب لہ الا کان لہ اوجر شھید"۔ عزیز ورفیق یہ ڈاکٹر ہیں یا حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کا دامن کرم جہان وجہانیان پر ابر رحمت کی طرح سایہ گستر ہے ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان جن کی نسبت رب العزت جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے: {عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝} [سورۂ توبہ-۱۲۸]

گراں ہے ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا تمہاری خیر خواہی کے حریص ہیں تم پر بڑی رافت ورحمت والے۔ فرماتے ہیں: "انتم تقمحون فی النار وانا اخذ بحجزکم ھلموا الی ھلموا الی"۔ تم آگ میں کودے پڑتے ہو، اور میں تمہارے بند کمر پکڑے دکھ رہا ہوں۔ ہاں ہاں کہاں جاتے ہو۔ میری طرف آؤ میری طرف آؤ۔ حکم فرمائیں کہ ایام طاعون میں صبر وسکون سے اپنے گھروں میں ٹھہرے رہو، شکیب وقرار ہاتھ سے نہ دو عار فرار اختیار نہ کرو یوں ہی آنی ہے تو آئے اس صبر وتسلیم رضا بالقضا کا صلہ خلعت شہادت ونعیم مقیم جنت دیں گے، بچے رہے تو حفظ سرحد اسلامی کے لئے انتظار جہاد کے بے نہایت ثواب سے نوازیں گے، بھاگو گے لمحہ بھر زندگی نہ بڑھ جائے گی غضب الٰہی کے مورد ہوگے جہنم جیسا برا ٹھکانا کیسی بری جائے بازگشت ہوگی اور ہزار حیف کہ تم اسے نہ مانو اور ڈاکٹروں بید حکیموں کا کہا ایمان جانو، اس سے بڑھ کر نادان کون کہ رؤف ورحیم حاذق طبیب روحانی کے نہ ماننے اور اس کے نسخۂ شفا کو مضرت رساں سمجھے۔ (بقیہ ص ۹۴ پر۔۔۔)

غیر مسلموں کے پوروج

از: عمدۃ العلما حضرت مفتی محمد صالح رضوی، شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

استفتاء:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل تقریر کے بارے میں جو ہمارے یہاں ایک جلسۂ عام میں ایک میلاد خواں مولانا نے کی ہے، مولانا کے الفاظ بعینہٖ کلپ سے نقل کر کے پیش خدمت ہے کہ: ”ہم بتاتے ہیں دنیا کے اندر کن پیغمبروں کو کن امت مسلمہ نے خدا مانا، خدا مان کر دیوتا مانا، رام مانا، بھگوان مانا اور اوتار مانا۔ اس زمانے کے اندر بھولی بھالی زبان میں کیا کہتے تھے کہ: ہم پیغمبر کے نچلے طبقے کے ہیں“

(مولانا نے کہا) ”ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے ہم نے چالیس سال پہلے ایک ہسٹری پڑھی تھی، تاریخ پڑھی تھی۔ اس ہندوستان کے تعلق سے آج ہمارے پاس زمانۂ قدیم کی کتاب ہے۔ آپ آکر دیکھ لینا۔ ہندوستان یہ دیش ہے اس کو آپ بھارت بھی کہتے ہیں، آپ اس کو انڈیا بھی کہتے ہیں، آپ اس کو ہندوستان بھی کہتے ہیں۔ مختلف ناموں سے اس دیش کو موسوم کیا جاتا ہے۔ میں ایسی بات بتادوں انڈیا بھی آپ جانو، بھارت بھی آپ جانو، ہندوستان بھی آپ جانو مگر ہندوستان کے تعلق سے میرے پاس زمانۂ قدیم کی ایک موٹی سی تحقیق ہے، ریسرچ ہے۔ مؤرخ کہتا ہے کہ: ہندوستان کا پہلا شخص ہند ہے۔ ہندوستان کی آبادی کی ابتدا جو ہوئی، وہ اجودھیا سے ہوئی ہے۔ اس اجودھیا کو ایودھیہ بھی کہتا ہے اور وجہ تسمیہ لکھتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے وہاں آئے تھے، جن کا نام ہند تھا، انہوں نے وہاں آبادی شروع کی، چلتے چلتے حضرت شیث علیہ السلام بھی اس جگہ تشریف لائے، اس طرح ہندوستان کی آبادی پھیلتی چلی گئی، حضرت ہند نے کیونکہ اس کو آباد کیا تھا اس لئے (یہاں) اولاد ہند پھیلی، جس طرح آبادی جس گاؤں میں ہوجاتی ہے پھر اس کا نام ملا کر رکھ دیا جاتا ہے، رضا نگر رکھ دو، حامد نگر رکھ دو، یہ آپ کا کام ہے۔ اسی طرح ایک فرد جا کے کسی مزرعہ میں رہے، بڑے بھائی کسی زمین میں جا کر ڈیرا جمالے اس کے نام کی اتنی جگہ ایک شہر گرامیٹر، ایک گاؤں کی آبادی ہوجائے۔ پھر اس کا نام اس کے نام پر رکھ دیا جاتا ہے، کیونکہ آبادی پر ہی شہر بنتے ہیں۔ اس کا نام تو رکھنا تھا، (ہندوستان) نام کیا رکھا گیا۔ استھان سنسکرت بھاشا کے اندر جگہ کو بولتے ہیں۔ آپ کی اُردو زبان میں مکان بھی بولتے ہیں، محل بھی بولتے ہیں۔ استھان کے معنی جگہ، ہند اور استھان ان دونوں کو ملا دیا تو کیا ہوا؟ ہندوستان“۔

”حضرت نوح کے بیٹے حضرت ہند نے اس کا آغاز کیا تھا، شیلا نیاس کیا تھا، بنیاد ڈالی تھی، اس کے بانی، اس کے آباد کرنے والے تھے۔ اس لئے اس بھارت کا نام، انڈیا کا نام، ہندوستان بنا ہے۔ مؤرخ لکھتا ہے ان سے بہت سے عجوبے ہوئے۔ عجوبے سے مراد معجزے ظاہر ہوئے۔ جیسے ہمارے نبی سے معجزے ہوئے، حضرت عیسیٰ سے بھی ہوئے، حضرت

موسیٰ سے بھی ہوئے، حضرت شیث سے بھی بہت معجزے ظاہر ہوئے۔ گمراہ لوگوں نے حضرت شیث کو خدا مانا، اوتار مانا، دیوتا مانا، رام اور بھگوان مانا، (ان کی) پوجا شروع کردی۔

آج ہندوستان کی سرزمین پر جہاں جہاں بھی شیش ناگ کے نام سے مندر بنے ہوئے ہیں یا پوجا ہوتی ہے، ان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ حضرت شیث علیہ السلام تھے، جن کی گمراہ لوگوں نے پوجا کرنے کے بعد ان کے نام کو بدل دیا ہے"

(مولانا نے کہا) "ہم اس لئے کہتے ہیں کہ ان انبیاء کرام کو نہ جانے کس نے کس زمانے میں کس کا نام بدل دیا ہو اور وہ ہی نبی جس کو ہم دوسرے لفظوں میں موسوم کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں نے دوسرے شبدوں میں موسوم کیا ہو۔ اس لئے تم کسی کو گالی مت دو، کسی کو بُرا بھلا مت کہو، غیر مسلموں کے دیوی دیوتاؤں کو تم بُرا بھلا، گالیاں مت دو، ہوسکتا ہے کہ ان کے اندر بھی کوئی ایسا اللہ کا نبی ہو جو تم نہیں جانتے ہو۔ اور گمراہ لوگوں نے اس کی پوجا شروع کردی ہو اس لئے بولنے کے معاملے میں چپ رہنا بہتر ہے"۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ مذکورہ بالا تقریر میں اس کے الفاظ، اقوال، قائل، مؤید، مبلغ، ناشر اور ترجمان کا شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ اس تقریر سے بستی میں کافی خلفشار ہے اور تناؤ کا ماحول پیدا ہوگیا ہے، مذکورہ بالا مقرر اپنے کو سنی بریلوی کہلاتا ہے شہر اور ضلع کے ذمہ دار سنی علماء نے مذکورہ مقرر سے اس کی تقریر پر وضاحت طلب کرتے ہوئے حوالہ اور اصل دکھانے کی بات کہی تو اس نے کہا کہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ایک قدیم شمارے میں، میں نے یہ مضمون پڑھا تھا۔ اس سے وہ شمارہ دکھانے اور حوالہ پیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے دکھانے کے لئے دو تین دن کا وقت مانگا مگر پندرہ روز گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک وہ حوالہ اور اصل نہ دکھا سکا اور لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ میں ضلع کی اتھارٹی سے مل آیا، مجھ پر کوئی حکم نہیں لگا۔ مذکورہ مقرر ایک مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتا ہے اور عیدگاہ میں بھی نماز عیدین پڑھاتا ہے۔ مسجد کے نمازیوں میں بھی بے چینی ہے اور بستی کے مسلمانوں میں بھی اضطراب ہے کہ ہم عیدالفطر میں ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟ اور اب تک اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ یہ سب جانتے ہوئے بھی اس شخص کے ہمنوا اور ساتھی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

برائے کرم شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں کہ ہم مسلمانان اہل سنت وجماعت کیا کریں؟ قرآن وحدیث، فقہ حنفی کی روشنی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے فتاویٰ کی روشنی میں مدلل ومبرہن اور مفصل جواب عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

بینوا توجروا۔

نوٹ: یہ تقریر جس عالم نے کی ہے، اس کی ریکارڈنگ موبائل میں محفوظ ہے اور آئے دن اس طرح کی تقریریں وہ کرتا ہے۔ عوام سے کہتا ہے کہ موٹی موٹی کتابوں میں لکھا ہے اور جب علماء کرام اس سے معلوم کرتے ہیں تو کہتا ہے کہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں لکھا ہے اور حوالہ مانگنے پر دکھاتا نہیں۔ (مذکورہ بالا عبارت میں مکررات کو حذف کیا گیا ہے)۔

المستفتیان:

سید جمیل میاں، ڈاکٹر اسلم نوری، ڈاکٹر ایاز احمد، کریم الدین، ذاکر حسین، بچھن بھائی، محمد ذاکر، آل نبی، حافظ اسلام۔

ساکنین بلاسپور، ضلع رامپور

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر مسئول عنہ کا خلاصہ:

صاحب تقریر نے ذکر میلاد شریف کی مبارک محفل

میں، واجب الادب والاحترام منبر سے، اسلامی رنگ میں غیر اسلامی ڈھنگ کی آمیزش کے ساتھ نہ جانے کس غرض سے دو غیر ضروری، غیر شرعی، غیر واقعی، غلط سلط معلومات اہل محفل کے لئے فراہم کرنے کی لایعنی کوشش کر کے اپنا اور سامعین کا پورا وقت ضائع کیا ہے۔ ایک یہ کہ ہندوستان کی وجہ تسمیہ کیا ہے یعنی اس ملک کا یہ نام کیسے پڑا؟ اور دوسری یہ کہ یہاں کے غیر مسلموں کے پوروج (اوتار وغیرہ) ہوسکتا ہے نبی رہے ہوں۔

پہلی بات کا جواب:

تو پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ لفظی مناسبت کو دیکھ کر یہ لگتا لگایا تو جا سکتا ہے کہ کسی ہند نامی شخص سے ہی ابتدا ہوئی، اس کا ورد یہاں سب سے پہلے ہوا اور پھر اس کی نسل نے یہاں کی اپنی آبادی کو اپنے جد اعلیٰ کی طرف نسبت ظاہر و قائم کرنے کے لئے الہند یا ہندوستان رکھ لیا ہو۔ لیکن یہ متعین کرنا کہ وہ ہند نامی شخص کون تھا، کب ہوا تھا؟ بالکل بے سر پیر والی بات ہے، بے اصل، بے سند ہے اور مقرر کا یہ ادعاء تو یقینا غلط ہے کہ وہ ہند نامی شخص سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا صلبی بیٹا تھا، بستان العارفین وغیرہ اسلامی کتابوں میں بصراحت لکھا ہے کہ اہل ہند وسند وحبشہ حام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور لکھا ہے جملہ نسل انسانی حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں سے ہے، ایک یہی حام اور دوسرے سام اور تیسرے یافث۔ پھر یہ بے تکی بات، فضول گوئی محفل میلاد پاک میں بیان کرنے کی کیا تک تھی؟ کیا مجبوری تھی؟ کیا مصلحت تھی؟ جبکہ اس میں نہ ثواب ملا نہ کسی کو اس بے ثبوت وسند خبر پر اعتبار آیا۔ بالفرض اگر کسی پرانی یا نئی تاریخی کتاب سے مقرر صاحب کے پاس الٹا سیدھا نام کا کوئی حوالہ ہو بھی جب بھی اسے کون سنے گا؟ کون مان لے گا؟ نہ درایت مانے گی نہ روایت تائید کرے گی نہ شریعت توثیق فرمائے گی۔ تو آخر اس مظاہرہ قابلیت سے کیا فائدہ، کیا افادہ؟ ظاہر ہے کچھ نہیں، بلکہ ایسا رنگ وڈھنگ موجب مضحکہ خیزی و تضیع اوقات، مشعر تعلّی وتفوق ہی مانا جاتا ہے۔ ایسی باتوں سے نام علم ونسبت علم پر بٹا لگتا ہے تو اہل علم وصلاح کو اس جیسی روش سے احتراز چاہیے، مقررین کو افادہ قوم پر نظر رکھنی چاہئے اور شروع سے آخر تک ترغیب وترہیب ازالۂ غفلت وفکر آخرت ملحوظ رکھنی چاہئے۔

پھر مزید برآں مقرر صاحب کو جوش بیان میں اتنا بھی دھیان نہیں رہا کہ کہاں زمانۂ سیدنا شیث علیہ السلام اور کہاں زمانۂ اولاد سیدنا نوح علیہ السلام، دونوں میں ہزاروں سال کا فصل ہے، مشہور بات ہے کہ حضرت شیث علیہ الصلاۃ والسلام، سیدنا جدنا ابو البشر حضرت آدم صفی اللہ علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات کے صلبی بیٹے ہیں اور بالاتصال آپ کے بعد دوسرے نبی مرسل ہیں، اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام کے عرصۂ دراز کے بعد ہوئے ہیں اور طوفان نوح کے بعد ہی حضرت نوح علیہ السلام کی نسل دنیا میں پھیلی حتیٰ کہ سارے انسانوں کے باپ نوح علیہ السلام ہیں، اسی لئے آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ بعد طوفان نوح، نوح علیہ السلام کے کسی بیٹے کے وقت میں یا بعد میں حضرت شیث علیہ السلام کا اجودھیا تشریف لانا کون باور کرلے گا؟ یہ نادانی ومضحکہ خیزی نہیں تو اور کیا مانی جائے؟ مقررین کو ایسی بے تکی باتوں کے بیان سے شرم آنی چاہئے۔ سننے والے کیسے تھے جو مزے سے سنتے رہے؟ کسی نے نہ روکا نہ ٹوکا۔

مسلمانو! تمہارا رب، معبود برحق، خالق کائنات اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ دیکھو تمہیں کیا حکم دے رہا ہے؟ فرماتا ہے: {وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا}[بنی اسرائیل-۳۶]

یعنی (اے بندے) تو (بلا وجہ ٹوہ لگانے کے لئے)

اُس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں (اور یقین کر یاد رکھ کہ) بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے (استعمال کے) بارے میں (تجھ سے) باز پُرس ہونی ہے۔

اور دیکھو! فرماتا ہے: {وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۔۔۔ الآیات} [سورۂ ق—۱۶ تا ۱۸]

یعنی جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے (فرشتے، ان میں کا) ایک داہنی طرف بیٹھا ہے اور ایک بائیں طرف، بندہ نہیں بولتا ہے کوئی بول مگر اس کے پاس ایک سخت نگراں (اس کی بات لکھنے کے لئے) مستعد نہ بیٹھا ہو۔

مسلمانو! اللہ سے ڈرو۔ لہٰذا دین اور علم دین کو کھلونا نہ بناؤ، مذہبی محفلوں کا احترام کرو، انہیں جشن و تفریح کا سامان مت بناؤ، ورنہ یاد رکھو، {إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ}

[سورۂ بروج—۱۲]

آیات مذکورہ بالا کا اقتضا ہے کہ مسلمان ہر کام میں ہر حال میں احتیاط روی سے کام لیں، فکر آخرت سے بے فکر نہ رہیں، ہماری شریعت نے ہمیں افراط و تفریط سے بچنے کا حکم دیا ہے، خصوصاً زبان کی بے اعتدالی اور اسلامی فکر و نظر کی بے توقیری سے سختی کے ساتھ روکا ہے، حتیٰ کہ ہمیں دینی امور میں مداہنت یا اغیار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خوش آمدانہ چال چلنے تک کی اجازت نہیں ہے، حسن سلوک منع نہیں، دین فروشی منع ہے اور اغیار کے دھارمک کاموں یا نظریوں کی ادنیٰ تائید کرنے یا سراہنے کی بھی رُخصت ہمیں نہیں ملی ہے، یہ تو ایسا جرم ہے جس سے ایمان خراب ہو جاتا ہے اور بندے کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ مگر ساتھ ہی ہماری شریعت مقدسہ نے ہمیں اس سے بھی سختی کے ساتھ روکا ہے، تاکیدی طور پر حکم دیا ہے کہ ہم غیروں کے مذہبی پیشواؤں، ان کے دیوتاؤں کی توہین نہ کریں، انہیں بُرا بھلا نہ کہیں۔ دیکھو قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے، فرماتا ہے: {وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ}۔

[سورۂ انعام—۱۰۸]

انہیں گالی نہ دو (یعنی کسی طرح ان کی توہین نہ کرو) جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔

دوسری بات کا جواب:

رہی دوسری بات تو اُس کا جواب یہ ہے کہ "آمنا باللہ و رسلہ" یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے سبھی رسولوں، نبیوں پر۔ یعنی اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم دیا وہ ہم نے مان لیا، مانتے ہیں، اور انشاء اللہ مانتے رہیں گے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ میرے سب نبیوں رسولوں پر ایمان لاؤ، سب کی بلا کسی فرق کے تصدیق کرو۔ تو جو بندہ عند اللہ نبی ہے، ہم اسے مان چکے چاہے ہمیں اس کا نام، مقام، نشان کا اتا پتا ہو یا نہ ہو۔ اور جو عند اللہ نبی نہیں ہے، ہم نے اسے نبی نہیں مانا نہ کبھی مان سکتے ہیں۔ بس بحث ختم۔

اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بات یہ ہے کہ نبوت و رسالت میں اوہام و تخمین کو دخل نہیں۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اللہ و رسول نے جن کو تفصیلاً نبی بتایا، ہم ان پر ایمان لائے اور باقی تمام انبیا پر اجمالاً، لکل امۃ رسول۔ اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں، یا (اگر) نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو، شاید یہ ہو، کاہے کے لئے ٹٹولنا اور کاہے کے لئے "شاید"؟ آمنا باللہ و رسلہ۔ ہزاروں امتوں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں۔ قروناً بین ذلک کثیراً۔ قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں، ان کے نفسِ وجود پر سوائے تواتر ہنود ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی میں کچھ

اشخاص تھے بھی: تواتر ہنود اگر حجت نہیں تو ان کا وجود ہی ناثابت، اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق وفجور ولہو ولعب ثابت پھر کیا معنی کہ وجود کے لئے تواتر ہنود مقبول، اور احوال کے لئے مردود مانا جائے۔ اور انہیں کامل ومکمل بلکہ ظنا معاذ اللہ انبیاء ورسل جانا مانا جائے — اھ۔

[فتاویٰ رضویہ بتلخیص یسیر، ج۶، ص۱۴۲]

اسی قسم کا ایک سوال معتمد اہل سنت حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ کے سامنے آیا، آپ نے اس کا جواب فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں یوں مرتب فرمایا، لکھتے ہیں:

قائل کا یہ کہنا کہ ''ہوسکتا ہے رام اور کرشن رسول رہے ہوں'' سراسر غلط اور باطل، کرشن اور رام کے وجود پر سوئے تواتر ہنود کے اور کوئی دلیل نہیں، اور اسی تواتر سے ان کے ایسے افعال ثابت ہیں جو نبی ہونے کے منافی ہیں، جن کو ہر شخص ان کے وہ احوال پڑھ کر معلوم کرسکتا ہے، جو خود ان کے پرستاروں نے لکھے ہیں، علاوہ ازیں کسی شخص خاص کے نبی ہونے کے ثبوت کے لئے قرآن وحدیث کی نص ضروری ہے۔ اگر کسی کے لئے ایسی نص نہیں تو اس کے بارے میں یہی اعتقاد کیا جائے گا کہ وہ نبی نہیں، (چونکہ) ان کے بارے میں کوئی نص نہیں، اس لئے ان کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ یہ نبی نہیں اور جو نبی مانے اس کا رد ضروری ہے — اھ۔ [فتاویٰ شارح بخاری، ج۱، ص...]

مقرر وغیرہ کا حکم:

رہا مقرر مسئول عنہ کے حکم سے متعلق سوال تو اس کا جواب بر تقدیر صحت سوال وصدق سائلین یہ ہے کہ صورت مسئول عنہا میں وہ اپنی بے باکی، بے احتیاطی، فضول لفاظی، غلط گوئی، خلاف شرع نظریہ محدثہ رکھنے والوں کی یک گونہ ہمنوائی وغیرہ شناعتوں کی وجہ سے سخت گنہ گار ہیں، مذکورہ رفتار وگفتار پر اصرار کی وجہ سے فاسق معلن ہیں، ان پر ان سب قابل گرفت باتوں سے علانیہ طور پر معترفانہ وندامانہ توبہ واستغفار اور اصلاح حال لازم ہے۔ اگر وہ اپنے اس غلط رنگ ڈھنگ سے، اس طرز تقریر سے اور فکر غیر شرعی سے باز آئیں اور علانیہ اعتراف خطا کے ساتھ توبہ واستغفار کرلیں اور اصلاح حال کا وعدہ کریں، عزم اصلاح از خود ظاہر کریں تو منصب امامت پر انہیں بحال رکھا جاسکتا ہے، ورنہ بلا تاخیر معزولی کے مستوجب ہیں۔

□ □ □

(---**بقیہ ص ۲۴ کا**) اس تریاق اکبر سے کہ ہر حال میں نافع محض ہے، منہ موڑے اور زہر بھرے جام شراب کی طرف عارضی تسکین کی خاطر دوڑے چند ساعت چین سے گزر جانے کے لئے ہمیشگی کا عیش وحیات ابد تج دینا مجنون کا کام ہے، پیارے سنی بھائیو اس مسیحائے جان وایمان سے رشتۂ الفت توڑنا اور نفس لعین کے پھندوں میں پھنس کر دشمن ایمان شیطان سے ناتا جوڑنا کون سی عقل اور کونسا دین ہے؟ ع

ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد المدعو بحامد رضا

القادری البرکاتی الرضوی البریلوی

سقاہ ربہ من منہل کرمہ المروی و حماہ عن شر الحر المزوی، آمین

□ □ □

جمعہ کی اذان اوّل اور وہابیہ غیر مقلدین

از :قاری محمد عبدالرشید قادری پیلی بھیت

تمام تعریف اس اللہ کے لئے کہ جو سب کا رب اور خالق و مالک ہے اور درود وسلام پیارے مصطفیٰ ﷺ پر کہ جنہوں نے اپنی، اور خلفائے راشدین اور مہدیین کی سنت کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔

قارئین کرام! سنت رسول وسنت ابوبکر وعمر (ﷺ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو جاری رکھتے ہوئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں (جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو) آپ کے حکم سے جمعہ کے دن ایک اور اذان کا اعلاناً واطلاعاً اضافہ ہوا۔ جس کو دنیائے اسلام جمعہ کی اذان اول یا اولیٰ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ یہ اذان بے شمار صحابہ کرام کی موجودگی میں دی گئی۔ کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، چنانچہ یہ اذان باجماع صحابہ کرام رائج ہوگئی اور ہر زمانے میں یہ ہوتی رہی کسی فقیہ، محدث ومجتہد اور عالم دین نے اس پر اعتراض نہیں کیا اور کرتے بھی کیوں اس لئے کہ حدیث پاک میں بڑی تاکید کے ساتھ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی اتباع اور پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ [دیکھو بخاری ومسلم وغیرہ کتب احادیث]

وہابیہ غیر مقلدین کی مساجد میں بھی یہ اذان ایک زمانہ تک ہوتی رہی جیسا کہ ان کی بعض کتابوں سے ظاہر ہے لیکن پھر ان نام نہاد اہل حدیث نے اس اذان کو ترک کر دیا، اور اس پر بدعت کا فتویٰ ٹھوک دیا۔ مگر ابھی حال ہی میں رچھا ضلع بریلی کے ایک غیر مقلد میاں نور الاسلام سلفی نے اس کے بدعت ہونے سے انکار کیا، اس لئے ہم ان سے اس سلسلہ میں چند باتوں کی توضیح وتشریح کے طالب ہیں ملاحظہ کریں۔

(۱) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن ایک اذان کا اضافہ فرمایا اور تمام صحابہ نے اس کی تائید کی کسی نے مخالفت نہ کی۔ حضرت عثمان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے آپ نے بھی یہ اذان باقی رکھی حتیٰ کہ اب بھی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں یہ اذان ہو رہی ہے۔ تنقیح طلب امر یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے قائل وفاعل وعامل ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا حضرت عثمان اور تمام صحابہ غلطی پر تھے؟ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) یا آپ غلطی پر ہیں؟ اور یہ اذان آپ کے نزدیک بدعت نہیں تو کیا سنت بھی نہیں؟ اور جن علمائے غیر مقلدین نے اس اذان کو بدعت کہا وہ حق پر ہیں یا آپ؟ یا دونوں؟ یا کوئی نہیں؟ اس کی مکمل وضاحت کریں۔

(۲) بتائیے نورجی! حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امت کے لئے حق وباطل، خیر وشر، سنت وبدعت اور ثواب وعذاب وغیرہا امور پرکھنے کی کسوٹی اور معیار حق ہیں یا نہیں؟ اور جو کام انہوں نے کیا وہ حق اور سنت نیز باعث نجات ہے یا نہیں؟

(۳) حضرات صحابہ کرام کا قول وفعل وعمل ہمارے لئے دلیل اور ذریعہ صلاح وفلاح وترقی درجات وسعادت مندی کی راہ ہے یا نہیں؟ اور ان کی خلاف ورزی تباہی وبربادی وذلت وخواری اور بدقسمتی وبدنصیبی کا سبب ہے یا نہیں؟

(۴) ہم پوچھتے ہیں کہ اگر معیار صداقت "ما انا علیہ" ہی کافی تھا تو پھر اس کے بعد "واصحابی" بڑھا کر صحابہ کرام کو

معیار صداقت کیوں کر قرار دیا۔ کیا اس کا صاف وصریح مطلب یہ نہیں ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کی وہی صورت صحیح ہے۔ جو صحابہ کرام کے موافق و مطابق ہو۔ اور جو صورت صحابہ کرام کے خلاف ہو اس میں صداقت نہیں؟ اگر ہاں تو معلوم ہوا کہ جمعہ کی اذان اول کہ جس کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اضافہ فرمایا اور تمام صحابہ نے اتفاق کیا اس کو بدعت کہنے والے یا اس کے تارک کتاب وسنت اور طریقہ صحابہ کے خلاف ہیں۔

(۵) اس میں تو شک نہیں کہ آپ جماعت صحابہ کے خلاف چل رہے ہیں تو آخر اتباع کس جماعت کی کر رہے ہیں۔ اس جماعت اور اہل جماعت کا نام بتائیں؟

(۶) خلفائے راشدین اور تمام صحابہ نے جس پر اجماع کیا ہو۔ اگر وہ کام بھی بدعت ہے تو بتاؤ سنت کونسا کام ہے؟ کیا چودہ سال سے تمام امت بدعت پر عمل کر رہی ہے؟ اور جو لوگ آج اس اذان کو مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں کہلوا رہے ہیں کیا وہ بدعت کا ارتکاب کر رہے ہیں اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

(۷) حضرت عثمان غنی نے جمعہ کے روز جو اذان ایجاد فرمائی آخر آپ اس کے خلاف کیوں ہیں؟ کیا حضرت عثمان کی یہ ایجاد جس پر تمام صحابہ نے عمل کیا آپ کے لئے لائق عمل نہیں ہے؟ (۸) وہ کون سے دلائل ہیں جو آپ کو حضرت عثمان غنی کی اتباع اور پیروی سے روک رہے ہیں؟ حضرت عثمان غنی جیسے جلیل القدر صحابی کے عمل کو قرآن وسنت کے خلاف بتانا یا اس کو نا قابل عمل خیال کرنا اور خود کو اہل حدیث سمجھنا کیا بے عقلی نہیں ہے؟

(۹) جب قرآن وحدیث میں صحابہ کرام کی اتباع و پیروی کا حکم موجود ہے تو کیا حضرت عثمان کا حکم مان لینا قرآن و حدیث کا حکم ماننا نہیں سمجھا جائے گا؟

(۱۰) چودہ سال سے حضرت عثمان کے جاری اس عمل کے عملا مخالفت کرنا کیا خلفائے راشدین بلکہ تمام صحابہ اور عامۃ المسلمین کی مخالفت کرنا نہیں ہے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

(۱۱) سلفی صاحب آپ ہی کے بقول حضرت عثمان نے ضرورت شدیدہ کے وقت اس اذان کا اضافہ فرمایا جب اس مبارک ومتبرک زمانے میں اعلام بعد اعلام تنبیہ بعد تنبیہ کی ضرورت تھی تو کیا آج اس غفلت و بے عملی اور کاہلی وسستی کے دور میں یہ ضرورت شدیدہ ختم ہو گئی؟ اگر نہیں تو آپ نے اس اذان کو ترک کیوں کر رکھا ہے؟

(۱۲) غیر مقلد ریچھوی صاحب! جب آپ کو یہ تسلیم ہے کہ حضرت عثمان غنی نے ''ضرورت شدیدہ'' کے وقت اس اذان کو ایجاد فرمایا (معقول مدلل جواب، ص ۹ مطبوعہ ریچھا) اور آپ کو اس کے بدعت ہونے سے بھی انکار ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ اور آپ کی پوری جمعیت آج اس کی عامل نہیں، آخر آپ کا عمل اس کے خلاف کیوں ہے؟ کتاب وسنت سے وہ کون سی دلیل ہے جو آپ کو حضرت عثمان کی ایجاد کردہ اس اذان کے کہنے سے روک رہی ہے؟

(۱۳) یہ بھی بتایا جائے کہ آج جو ایک اذان جمعہ کے دن مساجد اہل حدیث میں نماز و جماعت سے تقریباً آدھا گھنٹہ قبل ہوتی ہے یہ اذان عثمان ہے کہ اذان نبوی اگر اذان عثمانی ہے تو اذان نبوی کو آپ نے کیوں ترک کر رکھا ہے؟ اگر اذان نبوی ہے تو اس کا تو مطابق فتاویٰ علمائے اہل حدیث منبر کے سامنے خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے مگر پھر یہ مسجد کے دائیں بائیں، بنے حجروں میں کیوں پڑھتے ہو، کیا یہ خلاف سنت نہیں ہے؟

(۱) سابق امام جماعت غرباء اہل حدیث ملا عبدالوہاب ملتانی متوفی ۱۳۵۱ھ کے سوانح نگار ابو محمد میاں نوالی لکھتے ہیں: ''مساجد احناف و اہل حدیث میں جمعہ کی دو اذانیں ہوا

کرتی تھیں، جیسا کہ آج کل احناف کے یہاں مروج ہے۔ مولانا موصوف نے پہلی اذان جو مسجد میں خطبہ سے گھنٹہ آدھا گھنٹہ پہلے ہوتی تھی اسے ثقہ دلائل سے بدعت ثابت کر کے موقوف کا فتویٰ صادر فرمایا اور دوسری اذان عند جلوس الامام علی المنبر کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا۔ آج کل اکثر مساجد اہل حدیث میں اسی طریقۂ نبوی پر عمل ہو رہا ہے"۔

[مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایت النبی ص ۱۲]

(۲) مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں: "پس ہمارے زمانے میں مسجد میں جو دو اذانیں ہوتی ہیں وہ صریح بدعت ہیں اور کسی طرح جائز نہیں۔ [فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ ص ۸۵]

(۳) مولوی عبد اللہ لکھتے ہیں: "جمعہ کی نماز کے واسطے مسجد میں ایک ہی اذان کا ثبوت ہے۔ اسی اذان پر اختصار کرنا چاہئے اور دوسری اذان نہ کہنا چاہئے۔ [فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ ص ۸۵]

(۴) مولوی عبد الرحمٰن رقم طراز ہیں: "اب مسجد میں دو اذانیں کہنا بدعت ہے"۔ [فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ ص ۸۷]

(۵) وہابیہ غیر مقلدین کے ترجمان رسالہ الاعتصام کا ایک فتویٰ بھی ملاحظہ فرمالیں "جمعہ کے روز ایک اذان کا خطبہ کے وقت ہونا مسنون ہے۔ دو اذانوں کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اذان ثانی جس کو پہلی اذان کہا جاتا ہے اس کو مسجد میں کہلوانا بدعت ہے۔ [ملخصاً فتاویٰ علمائے اہل حدیث جلد دوم ص ۱۷۹]

قارئین کرام! مولوی عبد الرحمٰن کے مذکورہ بالا فتوے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کی پہلے ان کے نزدیک بھی یہ اذانیں کہنا بدعت نہیں تھا مگر اب بدعت ہو گئی نہیں معلوم کہ ان کے نزدیک بدعت کی کیا تعریف ہے اور رسالہ الاعتصام کے اس فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اذان مسجد میں کہلوانا بدعت ہے۔ مسجد کے باہر کہلوانا بدعت نہیں۔ واقعی لائق داد ہے۔ علمائے غیر مقلدین کی اجتہادی اور محدثانہ قابلیت۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اسی غیر مقلدانہ ذہنیت و قابلیت پر تمہیں متبع کتاب و سنت اور محمدی ہونے کا دعویٰ ہے؟

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اضافہ شدہ مذکورہ اذان اور کچھ دیگر امور کے متلق رچھا کے مذکورہ غیر مقلد میاں نور الاسلام سلفی لکھتے ہیں: "ان میں سے کوئی چیز بھی بدعت و گمراہی نہیں خلفائے راشدین کو بدعتی و گمراہ کہنے والا خود گمراہ اور مردود ہے۔ [معقول و مدلل جواب ص ۱۰ مطبوعہ رچھا بریلی]

ناظرین کرام! اگر غیر مقلد ریچھوی صاحب کا یہ قول صحیح ہے (یقیناً صحیح ہے) تو ملتانی و جونا گڑھی اور عبد اللہ و عبد الرحمٰن وغیرہ۔ غیر مقلدین گمراہ و اور مردود ہوئے کہ نہیں؟ کیوں کہ ان میں سے کسی نے صریح بدعت اور کسی نے ثقہ دلائل سے بدعت کہا ہے۔ بولو کیا کہتے ہو؟ کیا آپ نے آج تک ان کے خلاف کوئی فتویٰ جاری کیا؟ ان کے اوپر نام بنام گمراہ کا ورمردود ہونے کا حکم لگایا اور لگایا تو کہاں اور کب؟ ثبوت پیش کرو، کیا تمہارے فتوے صرف دوسروں ہی کو بدعتی و گمراہ کافر و مشرک بنانے کے لئے ہیں؟ جہاں جیسا موقع دیکھا وہاں ویسا ہی لکھ دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہابیت و غیر مقلدیت کے شرک و بدعت کے مشن کی مشین گن صرف غیروں ہی کے لئے یا ملتانی و جونا گڑھی عبد اللہ اور عبد الرحمٰن پر بھی چل سکتی ہے۔ دیکھئے ان کے نام بنام گمراہ اور مردود ہونے کا حکم میاں سلفی صاحب کی طرف سے کب لگایا جاتا ہے۔ وانتظروا انا منتظرون۔

الجھا ہے پاؤں دام میں زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خانوادۂ رضویہ اور اس کے تبرکات

از : مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]

مرکز اہل سنت بریلی شریف کا خانوادۂ رضویہ دو سو سال سے امت مسلمہ کی قیادت اور سیادت کا فریضہ انجام دیتا آرہا ہے۔ اس خانوادۂ عالیہ میں سات پشتوں سے ولایت وکرامت کا تسلسل برقرار ہے، لیکن اسے عالمگیر شہرت اور مقبولیت، امام اہل سنت مجدد دین وملت عارف باللہ قطب الارشاد عاشق رسول شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء۔ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء] کی ذات ستودہ صفات کی بدولت نصیب ہوئی۔ پھر سلسلۂ قیادت وسیادت اور شہرت ومقبولیت کو آپ کے شہزادگان حجۃ الاسلام مرشد الانام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا قادری [م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء]، مفتی اعظم قطب عالم شاہ مصطفیٰ رضا قادری [م ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء] اور نبیرہ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ سراج الطریقہ قطب زماں قاضی القضاۃ فخر ازہر علامہ شاہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنی بے لوث دینی، علمی، روحانی، ملی خدمات کے ذریعہ تسلسل کے ساتھ باقی رکھا اور اس سلسلے کو عالمی سطح پر مزید وسعت بخشی۔

خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ برصغیر میں سلسلۂ قادریہ کو فروغ دینے والی سب سے بڑی خانقاہ ہے۔ جس تناسب سے سلسلۂ قادریہ کا فروغ اس خانقاہ عالیہ کے ذریعہ ہوا اور ہو رہا ہے، وہ اپنے آپ میں بے نظیر ہے۔ براہ راست خانوادۂ رضویہ کے مشائخ طریقت کے ذریعہ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ سے وابستہ ہونے والے افراد کی تعداد بارہ سے پندرہ کروڑ تک پہنچتی ہے اور آئے دن اس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، اور خاص بات یہ ہے کہ سلسلۂ قادریہ رضویہ کی یہ وسعت صرف ایک صدی کی دین ہے۔ بعض کم ظرف خانقاہ کی طرح اپنے خلفا کے مریدین کو خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ اپنے خانے میں ڈالنے کی قائل نہیں، ورنہ رضوی قادریوں کی تعداد میں کئی کروڑ کا مزید اضافہ ہو جائے۔

خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں:

* علم وفضل اور تصنیف وتالیف کی خوبیاں بہت سی خانقاہوں اور خانوادوں میں ملتی ہیں، لیکن جیسی وسعت، ہمہ گیری اور مقبولیت خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ کی تصانیف عالیہ کو نصیب ہوئی، وہ اپنے آپ میں بے نظیر ہے۔ یہ خانقاہ تقریباً دو صدی کی مدت میں ڈیڑھ ہزار سے زائد نہایت قیمتی تصانیف امت مسلمہ کو نذر کر چکی ہے جن کی گراں قدری، ہمہ گیری، حوالہ جاتی حیثیت اور اشاعت کا پھیلاؤ اس قدر عظیم ہے کہ یہ بحر وبر کی وسعتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ چکی ہیں اور کروڑوں کی تعداد میں چھپ کر یورپ، ایشیا، مشرق وسطیٰ، عالم عرب، آسٹریلیا اور افریقہ کے براعظم میں پھیل چکی ہیں۔ صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مطبوعہ تصانیف تین سو سے زائد ہیں، کئی سو مخطوطات کی صورت میں ہیں اور نہ جانے کتنی گردش زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ حضرت مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہٗ کی تصانیف کی تعداد تقریباً پچاس ہے، حضرت تاج

الشریعہ کی تصانیف مبارکہ شر سے تجاوز کر چکی ہیں جو عربی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں ترجمہ اور شائع ہو کر عالم عرب اور یوروپی ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ یہ تصانیف عالیہ ملت اسلامیہ کے ایمانی تحفظ، علمی افادے اور روحانی بالیدگی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں اور ہر جگہ اہل سنت کے لئے حوالہ اور ماخذ کا کام دیتی ہیں۔ اسی بنیاد پر بریلی شریف کو اہل سنت کی مرکزیت نصیب ہے۔

* نعت و مناقب کے مجموعے دیگر عالی خانقاہوں کے بزرگوں نے بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل فرمائی ہے جن میں سے بعض مجموعے اور کلام عوام اہل سنت میں خاصے مقبول اور رائج ہیں لیکن خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ کے تحریر فرمودہ مجموعہ ہائے نعت و مناقب کو جیسا قبول عام اور رواج دوام حاصل ہے، وہ اپنے آپ میں بے مثل و بے مثال ہے۔ یہ ان بزرگوں کی اللہ اور اس کے مقدس رسول ﷺ کی بارگاہ میں قرب خاص اور مقبولیت کی روشن دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت، استاذ زمن، سرکار مفتی اعظم اور حضرت تاج الشریعہ کے کلام کو اہل سنت کے درمیان لافانی مقبولیت حاصل ہے۔ صرف حدائق بخشش کے لاکھوں نسخے ہر سال شائع ہو کر محبان رسول کے ہاتھوں میں پہنچتے ہیں۔ کلام رضا اور سلام رضا کی مقبولیت کا یہ عالم ہے ساری دنیا میں پورے ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے، حتیٰ کہ جہاں اردو زبان جاننے والے عام طور سے نہیں ملتے، وہاں بھی یہ سلام روزانہ بعد نماز فجر اور میلاد شریف کی محفلوں میں پڑھا جاتا ہے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ میں ایک ایسے ملک میں پہنچا جہاں زمین کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں اور صرف سمندر رہ جاتا ہے، اور وہاں کے لوگ اردو زبان سے بھی واقف نہیں، وہاں بھی میں نے فجر کی نماز کے بعد سلام رضا کا نغمہ اپنے کانوں سے سنا۔ بقول علامہ کوثر نیازی ”اذان کے بعد فضاؤں میں سب سے زیادہ گونجنے والا کلام اور نغمہ سلام رضا ہے۔“ جس سے ایمان کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔ ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

* عملیات کی دنیا میں بہت سے بزرگوں کی کتابیں موجود اور رائج ہیں لیکن جیسی مقبولیت ”شمع شبستان رضا“ اور ”مجموعہ اعمال رضا“ کو ملی، وہ بے مثل ہے۔ بلا مبالغہ شمع شبستان رضا کی ہزارہا ہزار جلدیں ہر سال فروخت ہوتی ہیں اور درجنوں طباعتی ادارے اسے شائع کرتے ہیں۔ ایک حاسد خانقاہ نے اس کے بالمقابل اپنی شبستان کی شمع روشن کی لیکن وہ شمع شبستان رضا کے بالمقابل بالکل پھیکی اور ماند رہی۔

سرکار اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتی اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مستخرجہ نقوش وتعویذات بھی پوری دنیا میں مقبول ومعروف ہیں اور آج بھی خلق خدا کی حاجت روائی اور دستگیری کرتے ہیں، بالخصوص اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا چراغ قادری اور سرکار مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہٗ کا تحفۂ نوری، امت مسلمہ کے لئے لازوال تحفہ اور آسیب، سحر اور شر دشمناں کو دفع کرنے میں بعونہ تعالیٰ اکسیر ہے۔ بریلی شریف کے تعویذات ونقوش اور تعویذات پر مشتمل انگشتریاں افادیت، مقبولیت اور شہرت میں بے نظیر ہیں۔ یہ بھی اس خانقاہ عالیہ کی ایک عظیم ملی، دینی اور سماجی خدمت ہے۔

* شریعت کی پابندی اور علم دین کا فروغ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ اور اس سے وابستگان کی خاص پہچان ہے۔ اسی لئے یہ خانقاہ اور اس کے منتسبین، متوسلین اور اس کی نیازمند خانقاہیں غیر شرعی رسوم وآداب سے بالکل پاک اور جادۂ شریعت مصطفویہ پر پوری استقامت کے ساتھ جمی رہتی ہیں۔ عقیدے کا تصلب اور شریعت کا اہتمام اس خانقاہ عالیہ کی شناخت ہے۔ میرے ایک چشتی دوست نے دوران گفتگو مجھ سے بیان

کیا کہ ”میں نے حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے جتنے مرید بھی دیکھے، سب میں عقیدے کی پختگی کے ساتھ خشیت الٰہی کا عنصر خاص طور سے پایا۔“ یہ خانقاہ عالیہ رضویہ کے مشائخ کی بارگاہ خدا اور رسول ﷺ میں مقبولیت کی دلیل ہے کہ ان سے وابستہ ہونے والا بھی اللہ والا ہو جاتا ہے۔

* خانقاہیت اور بیعت وارشاد کا ہمہ گیر اور وسیع ترین خداداد سلسلہ، خانوادۂ رضویہ پر عنایات ربانی کا صرف ایک گوشہ ہے۔ اس خانوادۂ کریمہ کا اصل طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس نے دو صدی کے دوران ہر زمانے میں تحفظ ایمان وسنیت کا مشن جاری رکھا، عشق مصطفیٰ کی شمع فروزاں رکھی، اس کی لو کبھی مدھم نہ ہونے دی، ناموس مصطفیٰ کی حفاظت کے لئے ہمیشہ سینہ سپر رہا۔ اسلام پر غیروں یا اپنا کہلانے والوں نے جب بھی نگاہ ترچھی کی، اساطین خاندان رضویہ نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی مساعی جمیلہ سے اسلامی قدریں اس قدر محفوظ اور مستحکم رکھیں کہ بلائے نہ ہلیں۔ اسلام وسنیت اور شریعت کے خلاف جس کے قدم بھی اٹھے، اس خانوادۂ کریمہ نے پاسبانیٔ اسلام کے فرائض پوری تندہی اور ذمہ داری سے ادا کئے۔ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کسی بھی دنیاوی مصلحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تحریک قادیانیت، وہابیت، نیچریت، دیوبندیت، رافضیت، بہائیت، شمع نیازی، جاہل متصوفین کی ہر بے راہ روی کا تعاقب یہاں سے کیا گیا، انہیں دعوت اصلاح وتوبہ دی گئی۔ جنہوں نے بے راہ روی سے توبہ کر لی، انہیں سینے سے لگا لیا گیا، ورنہ اہل سنت کو شرعی حکم کے مطابق ان سے رابطہ ختم کر لینے کی تلقین کی گئی۔ دین وشریعت کے معاملے میں اس خانوادے کا معیار اکھرا اور بے لوث ہے۔ یہاں دین اور خانقاہیت کے نام پر کوئی سیاست نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہوتا ہے، اس سے مقصود رضائے الٰہی کے حصول کے لئے دین وشریعت، اسلام وسنیت اور اکابرین تصوف کی روحانی قدروں کا تحفظ ہوتا ہے اور اس میں اپنے اور بیگانے کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ گذشتہ سال عرس نوری کے موقع سے ایک رضوی عالم دین نے ایک غیر شرعی شعر پڑھا۔ حضرت تاج الشریعہ نے فوراً برسر منبر اس قول سے توبہ کرائی اور عالم دین صاحب نے بلا کراہت توبہ کی۔ میں اس کا عینی شاہد ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک صدی سے زائد کا عرصہ ہوتا ہے، بریلی شریف کو ایمان وسنیت کا مرکز اور دینی وروحانی قدروں کی حفاظت کی پہچان تسلیم کیا جاتا ہے اور حق یہ ہے کہ بالکل بجا طور سے اسے اہل سنت کا مرکز تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں کسی خانقاہ یا ادارے کا اس خانوادۂ عالیہ سے کوئی مقابلہ ہی نہیں، کیونکہ ساری غیر حاسد سنی خانقاہیں، علمی ادارے اور دینی افراد اس مرکز اہل سنت کے حلیف اور قدرداں ہیں، حریف نہیں۔ البتہ حسد اور تعصب کا کوئی علاج نہیں۔

* اللہ تعالیٰ اور رسول مصطفیٰ ﷺ کا قرب اصل مقصود حیات ہے جس تک رسائی کے بے شمار راستے ہیں۔ سرکار نور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

”رب عزوجل تک رسائی نہ خاص ذکر وشغل سے ہے، نہ اس کا راستہ ذکر وشغل پر منحصر ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ خدا تک رسائی کے راستے مخلوق کی سانسوں کے برابر ہیں، یعنی بے شمار ہیں۔ اگر کسی شخص کو یہ راستہ دینی کتابوں کے مطالعے سے حاصل ہو اور اسے اطمینان نصیب ہو تو اس شخص کے لئے یہی راستہ ذکر وشغل ہے اور اگر کسی کو نیک بندوں کی صحبت سے نصیب ہو جائے تو یہی صحبت اس کے لئے ذکر وشغل ہے۔ چنانچہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ذکر کی فضیلت صرف تسبیح وتہلیل میں منحصر نہیں بلکہ کسی کام میں رب عزوجل کی اطاعت کرنے والا ذاکر ہے۔“ [سراج العوارف، اردو، ص ۱۲۷]

خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اللہ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرنے کے لئے آسان راہیں فراہم کی جاتی ہیں۔ شریعت مصطفوی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین، دلوں کو عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا اور محبت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آباد کرنے کی تربیت دی جاتی ہے کہ جب۔

''وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی''

اس کے لئے ہر پیر اور جمعرات کو خانقاہ شریف میں میلاد شریف کی محفل کا انعقاد، ختم قادریہ اور توشۂ غوثیہ کا اہتمام اس خانقاہ عالیہ اور اس کے متوسلین کے معمولات میں سے ہے۔ اوراد و اذکار کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کا تالیف فرمودہ ''الوظیفۃ الکریمۃ'' نہ جانے کتنے دلوں میں ایمان کی حرارت اور عشق مصطفیٰ کی شمع فروزاں کر چکا ہے اور اس کا ورد خواجہ تاشان قادریت رضویت کے معمولات میں شامل رہتا ہے۔ یہاں عموماً فرائض وواجبات اور سنتوں کی پابندی، تلاوت قرآن، کلمۂ طیبہ اور درود پاک کے ورد کی تلقین کی جاتی ہے کہ اس طریقے میں خطرات کم اور فائدے زیادہ ہیں اور ہر ایک کے لئے بے تکلف قابل عمل ہیں۔

قطب الارشاد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت ایک ارادت مند کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''ذکر کے طریقے کثیر ہیں۔ تلاوت قرآن عظیم و کلمۂ طیبہ اور درود شریف کی کثرت رکھئے۔ اور جو اذکار بطریقۂ اشغال ہیں، وہ بالمشافہہ سیکھنے سے خوب آتے ہیں۔'' [فتاویٰ رضویہ قدیم، ۱۲/ ۱۵۸] ہاں جو خواص ہیں، ان کی باطنی تربیت کا بھی اس خانقاہ عالیہ میں اہتمام ہوتا ہے اور سلوک کی راہیں طے کرائی جاتی ہیں۔ اس کی روداد کے لئے خانقاہ رضویہ کے مشائخ کی سوانحی کتابیں ملاحظہ کی جائیں۔

* خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ، بریلی شریف کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس خانقاہ عالیہ کے مشائخ کے دست اقدس پر کثیر خلق خدا مشرف بہ اسلام ہوتی آئی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کے والد ماجد علامہ نقی علی قادری، جد امجد علامہ مفتی شاہ رضا علی نقشبندی، خود اعلیٰ حضرت، آپ کے بڑے شاہزادے حجۃ الاسلام شاہ محمد حامد رضا قادری، چھوٹے شاہزادے مفتی اعظم قطب عالم شاہ مصطفیٰ رضا قادری، نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا قادری ازہری، علامہ تحسین رضا قادری، مولانا حبیب رضا قادری اور دیگر اساطین خاندان کے دست مبارک پر ایمان لانے والوں کی تعداد ہزاروں نہیں، لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ شدھی تحریک کے دوران صرف سرکار مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہٗ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی تعداد کئی لاکھ تھی۔ دیکھئے: ''تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ'' ۔ حضرت تاج الشریعہ کے نورانی چہرۂ مبارکہ کو دیکھ کر اسلام لانے والوں کی تعداد خاصی ہے۔ ۲۰۱۳ء میں چھ سات افراد نے حضرت مولانا محمد حبیب رضا قادری علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا اور حضرت تاج الشریعہ نے میرے سامنے انہیں داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ فرمایا۔ ابھی چند مہینے پہلے کی بات ہے میرے سامنے ایک شخص آکر حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اسلام کی یہ عظیم خدمت حضرات صوفیائے کرام کا خاصہ رہی ہے جو بحمدہ تبارک وتعالیٰ ہماری خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کو بھی بہت بہتر انداز میں نصیب ہے، بلکہ یہ خدمت اسلام اس خانقاہ عالیہ کی تاریخ کا زریں ورق ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

* دیگر قدیم خانقاہوں کی طرح خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ میں نادر و نایاب تبرکات بزرگاں کا ذخیرہ موجود ہے۔ خانقاہ عالیہ

قادریہ رضویہ، ایک کم ظرف خانقاہ کی طرح ان تبرکات کی موجودگی کو اپنا امتیاز نہیں سمجھتی بلکہ اسے رب تبارک وتعالیٰ کی عنایت اور بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا عطافرمودہ اعزاز سمجھتی ہے۔ کیونکہ امتیاز وہ ہوتا ہے جو دوسری جگہ موجود نہ ہو، جبکہ کثیر سنی خانقاہیں، تبرکات شریفہ اور آثار متبرکہ کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اب میں خانوادۂ رضویہ میں موجود تبرکات کریمہ اور آثار متبرکہ کی ایک اجمالی فہرست پیش کرتا ہوں۔ وقت کی قلت کے پیش نظر اور عرس پاک کی انتظامی مصروفیات کی وجہ سے سارے تبرکات کی معلومات حاصل نہ ہوسکیں، اس لئے یہ فہرست نامکمل ہے۔ سردست جن تبرکات کی اطلاع ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ موئے مبارک شریف سرکار دوعالم ﷺ [۲/عدد]
۲۔ نقش پائے مبارک سرکار دوعالم ﷺ
۳۔ چادر نور سرکار دوعالم ﷺ کا ٹکڑا
۴۔ غلاف کعبہ کا ٹکڑا
۵۔ حجر اسود کے اردگرد کے ٹکڑے
۶۔ خانہ کعبہ کے اندرونی حصے کے پتھروں کے ٹکڑے
۷۔ گنبد خضریٰ کے سبز پتھروں کے ٹکڑے
۸۔ روضۂ انور سرکار دوعالم ﷺ کے تین موتی
۹۔ روضۂ مبارکہ سرکار دوعالم ﷺ کے اندر کی تسبیح
۱۰۔ جالی مبارک کو صاف کرنے والے کاغذ کے ٹکڑے
۱۱۔ گنبد خضریٰ کی جھاڑو شریف [مکمل]
۱۲۔ گنبد خضریٰ کی اندرونی جھاڑو کے تنکے
۱۳۔ ریاض الجنۃ کی قالین کے ٹکڑے
۱۴۔ موئے مبارک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵۔ حضرت ہابیل کے مزار پاک کی موم بتی
۱۶۔ شہدائے اُحد کے مزارات طیبات کے پتھروں کے ٹکڑے
۱۷۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جبۂ مبارکہ کے تین ٹکڑے
۱۸۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے جبۂ مبارکہ کے ٹکڑے
۱۹۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مزار پاک کی چادر
۲۰۔ حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کے جبۂ مبارکہ کے ٹکڑے
۲۱۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کلاہ مبارک
۲۲۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تسبیح مبارک
۲۳۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا عصائے مبارک
۲۴۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا منبر شریف
۲۵۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کی کلاہ مبارک

[یہ سارے تبرکات درگاہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے گوشۂ تبرکات میں محفوظ ہیں]

۲۶۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا جبہ شریف
۲۷۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا عمامہ شریف
۲۸۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا پیالہ مبارکہ

[نقش کندہ کیا ہوا جس کا پانی پلانے سے سحر اور آسیب وغیرہ دفع ہوجاتا ہے۔ یہ تینوں تبرکات حضرت مولانا انس میاں صاحب کی تحویل میں ہیں]

۲۹۔ موئے مبارک شریف سرکار دوعالم ﷺ
۳۰۔ نقش پائے مصطفیٰ ﷺ
۳۱۔ موئے مبارک شریف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
۳۲۔ موئے مبارک شریف سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ
۳۳۔ موئے مبارک شریف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ
۳۴۔ موئے مبارک شریف سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ
۳۵۔ پارچہ غلاف کعبہ شریف جو اعلیٰ حضرت لے کر آئے۔
۳۶۔ جبۂ مبارکہ مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ٹکڑا
۳۷۔ حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ کے جبۂ مبارکہ کا ٹکڑا
۳۸۔ حضرت شاہ حمزہ عینی قدس سرہٗ کے جبۂ مبارکہ کا ٹکڑا
۳۹۔ دانۂ فرنگ کی چشتی انگوٹھی جو چشتی مشائخ سے ہوتی ہوئی خانوادۂ رضویہ میں پہنچی۔ اس میں خانۂ کعبہ اور گنبد خضریٰ صاف

دکھائی دیتا ہے۔

۴۰۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وظائف وتعویذات کا بکس

۴۱۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا رومال مبارک جو سفر حج میں ساتھ رہا۔

۴۲۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کا جبہ شریف [عطیہ اعلیٰ حضرت]

۴۳۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کا عمامہ شریف [عطیہ اعلیٰ حضرت]

۴۴۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کا تخت مبارک [عطیہ اعلیٰ حضرت]

۴۵۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کا ڈیسک

۴۶۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کا قلمدان

۴۷۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کی جیبی گھڑی

۴۸۔ پتھر جس پر سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ وضو فرماتے تھے۔ یہ سارے تبرکات حضرت مولانا محتشم رضا قادری صاحب کی تحویل میں ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اور دیگر اساطین خاندان کی تحویل میں موجود تبرکات کی تفصیل ابھی دستیاب نہیں۔ عرس مبارک مکمل ہو جانے کے بعد ان کی تفصیلات بھی حاصل کی جائیں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ

□ □ □

(---بقیہ ص ۴۱ کا)

اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ ۱۲ [فتاویٰ رضویہ جدید ج ۱۳ ص ۶۴۴ بحوالہ المعجم الاوسط ۳۶۳۲]

(۳۶) حضور نے فرمایا: جب لوگوں کا یہ حال ہو جائے کہ وہ برائی دیکھے اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کرے ظالم کو ظلم کرتے پائیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب میں سب کو لپیٹ لے خدا کی قسم تم کو لازم ہے کہ بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگوں کو مسلط کردے گا جو تم سے بدتر ہوں گے وہ تم کو سخت تکلیف دیں گے پھر تمہارے نیک لوگ خدا سے دعائیں مانگیں گے مگر وہ قبول نہ ہوگی۔ ۱۲

[ترمذی شریف حدیث ۲۱۶۹ سنن ابوداؤد] (حدیث ۴۳۳۸)

(۳۷) حضور نے فرمایا: مومن وہ ہے جس کے ہمسائے اس کی ایذاؤں سے امان میں ہوں۔

[فتاویٰ رضویہ جدید ج ۱۳ ص ۶۴۵ بحوالہ بخاری شریف ص ۸۸۹]

(۳۸) حضور نے فرمایا: جس نے ظالم کی باطل کے ساتھ اعانت کی اسلئے کہ کسی حق کو لغزش دے وہ اللہ ورسول کے ذمہ سے بری ہو گیا۔ ۱۲ [طبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ]

(۳۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: امعہ نہ بنو کہ یہ کہنے لگو کہ لوگ اگر ہمارے ساتھ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی ان پر ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفس کو اس پر جماؤ کہ لوگ احسان کریں تو تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ ۱۲

[ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۱]

(۴۰) حضور نے فرمایا: بدترین سود مسلمان کی عزت پر ناحق ہاتھ ڈالنا ہے۔ [احکام القرآن المعروف بہ یا ایہا الذین ج ۱ ص ۲۳ بحوالہ ابوداؤد شریف]

□ □ □

(---بقیہ ص ۴۵/۷ کا)

حکم کے ساتھ "الا ماظہر منہا" کے استثناء کے ذریعہ یہ آسانی فراہم کردی گئی کہ اگر حقیقت میں چہرہ کھولنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس کو کھولنے میں کوئی حرج نہیں ہاں! شرط یہ ہے کہ اپنے حسن وجمال کی نمائش مقصود نہ ہو بلکہ اپنی حقیقی ضرورتوں کو رفع کرنا منظور ہو۔

□ □ □

ظلم نہ کرو

از: مفتی محمد محبوب عالم اشرفی مصباحی، پورنیہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(۱) ظلم سے بچو کیونکہ وہ قلوب کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ [روح البیان ج ۶ صفحہ ۲۶۱ پ ۱۲]

(۲) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین درجہ پانے والا قیامت کے دن وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لئے لوگ اس سے بھاگ جائیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی فحش گوئی سے بچنے کے لئے۔ [مشکوٰۃ شریف]

(۳) حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام فرمایا ہے اور تمہارے لئے بھی ظلم حرام فرمایا ہے: فلہذا ظلم نہ کرو۔ [روح البیان ج ۶ ص ۲۳۳ پ ۱۲]

(۴) جو ظالم کے پیچھے صرف سات قدم چلے (اتباع میں) تو وہ مجرم ہے۔ [روح البیان ج ۱۴ صفحہ ۷۷ پ ۲۸]

(۵) اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے مگر جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی **وکذالک اخذ ربک الخ** ترجمہ: اور ایسی ہے تیرے رب کی پکڑ جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے۔ [ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۳۸]

(۶) ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے سخت مصیبتوں اور اندھیروں میں گھرا ہوا ہوگا۔ [بخاری شریف ج ۱ ص ۳۳۱]

(۷) جس کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ بلکہ اس کے عمل صالح کو بقدر حق لیکر دوسرے کو دے دیئے جائیں گے اور اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔ [بخاری شریف ج ۱ ص ۳۳۱]

(۸) حضور نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع۔ فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لیکر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے کسی پر بہتنت لگائی ہے کسی کا مال کھایا ہے کسی کا خون بہایا ہے کسی کو مارا ہے۔ لہٰذا اس کی نیکیاں ان کو دے دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ [مسلم شریف ص ۳۲۰]

(۹) مظلوم کی بددعا سے بچو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کو حق سے اللہ تعالیٰ منع نہیں کرے گا۔ ۱۲ [بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۰۵ بیہقی]

(۱۰) جو مسلمانوں کو مضرت پہنچائے یا اس کے ساتھ مکاری کرے وہ ملعون ہے۔ ۱۲ [ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۶]

(۱۱) ظلم کرنے سے بچو کیونکہ قیامت کے دن تاریکی کی شکل میں ہوگا۔ ۱۲ [داری شریف ج ۲ ص ۲۰۳]

(۱۲) جس نے مظلوم کو دیکھا اور مظلوم نے اس سے مدد مانگی لیکن اس نے مدد نہ کی تو اس کو قبر میں آگ کے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ ۱۲ [درۃ الناصحین ص ۲۱]

(۱۳) جو دیدہ و دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اسے مدد دینے چلا وہ اسلام سے نکل گیا۔ ۱۲ [فتاوی رضویہ جدیدہ ج ۹ ص ۲۵ بحوالہ المعجم

الصغیر للسیوطی ج ۲ ص ۵۰۹]

(۱۴) لوگوں پر ظلم آدمی نہ کرے گا مگر حرامی یا وہ جس میں کوئی رگ اوٹ زنا کی ہو۔ ۱۲

[جامع الاحادیث ج ۳ ص ۱۵۹ بحوالہ سنن ابن ماجہ]

(۱۵) جو کسی جھگڑے میں ناحق والوں کو مدد دے وہ ہمیشہ خدا کے غضب میں رہیگا جب تک اس سے باز نہ آئے۔

[جامع الاحادیث ج ۳ ص ۱۵۹ بحوالہ سنن ابن ماجہ]

(۱۶) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ ظلم ہونے دے ۱۲۔ [بخاری شریف ابواب المظالم]

(۱۷) آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہئے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم اگر وہ ظالم ہو تو اسے اس سے روک دیا جائے وہ اس کے لئے مدد ہوگی اور اگر وہ مظلوم ہو تو پھر اس کی مدد کرے۔ ۱۲

[دارمی شریف کتاب الرقاق]

(۱۸) جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ہے ہبہب ہے ہر جابر شخص اس میں رہے گا۔ ۱۲

[دارمی شریف کتاب الرقاق جلد دوم]

(۱۹) تم حقوق حق والوں کو سپرد کرو گے قیامت میں، حتی کہ منڈی بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔ ۱۲

[مشکوۃ شریف باب الظالم]

(۲۰) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم میں کا کوئی کسی مومن پر ظلم نہ کرے اور جس نے بھی مومن پر ظلم کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن انتقام (بدلہ) لے گا۔ ۱۲ [درۃ الناصحین ص ۱۵۸]

(۲۱) حضور نے فرمایا: جس نے کسی مظلوم وستم رسیدہ کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پل صراط سے گذرنے میں اس کی مدد فرمائے گا اور اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ۱۲

[درۃ الناصحین ص ۱۰۲]

(۲۲) حضور نے فرمایا: قیامت کے دن آگ کا ایک ٹکڑا باہر آئے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی دو کان ہوں گے دیکھیں گی اور سنیں گے اور زبان ہوگی جو گفتگو کرے گی کہ مجھے تین قسم کے افراد پر مقرر کیا گیا ہے۔ (۱) ہر سرکش ظالم و جابر پر (۲) ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو خدا مانے (۳) اور تصویر بنانے والوں پر۔ ۱۲

[مشکوۃ شریف باب التصاویر]

(۲۳) جس نے کسی ظالم کے لئے بقا کی دعا کی تو اس نے یہ پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی رہے۔ ۱۲ [درۃ الناصحین ص ۹۷]

(۲۴) جو شخص ظالم کے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس ظالم کی زندگی دراز کرے تو ایسا انسان در اصل یہ چاہتا ہے کہ زمین پر ایسا شخص تادیر موجود رہے جو خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے کیمیائے سعادت ص ۳۳ ہاں یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ تیری اصلاح کرے تجھے اچھے کاموں کی توفیق عطا فرمائے اور تجھ کو ظلم و زیادتی سے توبہ و استغفار کی توفیق دے۔

(۲۵) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: دفتر تین ہیں ایک میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ بخشے گا اور دوسرے کی اسے کچھ پرواہ نہیں اور تیسرے میں کچھ نہ چھوڑے گا وہ جس میں سے کچھ نہ بخشے گا کفر ہے اور وہ جس کی اسے پرواہ نہیں آدمی کے حقوق اللہ میں گناہ ہیں جیسے کسی دن کا روزہ یا کوئی نماز ترک کرنی اللہ عزوجل چاہے گا تو اسے معاف فرمادے گا اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔ ۱۲

[فتاوی رضویہ جدید ج ۱۱ ص ۲۰۲]

(۲۶) ارشاد خداوندی ہے۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو ظالموں

کے ظلم سے بے خبر نہ جانو انہیں اللہ تعالیٰ صرف اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس دن ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی اور لوگ نظریں جھکائے دوڑ رہے ہوں گے۔ ۱۲

[بخاری شریف کتاب فی المظالم والغصب]

(۲۷) جس شخص نے ظلم کا بدلہ لیا تو اس پر کوئی ملامت نہیں ملامت ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین پر بغاوت کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ البتہ جو شخص صبر کرے اور معاف کردے تو عظیم الشان کام ہے اور آپ ظالموں کو دیکھیں گا کہ جب انہیں عذاب نظر آئے گا تو کہیں گے کیا واپسی کا کوئی راستہ ہے۔ ۱۲

[بخاری شریف کتاب المظالم والغصب]

(۲۸) اسلام میں سختی اور تکلیف پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔ ۱۲ [جامع الاحادیث بحوالہ سنن ابن ماجہ]

(۲۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب میں شب معراج تیسرے آسمان پر پہنچا تو میں نے ایک پتھر دیکھا جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا آپ اس کے متعلق مت پوچھئے جب ہم واپس ہوئے تو میں پھر اسی پتھر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یہ قوم لوط کے پتھروں سے ہے اسے آپ کی امت کے ظالمین کے لئے رکھا گیا ہے۔ ۱۲ [روح البیان ج ۶ ص ۱۹۴ پ ۱۲]

(۳۰) حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ اس آیت [وما هي من الظلمين ببعيد] میں ظلمین سے کون مراد ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: آپ کی امت کے ظالمین مراد ہیں وہ عذاب کے پتھر کا ضرور نشانہ بنیں گے۔ ۱۲

[روح البیان ج ۶ ص ۱۹۴ پ ۱۲]

(۳۱) حضور نے فرمایا: ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی اس سے کہا گیا کہ تم نے اسے کھلایا پلایا بھی نہیں اور اسے چھوڑا بھی نہیں کہ وہ خود کھا پی لیتی۔ ۱۲

[داری شریف جلد دوم کتاب الرقاق]

(۳۲) حضور نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم کرے نہ اس کو تباہ کرے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبت دور کریگا جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔ ۱۲

[مسلم شریف جلد دوم کتاب البر والصلہ والادب]

(۳۳) حضور نے فرمایا: حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حکم فرمایا کہ میں تیری قوم کے چالس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار کو تباہ و برباد کروں گا آپ مطلع رہیں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ! برے تو عذاب کے مستحق ہیں لیکن نیک کیوں برباد ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیک اسلئے ہلاک ہوں گے کہ وہ ان بروں پر کبھی ناراض نہیں ہوئے حالانکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھ کر ان سے ناراضگی کا اظہار کرنا چاہئے تھا وہ بجائے ناراضگی کے ان سے گھل مل کر رہے۔ ۱۲ [روح البیان ج ۶ ص ۲۶۴ پ ۱۲، فتاویٰ رضویہ قدیم ج ۹ ص ۱۸۳ نصف اول]

(۳۴) حضرت عباس بن حماد مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری طرف وحی فرمائی گئی کہ تم تواضع اختیار کرو یہاں کہ کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی دوسرے پر ظلم کرے۔

[قطب الشائخ۔ ص ۲۹۷ بحوالہ مسلم شریف]

(۳۵) حضور نے فرمایا: جس نے بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایذا (تکلیف) دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی (بقیہ ص ۳۸ پر۔۔۔)

چہرہ کا پردہ ایک تحقیقی مطالعہ

از: حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی صاحب کانپور

چہرہ انسان کی شخصیت کا آئینہ ہوتا ہے، ایک انگریزی مقولہ ہے (Face is indix of mind) چہرہ دماغ کا انڈکس ہوتا ہے۔ چہرہ ایک کتاب ہے بس اس کو پڑھنے والی نگاہ چاہیے۔ کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کی پوری شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، حتی کہ اس کی پسند و ناپسند ذہانت وذکاوت اور نفاست، صلاحیت ولیاقت، نیکی وبدی اور رنج وراحت کا بھی بخوبی اندازہ چہرے سے ہی ہوجاتا ہے۔

علاوہ ازیں انسان کی پیدائشی وخلقی زینت یعنی انسانی حسن و جمال کا اصل مرکز بھی چہرہ ہے۔ ایک انسان کو دوسرے انسان کی جو چیز سب سے زیادہ کھینچتی ہے وہ چہرہ ہی ہے۔ صنفی تحریک (sex appeal) میں بھی سب سے اہم رول اسی کا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے نفسیات کے کسی گہرے علم یا مطالعہ کی بہت ضرورت نہیں بلکہ اس کا اندازہ اپنے دل ودماغ اور ضمیر سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ انسان اپنی نفسیات کا از خود جائزہ لے اور اس کو سمجھ جائے۔ البتہ یہ امر ضروری ہے کہ دل نفاق کی گندگی سے پاک ہو کیونکہ نفاق ایسی مذموم شی ہے کہ جس شخص میں یہ ہوتی ہے اس کو عقل کا اندھا بنا دیتی ہے، پر اگر وہ آفتاب کے بھی وجود کو اپنے مقصد کے خلاف دیکھتا ہے تو نصف النہار میں بھی اس کے وجود کا انکار کردیتا ہے۔

چہرہ میں پائی جانے والی صنفی جذب وانجذاب اور غیر معمولی اور مقناطیسی طاقت وقوت کا ہی نتیجہ ہے کہ بہت سے غیر محرم مرد وعورت ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھ کر ہی بغیر ہم کلام ہوئے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگتے ہیں اور بسا اوقات شدہ شدہ نوبت یہاں تک آجاتی ہے کہ زنا جیسے شرمناک جرم کے بھی مرتکب ہوجاتے ہیں، جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ اس پر شاہد عدل ہے۔

چہرہ کی انہی خصوصیات کی وجہ سے مذہب مہذب (civilised) نے عورتوں کے لئے چہرہ چھپانا ضروری قرار دیا تا کہ لامرکزی ہیجانات وتحریکات کو روک کر سوسائٹی میں صنفی انتشار اور غیر اخلاقی برائیوں کے فروغ کا دروازہ بند کیا جائے۔ البتہ اسلام نے ناگزیر حالات وضروریات مثلاً علاج معالجہ، عدالتی گواہی اور پہچان کی شرعی ضرورت کے تحت چہرہ کھولنے کی اجازت بھی دی تا کہ ان انسانی ضروریات کو پورا کرنے میں حرج واقع نہ ہو۔ پھر دوسری طرف مخالف یعنی مردوں کی طرف سے فتنہ ایک یہ کے جو خطرات تھے ان کا سد باب یوں کیا کہ مردوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں تا کہ جب کوئی باحیا اور عفت مآب عورت کی ضرورت کے تحت اپنے چہرہ کو کھولتے تو وہ فوراً اپنی نگاہیں جھکالیں نہ کہ بے حیائی اور بے ہودگی کے ساتھ اسے گھور گھور کر دیکھنے لگیں۔

چہرہ کا حکم قرآن کریم میں:

اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ احزاب میں چہرہ کا حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ یا أیها النبی قل لأزواجک و بنتک و نساء المومنین ید نین علیهن من جلا بیهن ذلک ادنی أن یعرفن فلا یوذین (الأحزاب:)

ترجمہ: اے نبی اپنی بی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر

ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

آیت کریمہ کا مفہوم صاف طور پر اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ اس میں خاص طور پر چہروں کو چھپانے کا حکم صادر کیا گیا ہے۔آپ ذرا الفاظ پر توجہ دیں۔ جلابیب "جمع ہے، جلباب، کی، جس کا معنی چادر ہے، اور "ادناء" کا معنی لٹکانا ہے۔

اب آیت کریمہ کے اس حصہ "یدنین علیھن من جلابیبھن" کا اردو ترجمہ ہوگا کہ "اپنے پر اوپر اپنی چادروں کا ایک حصہ لٹکا لیں:: یعنی جب انہیں کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر جانا ہو تو زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح اپنے چہروں کو کھولے ہوئے نہ جائیں بلکہ ان پر اپنی چادروں کا ایک حصہ ڈال کر انہیں چھپالیں۔ چادروں کے لٹکانے کا یہی مفہوم "گھونگھٹ" سے بھی مستفاد ہوتا ہے۔لیکن آیت کریمہ کا اصل مقصود کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بلکہ چہرہ کو چھپانا ہے، خواہ وہ چادر ڈال کر ہو یا گھونگھٹ کے ذریعہ یا نقاب اوڑھ کر یا کسی بھی دیگر طریقے سے۔آیت کریمہ میں اس عمل کا فائدہ بھی بتادیا گیا کہ جب مسلمان خواتین کسی ضرورت کے تحت اپنے چہروں کو چھپاتے ہوئے گھر سے باہر نکلیں گی تو اس سے اس کی شناخت ہو جائیگی کہ یہ شریف، باحیا اور عفت مآب عورتیں ہیں۔ بدقماش اور بے حیاء نہیں اور اس طرح وہ بدقماش و بداطوار لوگوں کی شرارت و بدتمیزی سے محفوظ و مامون رہیں گی۔ دراصل منافقین کی یہ عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لئے آزاد خواتین کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے چہروں کو چھپا کر نکلا کریں تا کہ ان میں اور باندیوں میں تمیز واقع ہو جائے اور منافقین اس سے تعرض نہ کریں۔

تمام کتب تفاسیر میں مذکورہ آیت کریمہ کا یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ شیخ المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی یوں تفسیر فرمائی ہے۔

"اللہ عزوجل نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر جائیں تو اپنے سروں کے اوپر اپنی چادریں ڈال کر اپنے چہروں کو چھپا کر جائیں"۔

(تفسیر ابن جریر ۲۲:۲۹)

اسی تفسیر ابن جریر میں، حضرت امام محمد بن سیرین نے حضرت عبیداللہ بن سفیان بن الحارث سے دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو انہوں نے چادر اوڑھ کر طریقہ بتایا اور اپنی پیشانی اور ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ (مصدر سابق واحکام القرآن ۳:۴۵۷)

تفسیر ابن کثیر میں ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں:

"أمر اللہ نساء المومنین اذا خرجن من بیوتھن فی حاجتہ أن یغطین وجوھھن من فوق روسھن بالجلابیب ویبدین عیناً واحدۃً"

(تفسیر ابن کثیر: ۳-۵۱۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلیں تو اپنے چہروں کو سروں سے چادر سے ڈھانپ لیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

علامہ ابن جریر طبری لکھتے ہیں: "اے نبی! اپنی بیبیوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدو کہ جب اپنے گھروں سے کسی حاجت کے لئے نکلیں تو لونڈیوں کے لباس میں نہ نکلیں کہ سر اور چہرے کھلے ہوئے ہوں بلکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں تا کہ کوئی فاسق ان سے تعرض نہ کر سکے اور سب جان لیں کہ وہ شریف عورتیں ہیں"۔

(تفسیر ابن جریر ۲۲-۲۹)

تفسیر غرائب القرآن میں ہے۔

''ابتدائے عہد اسلام میں عورتیں زمانہ جاہلیت کا طرح قمیص اور دوپٹے کے ساتھ نکلتی تھیں اور شریف خواتین کا لباس ادنیٰ طبقہ کی عورتوں سے مختلف نہ تھا۔ پھر حکم دیا گیا کہ وہ چادریں اوڑھیں اور اپنے سر اور چہروں کو چھپائیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ شریف عورتیں ہیں، فاحشہ نہیں ہیں۔''

(تفسیر القرآن علی حاشیہ تفسیر ابن جریر ۲۲: ۳۲)

احکام القرآن میں حضرت علامہ ابوبکر جصاص تحریر فرماتے ہیں:

''یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت پردہ داری اور عفت آبی کا اظہار کرنا چاہیے تا کہ بد طینت لوگ اس کے حق میں طمع نہ کر سکیں''۔

(احکام القرآن ۳: ۴۵۸)

تفسیر کبیر میں حضرت علامہ امام رازی لکھتے ہیں۔

''جاہلیت میں اشراف کی عورتیں اور لونڈیاں کھلی پھرتی تھیں اور بدکار لوگ ان کا پیچھا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈال لیں اور یہ جو فرمایا کہ ''ذالك ادنی ان یعرفن فلا یوذین'' تو اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اس لباس سے پہچان لیا جائے گا کہ وہ شریف عورتیں ہیں اور ان کا پیچھا نہ کیا جائے گا دوسرے یہ کہ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بدکار نہیں ہیں کیونکہ جو عورت چہرہ چھپائے گی، درآں حالیکہ چہرہ ''عورت'' نہیں ہے کہ جس کا چھپانا فرض ہو، تو کوئی شخص اس سے یہ توقع نہ کرے گا کہ ایسی شریف عورت کشف عورت پر آمادہ ہو جائے گی۔ پس اس لباس سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ وہ ایک پردہ دار عورت ہے اور اس سے بدکاری کی توقع نہ کی جاسکے گی''۔

(تفسیر کبیر ۶: ۵۹۱)

تفسیر بیضاوی میں ہے:

''یدنین علیهن من جلابیبهن'' یعنی جب وہ اپنی ضروریات کے لئے باہر نکلیں تو اپنی چادروں سے اپنے چہروں اور جسموں کو چھپالیں۔ یہاں لفظ ''من'' تبعیض کے لئے ہے۔ یعنی چادروں کے ایک حصہ کو منہ پر ڈال لیں اور ایک حصہ کو جسم پر لپیٹ لیں۔ ''ذلك ادنیٰ ان یعرفن'' یعنی اس سے انکے اور لونڈیوں اور گانے والیوں کے درمیان تمیز ہو جائے گی۔ ''فلا یوذین'' اور مشتبہ چال چلن کے لوگ اس سے تعرض نہ کر سکیں گے''۔

(تفسیر بیضاوی ۴: ۱۶۸)

صدر الافاضل فخر الاماثل علامہ نعیم الدین مرادآبادی خزائن العرفان میں تحریر فرماتے ہیں:

''جب کسی حاجت کے لئے ان کو نکلنا ہو تو سر اور چہرے کو چھپالیں کہ یہ حرہ (آزاد) ہیں تا کہ منافقین ان کے درپے آزاد نہ ہوں، منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لئے حرہ (آزاد) عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ چادر سے جسم ڈھک کر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع ممتاز کر دیں۔'' (خزائن العرفان فی تفسیر کنز الایمان ۷۶۹:)

ان تمام تفاسیر سے صاف طور پر یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ آیت پردہ کے نزول کے بعد عہد نبوی میں ہی عام طور پر خواتین اسلام پردہ کا اہتمام کرنے لگی تھیں اور چہروں کو چھپانے کے لئے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کے لئے دستانوں کے استعمال کا رواج عام ہو چکا تھا البتہ انہیں حالت احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور ہاتھوں میں دستانے پہننے سے منع کر دیا گیا۔ مگر استثنائی حکم کا ہرگز ہرگز یہ مقصد نہ تھا کہ ایام حج میں مسلم خواتین کے چہروں کو دنیا والوں کے سامنے کھلے طور پر پیش کیا جائے، بلکہ مقصد یہ تھا کہ عام حالات میں جس طرح نقاب عورتوں کے لباس کا جز ہوتا ہے اس طرح احرام کی

فقیرانہ وضع میں وہ لباس کا حصہ نہ بنے۔ اس حکم امتناعی کے باوجود امہات المومنین اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کا احتیاط یہ تھا کہ وہ حالات احرام میں بھی غیر محرموں سے اپنے چہروں کو چھپایا کرتی تھیں۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے۔

عن عائشة قالت كان الركبان يمرون ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم محرمات فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من راسها علىٰ وجهها فاذا جاوزونا كشفناه۔ (ابوداؤد باب فی المحرمة تغطی وجهها)

ترجمہ: (ام المومنین) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گذرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں، جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتیں اور جب وہ گذر جاتے تو ہم منہ کھول لیتی تھیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''موطاء امام مالک'' میں حضرت فاطمہ بنت منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک قول نقل کیا ہے اس قول سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلم خواتین حالت احرام میں بھی اجانب سے اپنے چہروں کو چھپالیا کرتی تھیں۔ چنانچہ وہ فرماتی ہیں۔

''كنا نخمر وجوهنا ونحن محرمات ونحن مع اسماء بنت ابی بكر الصديق رضی الله تعالىٰ عنه فلا تنكره علينا۔ (موطاء امام مالک باب تخمير المحرم وجهه)

ترجمہ: ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ انہوں نے ہم کو اس سے منع نہیں کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت بھی ہے ''**تسدل المرآة جلبابها من فوق راسها علی وجهها**''۔ (فتح القدیر کتاب الحج)

ترجمہ: عورت حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر پر سے چہرے پر لٹکا لیا کرے۔

چہرے کے پردہ سے متعلق ان تشریحات پر غور کرنے کے بعد عقل وتمیز اور سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر کبیر وصغیر اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوا نظر آئے گا کہ چہرے کو چھپانے کے اس حکم میں بہت سے فوائد ومصالح پنہاں ہیں۔ ہاں! شرط یہ ہے کہ انسان کا دل ودماغ نفاق کی گندگی سے پاک وصاف ہو اور اس کی آنکھوں پہ تعصب وتنگ نظری اور اسلام ومسلم دشمنی کا پردہ نہ پڑا ہوا ہو کہ کوتاہ نظروں اور متعصبوں کو یہ فوائد ومصالح نہ نظر آئیں تو اس میں اس اسلامی حکم کا کوئی قصور نہیں بلکہ ان کی کور بختی کا قصور ہے۔ اسی مفہوم کو عظیم صوفی شاعر حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے کیا ہی خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ: اگر چمگادڑ دن میں آفتاب کو نہ دیکھے
تو اس میں آفتاب کے ٹکیہ کا کیا گناہ

آپ غور کریں کہ اسلام کا قانون کس قدر معتدل اور سائنٹفک (Scientific) ہے اس کے یہاں مصالح اخلاقی اور انسان کی فطری وحقیقی ضروریات کے مابین کس درجہ اعتدال اور توازن قائم ہے۔ وہ ایک طرف اخلاقی فتنوں کا سد باب بھی کرنا چاہتا ہے اور دوسری طرف کچھ استثنائی رخصتیں بھی فراہم کرتا ہے تاکہ جن کے باعث انسان اپنی حقیقی ضروریات کو آسانی کے ساتھ پورا کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے لئے چہرہ کو چھپانے کے (بقیہ ص ۳۸ / پر۔۔۔)

آہ مشہود ملت علیہ الرحمہ نہ رہے

از: حضرت مولانا اسماعیل صاحب رضوی، استاذ دار العلوم حشمت الرضا، پیلی بھیت شریف

حامداً مصلیاً مسلماً

سنئے کون قصہ دردِ دل میرا غمگسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا وہ وفا شعار چلا گیا
وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس مرے شیخ کی جو تہہ مزار چلا گیا

مورخہ ۴/ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ سنیچر کی شب میں بذریعہ ٹیلی فون یہ المناک خبر موصول ہوئی کہ عروس البلاد ممبئی کی سرزمین پر شہزادۂ شیر بیشۂ اہلسنت برادر اصغر حضور مشاہد ملت یعنی پیر طریقت رہبر راہ شریعت صوفی باصفا حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد احمد مشہود رضا صاحب کا انتقال ہوگیا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

حضور مشہود ملت علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر پھیلتے ہی جملہ احباب اہل سنت مریدین و معتقدین رنج و غم میں ڈوب گئے، اور جیسے ہی وصال پر ملال کی خبر خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند و خلیفۂ حضور تاج الشریعہ شہزادۂ حضور مشاہد ملت حضرت علامہ قاری زرتاب رضا خاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانۂ عالیہ حشمتیہ مشاہدیہ و مہتمم جامعہ حشمت الرضا پیلی بھیت شریف، (قاضی شہر پیلی بھیت) کو ملی تو آپ نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مذکورہ جامعہ میں درس کو موقوف کرنے کا حکم دیا اور دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری جامعہ کے اساتذہ کے سپرد کردی اور اساتذہ کی معیت میں طلبۂ جامعہ بھی مصروف کار رہے۔

شہزادۂ حضور مشہود ملت مولانا شایان رضا صاحب نے اپنے والد مکرم و معظم کے جنازہ شریف کو ہوائی جہاز کے ذریعہ شہر پیلی بھیت لائے جملہ شہزادگان شیر بیشۂ اہلسنت و دار العلوم حشمت الرضا کے اساتذہ و طلبہ و دیگر حضرات نے روڈ پر کھڑے ہو کر جنازہ شریف کا استقبال کیا اور صلوٰۃ و سلام کی ڈالی نچھاور کرتے ہوئے جنازہ شریف کو گھر پر لائے شہزادۂ حضور مشاہد ملت حضرت علامہ قاری زرتاب رضا خاں صاحب و خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی برہان رضا خاں صاحب قبلہ نے حضور مشاہد ملت کے بڑے صاحبزادے مولانا حسان رضا خاں صاحب کو صبر جمیل کی دعائیں دیں اور ان کے سر پر تسلی کا ہاتھ رکھا اور تجہیز و تکفین کی مکمل ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لیکر اس کو بحسن و خوبی انجام دیا اور اپنی عقیدت و محبت و غم میں شریک ہونے کا اظہار کیا، اور اس کا ذکر کئے بغیر ہم مضمون کو ناقص و نا تمام تصور کریں گے کہ شہزادۂ مشاہد ملت حضرت قاری زرتاب رضا خاں صاحب نے شہزادۂ شیر بیشہ سنت کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے غور و خوض کیا اور چاروں طرف اپنی نظر دوڑائی بالآخر آپ کی نظر وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ النورانی (قاضی القضاۃ فی الہند) پر جا کے رک گئی آپ نے رابطہ قائم کیا تو حضور تاج الشریعہ نے آپ کی خواہش کی تکمیل کے لئے ۵/ ذوالحجہ اتوار ۱۴۳۶ھ کو بعد ظہر اپنے نورانی قافلہ کے ساتھ سرزمین پیلی بھیت شریف تشریف لائے آپ کے تشریف لاتے ہی ایک ہنگامہ، شور مچ جاتا ہے اور نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں آپ کی

اقتداء میں نماز پڑھنے کے لئے عوام وخواص کا ایک حسین اژدہام قابل نظارہ مجمع نظر آتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ جنازہ ہے شیر سنت کے شہزادے کا اور امامت ہے تاج الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ کی اور یہ عوام وخواص دونوں کے لئے ایک بڑی فیروز بختی کی بات تھی کہ آج ایک ولی کا جنازہ ہے اور سا یک ولی پڑھا رہا ہے۔

آمد تاج الشریعہ سے قبل: خانوادۂ رضویہ کی ایک منفرد شخصیت حضرت علامہ توطیف رضا خاں صاحب قبلہ بریلی شریف سے تمام منتظرین تاج الشریعہ کو ایک پر مغز خطاب سماعت کرنے کا موقع ملا جس میں حضور والا تبار نے حضور مشہود ملت کے علمی وعملی کارگردگی پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ہم حضور مشہود ملت علیہ الرحمہ کو ۱۹۷۰ء سے جانتے ہیں اور حضور شیر بیشۂ اہلسنت اور اپنے استاذ مکرم مفخم معظم حضور مشاہد ملت علیہما الرحمہ کے دینی خدمات اور تبلیغی اسفار پر خاص طور سے روشنی ڈالی۔ خطاب مختصر مگر جامع اور پر مغز تھا۔

اعلان: جنازہ کی نماز سے قبل بار ہا یہ اعلان ہوتا رہا ہے جو کہ خانوادۂ حشمتیہ کا ایک امتیازی وصف ہے کہ کوئی وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، صلح کلی، فرقہائے باطلہ، گستاخ اعلیٰ حضرت، وگستاخ مسلک اعلیٰ حضرت ہرگز ہرگز شریک نہ ہوگا ورنہ ذلیل وخوار کر کے نکال دیا جائے گا اور وہ خود اس کا ذمہ دار ہوگا۔

شرکائے نماز جنازہ: آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی لیکن جو اکابر اہل سنت و معزز علماء ہیں ہم انکا ذکر کرتے ہیں: مخدوم گرامی سید سہیل میاں صاحب بلگرام شریف، مخدوم گرامی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی بریلی شریف، مخدوم گرامی مولانا توصیف رضا صاحب بریلی شریف، مخدوم گرامی قاری تسلیم رضا صاحب بریلی شریف، مخدوم گرامی حضرت مولانا محمد عسجد رضا صاحب شہزادۂ حضور تاج الشریعہ بریلی شریف، مخدوم گرامی مولانا احسن رضا صاحب سجادہ نشین بریلی شریف، حضرت مفتی ناظم علی صاحب بریلی شریف، داماد تاج الشریعہ مفتی شعیب رضا صاحب بریلی شریف، حضرت مولانا عاشق حسین صاحب بریلی شریف، عالی جناب عتیق احمد حشمتی صاحب خادم تاج الشریعہ بریلی شریف، حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب حشمتی رودولی شریف، حضرت علامہ مفتی ریاض حیدر حنفی مشاہدی صاحب اترولہ بلرامپور، حضرت علامہ مفتی مسیح الدین صاحب قبلہ اترولہ بلرامپور، حضرت علامہ مولانا عرفان صاحب قبلہ کھٹیمہ اتراکھنڈ، راقم اسماعیل استاذ حشمت الرضا پیلی بھیت شریف، حضرت علامہ معراج صاحب قبلہ استاذ حشمت الرضا پیلی بھیت شریف، حضرت حافظ عقیل صاحب استاذ حشمت الرضا پیلی بھیت شریف، حضرت حافظ وقاری معظم صاحب استاذ حشمت الرضا پیلی بھیت شریف، حضرت علامہ عمار رضا صاحب قبلہ ردولی شریف۔

تقریباً ساڑھے تین بجے دن میں حضرت کی نماز جنازہ ہوئی اور شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے روضہ میں حافظ عسکری علیہ الرحمہ کے مزار اقدس کے پائتیں مدفون ہوئے۔

ابر رحمت ان کی تربت پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

حضور تاج الشریعہ بعد نماز جنازہ: حضرت زرتاب ملت کے کاشانۂ پر اپنا نورانی قدم رکھتے ہیں رحم وکرم کے پھول نچھاور کرتے ہوئے کچھ دیر بیٹھ کر حضرت علامہ قاری زرتاب رضا صاحب و مفتی برہان رضا صاحب کو فیضان اعلیٰ حضرت و فیضان مفتی اعظم ہند سے نوازتے ہیں اور دونوں بندگان صاحبان کو خاص دعائیں دیتے ہیں اور تقریباً ایک گھنٹہ حضور والا کے کاشانہ پر استراحت فرماتے ہیں اور عصر کی نماز ادا

کرتے ہیں پھر اپنے نورانی قافلہ کے ساتھ بریلی شریف تشریف لے جاتے ہیں۔

مقبولیت: حضور مشہود ملت علیہ الرحمہ جماعت اہلسنت کے ایک ولی صفت انسان تھے آپ کی ذات گوناں گوں اوصاف حمیدہ کی جامع تھی آپ تحریر، تقریر، تدریس، کردار، سازی، اخلاق بلندی، روحانی برتری اور مسلک اعلیٰ حضرت و مشرب شیر سنت کی ترجمانی کی طرف خصوصی طور پر متوجہ رہتے تھے، سنگین حالات میں بھی صبر و استقامت اور تحمل کے پیکر جمیل نظر آتے تھے۔ کئی دن ہو گئے تھے شہر پیلی بھیت میں بارش نہ ہونے کے سبب لوگ حیران و پریشان تھے لیکن جب شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت حضور مشہود ملت علیہ الرحمہ کو آخری آرام گاہ میں لٹایا گیا تو آسمان پر بادل آ گئے حتیٰ کہ رحمت کی شکل میں بارش کا نزول ہونے لگا جس سے لوگوں کو کافی راحت اور آرام میسر ہوا یقیناً یہ فیضان تھا حضور مشہود ملت علیہ الرحمہ اور حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی آمد کا اور بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کی روشن دلیل ہے جیسا کہ علماء نے بیان فرمایا کہ مومن کے وصال کے وقت اگر بارش ہو تو یہ اس کی مقبولیت کی سند ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پر رحمت و نور کی بارش عطا فرمائے اور ان کے فیضان سے ہم غربائے اہلسنت کو مالا مال فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

□ □ □

مفتی اعظم کے سو خطوط:

۹۲/۷۸۶

حضرت فیضدرجت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خانصاحب قادری اطال اللہ عمرہ شہزادۂ والا جاہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا خاں صاحب زید علمہ وفضلہ

ہدیہ سلام مسنون۔ ادعیہ خلوص مشحون، مزاج ہمایوں امید ہے۔ بخیر و عافیت ہوں گے اور دعاؤں میں ضرور یاد فرماتے ہوں گے، عرس سیدی حضور محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہٗ کی مناسبت سے ایک مقالہ فقیر کا اور دو اہم یادگار مضامین مقدسہ سیدنا حضور حضرت قبلہ مفتی اعظم قدس سرہٗ بہت اہم تاریخی و روح پرور مضامین ارسال خدمت ہیں از راہ کرم فوٹو کروا کر بعینہٖ سنی دنیا میں شامل اشاعت فرمادیں سیدنا حضرت قبلہ مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ایک سو سے زائد مکتوبات گرامی فقیر کے پاس محفوظ ہیں قسط وار سنی دنیا میں شائع کرواؤں گا۔ آستانہ عالیہ خانقاہ رضویہ پر رضوی تاجداروں کی بارگاہ میں سلام دعا۔ مدیر محترم اور عملہ سنی دنیا کے جملہ اراکین کو سلام دعا والسلام والدعا

الفقیر القادری محمد حسن علی الرضوی میلسی

مقام رضا مدینہ ٹاؤن میلسی

□ □ □

۹۲/۷۸۶

حضرت مدیر محترم صاحب قبلہ

سلام مسنون

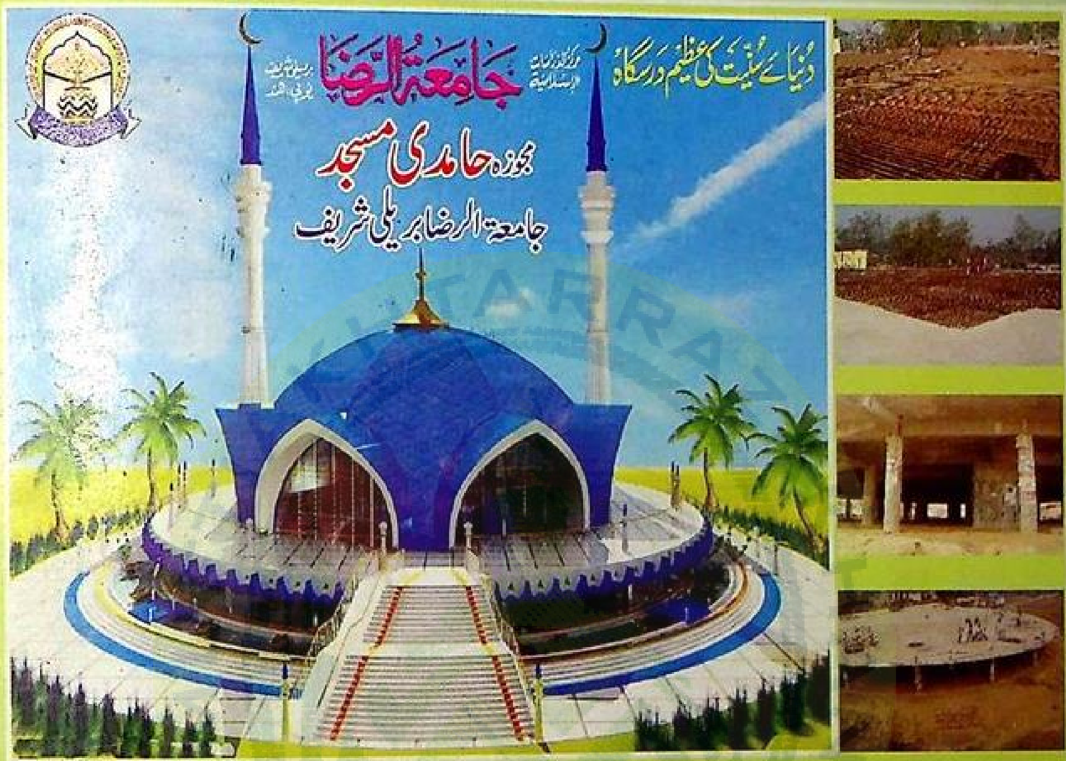
ماہنامہ سنی دنیا کا سیمینار نمبر نظر نواز ہوا ماشاء اللہ خوب سے خوب تر ہے۔ علمائے کرام کی مشقتوں اور ان کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ امت مسلمہ جدید مسائل کے حل سے فیضیاب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے علمائے کرام کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین

ماہنامہ سنی دنیا پابندی کے ساتھ موصول ہو رہا ہے۔ مضامین بھی اچھے ہیں گزارش ہے کہ بدمذہبوں کے رد میں آسان تحریروں میں کچھ شائع کریں تا کہ عوام اہل سنت کما حقہ ان سے دور رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بخیر و عافیت رکھے۔ آمین۔

طالب دعا: محمد آدم رضوی، رانچی جھارکھنڈ

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd. No. U.P./BR/28/13/14
Annual Subscription Rs. (240) Per Copy (20)



مرکز سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی ترجمان

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

دسمبر ۲۰۱۵ء

Dec. 2015

زیرِ سرپرستی

قاضی القضاۃ جانشینِ مفتی اعظم

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری

مدیرِ اعلیٰ:

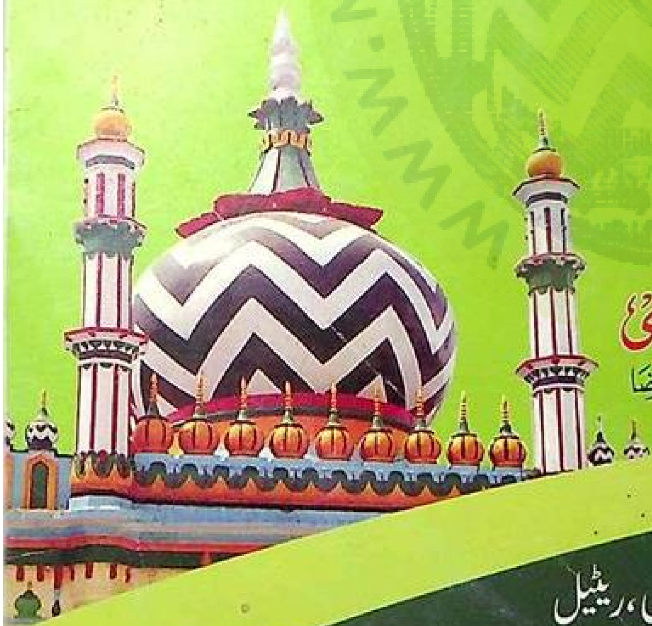
مولانا محمد عسجد رضا قادری

ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:

یونس رضا مونس اویسی

وائس پرنسپل جامعۃ الرضا



نعت مصطفیٰ اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جانثاری اور ستم شعاری

ٹائی، ہیٹ کا استعمال

حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ

ہندوستان میں ای، ریٹیل

جن پہ ''ازہر'' ناز کرتا ہے

حضور حجۃ الاسلام

جلد: ۳۵
دسمبر ۲۰۱۵ء
شمارہ: ۱۲

مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان

ماہنامہ

سنی دنیا

بریلی شریف

یادگار

امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی
مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا نوری بریلوی
مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

زیر عاطفت
حضرت علامہ سبطین رضا خاں مدظلہ

زیر سرپرستی
قاضی القضاۃ جانشین مفتی اعظم
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مدیر اعلیٰ:
مولانا محمد عسجد رضا قادری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا

مدیر:
یونس رضا مونس اویسی
وائس پرنسپل جامعۃ الرضا

تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ
جامعۃ الرضا

فی شمارہ: ۲۰ روپے، زر سالانہ: ۲۴۰ روپے، بیرونی ممالک: ۱۵۰۰ روپے، لائف ممبری: ۱۱۰۰۰ روپے

رابطہ کا پتہ

فیکس: 0581-2458543
فون: 0581-3291453, 2472166

دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/ سوداگران بریلی شریف (یوپی)
Visit us: www.aalaahazrat.com
www.jamiaturraza.in,www.hazrat.org
E-mail:- atiqahmad@aalaahazrat.com, sunniduniya@aalaahazrat.com

چیک یا ڈرافٹ بنام ''اختر رضا خاں'' یا ''امام احمد رضا ٹرسٹ'' ہی بنائیں۔ مرکزی دار الافتاء کے لئے جوابی لفافہ ضرور روانہ فرمائیں

نوٹ: ممبران حضرات! اگر آپ کو سنی دنیا وقت سے نہیں مل رہا ہے، ڈاک سے متعلق کوئی معلومات حاصل کرنی ہے، یا بذریعہ ڈاک ممبر بننا ہے تو اس نمبر پر رابطہ کریں: 09259089193

اشاریہ

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	اداریہ	محمد یونس رضا مونس اویسی	۳
۲	تجلیات نعت	اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ	۵
۳	ضیائے قرآن	کنز الایمان	۶
۴	بہار حدیث	علامہ محمد عسجد رضا قادری	۷
۵	مرکزی دار الافتاء	مرکزی دار الافتاء	۸
۶	نعت مصطفیٰ اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	حافظ ہاشم قادری	۱۴
۷	جانثاری اور ستم شعاری	علامہ محمد حسن علی رضوی	۲۳
۸	ٹائی، ہیٹ کا استعمال	قاری محمد عبد الرشید قادری	۲۸
۹	حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ	مولانا عطا محمد مشاہدی	۲۹
۱۰	ہندوستان میں ای، ریٹیل	غلام حیدر رحمانی	۳۶
۱۱	جن پہ "ازہر" ناز کرتا ہے	کیف الحسن قادری	۳۷
۱۲	حضور حجۃ الاسلام	مفتی ذو الفقار خان نعیمی	۴۲
۱۳			
۱۴			
۱۵			
۱۶			

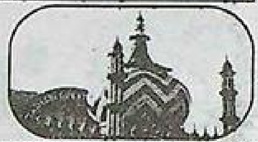
ناپاک جسارت

اداریہ : محمد عابد رضا خاں نوری

مذہب اسلام کی حقانیت دن کے اجالے کی طرح ظاہر و باہر ہے۔ اسکی ہمہ گیریت بھی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ پوری دنیا کے لئے اسلام سب سے بہتر مذہب ہے اور آغوش اسلام میں تربیت پانے والے افراد ہی پوری دنیا کے بہتر انسان ہیں۔ علم وفضل، عدل وانصاف، تواضع و انکسار، تصور مساوات، حقوق اللہ کی پاسداری، غرض کہ نظام کائنات میں کوئی ایسا میدان نہیں جن کے لئے اسلام کے حقوق بیان نہ ہوں۔ اسلام میں چیونٹی تک کے لئے روا نہیں کہ اسے ایذا دی جائے، تو غور کرنے کا مقام ہے کہ وہ اسلام کتنی گہرائی کے ساتھ اپنی دعوت سے امن وشانتی کا پیغام دے رہا ہوگا، اسلام انہیں خوبیوں کے ساتھ پھیلا اور پھیلتا چلا جارہا ہے۔ اسکی راہوں میں بے شمار رکاوٹیں ڈالی گئیں مگر وہ سب کے سب ناکام ہوگئیں۔ اسلام پھیل نہ سکے اس کے لئے مشرکین، منافقین نے انتھک کوششیں کیں، صحابۂ کرام، خلفائے راشدین کے دور میں فتنے ابھرے، تابعین کے دور میں اغیار اسلام کے سر بلند ہوئے اور رفتہ رفتہ اسلام ومسلمان کے خلاف سیاسی، سماجی، معاشرتی، ملی، مذہبی غرض ہر میدان میں پاک مذہب پر ناپاک حملے ہوئے اور طرح طرح، قسم قسم کے فتنے آئے دن جنم لیتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ فتنے جوانی کی دہلیز پر دستک بھی دینے لگتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ کی خباثت کا ذکر قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں جابجا موجود ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین دین اسلام ہے سب سے پسندیدہ مخلوق مسلمان ہیں اسکی حفاظت و صیانت اور اسکی حقانیت وبقا کی ذمہ داری اپنے ذمہ کرم میں لے رکھی ہے اسی سے اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا جواب اپنی حکمت کاملہ سے وجود بخش دیتا ہے۔ تاریخ اسلام پر ایک سرسری نگاہ ڈالیں اور ایک مختصر جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ مستشرقین، مشرکین، منافقین، ملحدین، مرتدین کے ہر فتنے کا جواب تسلسل کے ساتھ موجود ہے اسلام کے جس رخ کو کسی نے بھی داغدار کرنے، مسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے تو اس کا قلع قمع کرنے کے لئے اسلام کے سپاہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اسے کیفر کردار تک پہنچا کر ہی دم لیا، اسکی متعدد مثالیں اور ان گنت فتنے تاریخ میں ثبت ہیں اسلام ومسلمان کو زک پہنچانے کے لئے اغیار اسلام نے بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ان کے گھر میں ایسے افراد تیار کئے جائیں جو ہمارے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا سکیں، چنانچہ کلمہ گویان میں گمراہ فرقوں کی تاریخ بالخصوص تاریخ وہابیت کا سرسری جائزہ لیں اسی سے واضح ہوجائیگا کہ اغیار اسلام نے اسلام ومسلمان کو مٹانے کے لئے، ان کے دل سے اللہ ورسول کی محبت زائل کرنے، اسلام سے متنفر کرنے کے لئے کن حربوں کا استعمال کیا اور اپنے دام تزویر میں لیکر کس طرح مسلمانون کے ایمان وعقیدے کو ذبح کیا اور اسلام کی سچی تصویر کو مٹانے کی ناکام کوشش کی۔ اب اسلام ومسلمان کو نقصان بظاہر کلمہ گویان سے ہے جو شیطان کے ایجنٹ اور یہود ونصاریٰ کے رکھیل ہیں۔ چودہویں صدی ہجری میں بھی اسلام کے خلاف ایک فضا ہموار کی گئی

اور کلمہ گویان کے ایک طبقہ کو شیطانی جادو کے جال میں گرفتار کیا گیا اور پھر انہیں ہتھیار بنا کر اسلام و مسلمان کو مٹانے کی ناپاک جسارت کی گئی مگر اللہ کے فضل و کرم سے وہ دور بھی اللہ والوں سے خالی نہیں تھی انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی چالوں کو ناکام کر دیا۔ ان فتنوں کی سر کوبی کا سہرا اس دور کے علمائے حق کے سر سجتا ہے۔ ان علماء ہیں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت حضرت مفتی محمد احمد رضا خان قادری قدس سرہ کی ذات بھی شامل ہے جنہوں نے ان کا اسقدر تعاقب کیا کہ اسے طشت از بام کر کے چھوڑا۔ اس لئے علمائے حق نے ان فتنوں کی سر کوبی میں نمایاں طور پر امام احمد رضا قدس سرہ کا کارنامہ تسلیم کیا اور اس دور کے محققین علماء نے فراست ایمانی سے بنظر غائر ہندوستانی فضا کا مطالعہ کیا اور اہل سنت و جماعت کا تشریحی و تعبیری نام مسلک اعلیٰ حضرت جاری کیا۔ تا کہ عوام وخواص اعتقادی طور پر ایک پلیٹ فارم پر جمے رہیں اور اسلام کے خلاف جنم لینے والے فتنے جن کے بانی بظاہر کلمہ گو ہیں، ان سے بچے رہیں۔ چنانچہ اسی مرکزی نقطہ پر اس دور کے اکابر علماء محدث اعظم پاکستان، محدث اعظم ہند، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند، مبلغ اسلام عبد العلیم میرٹھی، ملک العلماء سید ظفر الدین، صدر الشریعہ علامہ امجد علی، شیر بیشۂ اہل سنت، صدر الافاضل، برہان ملت، مجاہد ملت، حافظ ملت، سراج ملت، تاج العلماء، احسن العلماء سید العلماء، رئیس القلم علامہ علامہ ارشد القادری وغیرہم نے کام کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں خوب راسخ کر دیا کہ ہم اہل سنت و جماعت [جسکا تعارفی نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے] والے ہیں اور لگ بھگ سو سال سے زائد ہو چکا ہے کہ علمائے کرام اپنی محنت و مشقت سے اسی نہج پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی محنت رائیگاں بھی نہیں ہوئی بلکہ ثمر آور ثابت ہوئی۔ مگر افسوس کچھ سالوں سے بیگانے نہیں اپنے ہی اس پر سوال اٹھا رہے ہیں اور اس کا تانا بانا مکڑی کے جالے دلائل پر رکھے ہوئے ہیں۔ سوال اٹھانے والوں کا وجود ہی سراپا سوال ہے کہ وہ ایسے سگوفے چھوڑ کر قوم مسلم کے لئے کونسا کارنامہ انجام دے رہے ہیں، اسلام و سنیت کی کونسی خدمت کی ہے۔ اہل سنت و جماعت ایسے افراد کو شرعی عدالت میں دیکھنا چاہتی ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا سکہ سو سال سے چلا رہے تھے اب کونسا نیا سکہ چلائیں گے جس سے اہل سنت و جماعت کا تشخص برقرار رہ سکے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت اور آپ کے علم و فضل پر بہت سے گوشے نمایاں ہوئے ان پر کام ہوا اور ہو رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ارباب حل وعقد اپنی اپنی ذمہ داری نبھائیں اور ناپاک جرأت و جسارت والے شر پسند عناصر کے گردن کو مروڑیں ورنہ اہل سنت و جماعت، سواد اعظم کا عظیم خسارہ ہوگا جسکی تلافی بڑی مشکل ہوگی۔ امام احمد رضا قدس سرہ کا سالانہ عرس مقدس ہے جو پیروکاروں کو دعوت دے رہا ہے کہ خدارا فتنوں سے باز آئیں اور مل جل کر دین حنیف کی خدمت کریں، امام احمد رضا کی کتابیں اعلان کر رہی ہیں میں قرآن و حدیث کے مضامین و مفاہیم کا خلاصہ ہوں، مجھے پڑھو، مجھے سمجھو اس پر عمل کرو۔ نام رضا لے کر فتنے نہ برپا کرو۔ امام احمد رضا قدس سرہ کا عرس آتے ہی اہل سنت و جماعت کے دلوں میں اسلامی جذبہ ابھرنے لگتا ہے اور ہر عقیدت مند کے دل میں ان کی محبت جاگ جاتی ہے کہ ہمارے امام نے ہمارے لئے کام کیا ہے اس لئے آج ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں عقیدت و احترام سے یاد کریں۔ اور انہیں یاد کرنے کا مطلب ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کریں۔ □□



تجلیات نعت



امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یا الٰہی کیوں کر اتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنس نا معقول ہر بازار ہم

دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

لغزش پا کا سہارا ایک تم
گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

اس کے آگے دعوئے ہستی رضا
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

دو جہاں میں کوئی تم سا دوسرا ملتا نہیں
ڈھونتے پھرتے ہیں مہر و مہ پتا ملتا نہیں

ہے رگِ گردن سے اقرب نفس کے اندر ہے وہ
یوں گلے سے مل کے بھی ہے وہ جدا ملتا نہیں

آپ بحرِ عشق جاناں سینہ میں ہے موجزن
کون کہتا ہے ہمیں آبِ بقا ملتا نہیں

ذرہ ذرہ خاک کا چمکا ہے جس کے نور سے
بے بصیرت ہے جسے وہ مہ لقا ملتا نہیں

جو خدا دیتا ہے ملتا ہے اسی سرکار سے
کچھ کسی کو حق سے اس در کے سوا ملتا نہیں

کیا علاقہ دشمن محبوب کو اللہ سے
بے رضائے مصطفیٰ ہرگز خدا ملتا نہیں

کوئی مانگے یا نہ مانگے ملنے کا در ہے یہی
بے عطائے مصطفائی مدعا ملتا نہیں

رہنمائی کی سی صورت راہ ماری کام ہے
راہزن ہیں کو بکو اور رہنما ملتا نہیں

کس طرح ہو حاضر در نوریؔ بے پر شہا
ناکے روکے دشمنوں نے راستہ ملتا نہیں

قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ مدظلہ

تمہیں جس نے بھی دیکھا کہہ اٹھا احمد رضا تم ہو
جمال حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو

نہیں حامد رضا ہم میں مگر وجہ شکیبائی
خدا رکھے تمہیں زندہ مرے حامد نما تم ہو

تمہارے نام میں تم کو بزرگی کی سند حاصل
رضا وجہ بزرگی ہے رضائے مصطفیٰ تم ہو

تمہارے نام میں یوں ہیں رضا و مصطفیٰ دو جز
رضا والے یقیناً مصطفیٰ کے مصطفیٰ تم ہو

تمہاری رفعتوں کی ابتدا بھی پا نہیں سکتا
کہ افتادہ زمیں ہوں میں بلندی کا سما تم ہو

حیات و موت وابستہ تمہارے دم سے ہیں دونوں
ہماری زندگی ہو اور دشمن کی قضا تم ہو

یہ نوری چہرہ یہ نوری ادائیں سب یہ کہتے ہیں
شبیہ غوث ہو نوری میاں ہو اور رضا تم ہو

رضا جویان رب تھامے ہوئے ہیں اسلئے دامن
رضا سے کام پڑتا ہے رضائے کبریا تم ہو

جناب مفتی اعظم کے فیضانِ تجلی سے
شبستان رضا میں خیر سے اختر رضا تم ہو

ضیائے قرآن

کنزالایمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سورۂ بقرہ مدنی — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — آیت نمبر ۱۹۰/۱۸۹

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں {۳۶۰} ہلاکت میں نہ پڑو {۳۶۱} اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں (۱۹۵) اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو {۳۶۲} پھر اگر تم روکے جاؤ {۳۶۳} تو قربانی بھیجو جو میسر آئے {۳۶۴} اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے {۳۶۵} (۱۹۶)

خزائن العرفان صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرّحمۃ والرّضوان

{۳۶۰} اس سے تمام دینی امور میں طاعت ورضائے الٰہی کے لئے خرچ کرنا مراد ہے خواہ جہاد ہو یا اور نیکیاں۔ {۳۶۱} راہ خدا میں انفاق کا ترک بھی سبب ہلاک ہے اور اسراف بیجا بھی اور اس طرح اور چیز بھی جو خطرہ وہلاک کا باعث ہو ان سب سے باز رہنے کا حکم ہے حتیٰ کہ بے ہتھیار میدان جنگ میں جانا یا زہر کھانا یا کسی طرح خودکشی کرنا۔ مسئلہ: علماء نے اس سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ جس شہر میں طاعون ہو وہاں نہ جائیں اگرچہ وہاں کے لوگوں کو وہاں سے بھاگنا ممنوع ہے۔ {۳۶۲} اور ان دونوں کو ان کے فرائض وشرائط کے ساتھ خاص اللہ کے لئے بے سستی ونقصان کامل کرو۔ حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اور کعبہ معظمہ کے طواف کا۔ اس کے لئے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔ مسئلہ: حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں (۱) احرام (۲) عرفہ میں وقوف (۳) طواف زیارت۔ حج کے واجبات (۱) مزدلفہ میں وقوف (۲) صفا ومروہ کے درمیان سعی (۳) رمی جمار (شیاطین کو کنکریاں مارنا) اور (۴) آفاقی (مکہ کے باہر رہنے والے) کے لئے طواف رجوع اور (۵) حلق یا تقصیر (سر کے بال مونڈنا یا چھوٹے کروانا)۔ عمرہ کے رکن طواف وسعی ہیں، اور اس کی شرط احرام وحلق ہے۔ حج وعمرہ کے چار طریقے ہیں (۱) افراد بالحج: وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل، میقات سے یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اور دل سے اس کی نیت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اس کا نام لے یا نہ لے۔ (۲) افراد بالعمرہ: وہ یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقت تلبیہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے، اور اس کے لئے اشہر حج میں اس یا اس سے قبل، اول سے حج وعمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے، پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے، (۴) تمتع: یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اس کے اشہر حج میں ہوں! اور حلال ہو کر حج کے لئے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے، اور حج وعمرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ المام صحیح نہ کرے۔ (مسکین، فتح) مسئلہ: اس آیت سے علماء نے قران ثابت کیا ہے۔ {۳۶۳} حج یا عمرہ سے۔ بعد شروع کرنے اور گھر سے نکلنے اور محرم ہو جانے کے یعنی تمہیں کوئی مانع ادائے حج یا عمرہ سے پیش آئے خواہ وہ دشمن کا خوف ہو یا مرض وغیرہ ایسی حالت میں تم احرام سے باہر آجاؤ۔ {۳۶۴} اونٹ یا گائے یا بکری اور یہ قربانی بھیجنا واجب ہے۔ {۳۶۵} یعنی حرم میں جہاں اس کے ذبح کا حکم ہے۔ مسئلہ: یہ قربانی بیرون حرم نہیں ہو سکتی۔

بہار حدیث

پیشکش: نبیرۂ مفسر اعظم ہند، شہزادۂ حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ ابو حامد محمد عسجد رضا خاں قادری ناظم اعلیٰ: جامعۃ الرضا

سیدنا امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ امام موسیٰ کاظم وہ امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر وہ امام زین العابدین وہ امام حسین وہ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ ان سے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: کہ میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے سنا، کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ تو جس نے اسے کہا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امان میں رہا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب کہف کے نام تحصیل نفع ودفع ضرر اور آگ بجھانے کے واسطے ہیں۔ ایک پارچہ میں لکھ کر بیچ آگ میں ڈال دیں اور بچہ روتا ہو تو لکھ کر گہوارے میں اس کے سر کے نیچے رکھ دیں۔ اور کھیتی کی حفاظت کے لئے کاغذ پر لکھ کر بیچ کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اس پر باندھیں، اور رگیں تپکنے اور تجاری اور درد سے اور حصول تونگری و وجاہت اور سلاطین کے پاس جانے کے لئے داہنی ران پر باندھیں، اور دشواریٔ ولادت کے لئے عورت کی بائیں ران پر نیز حفاظت مال اور دریا کی سواری اور قتل سے نجات کے لئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے پیچھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی کجاوے پر سوار تھے، حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! حضرت معاذ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کا فرمانبردار ہوں۔ حضور نے پھر فرمایا: اے معاذ! حضرت معاذ نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوں، اور فرمانبردار ہوں۔ حضور نے پھر فرمایا: اے معاذ! حضرت معاذ نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر خدمت ہوں اور فرمانبرداری کے لئے تیار ہوں۔ تین مرتبہ حضور نے اسی طرح فرما کر ارشاد فرمایا: جس شخص نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کی صدق دل سے گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخ پر حرام فرما دیا ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوش خبری نہ سنا دوں؟ فرمایا: تو عام طور پر لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے، پھر حضرت معاذ نے اپنے انتقال سے کچھ پہلے کتمان علم کے گناہ سے بچنے کے لئے یہ حدیث بیان فرما دی۔

[اظہار الحق الجلی ص ۳۴]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) ارشاد فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور باپ ایک۔

[فتاویٰ افریقہ ص ۳۶][ماخوذ جامع الاحادیث ج ۱ رص ۱۳، ۱۶]

□ □ □

فتاویٰ مرکزی دار الافتاء

مسئلہ

بخدمت حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز السلام علیکم

بعد آداب کے گذارش عرض خدمت ہوں آج کل ریڈیو سے عیسائی لوگ اپنا تبلیغی مشن چلا رہے ہیں اس سلسلہ میں ایک صاحب نے ہم سے کہا کہ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے ہم نے کہا یہ غلط ہے اور کفر ہے ایسا بولنا، اس بات کو سنکر ہمارے نام سے ایک خط جبل پور لکھا جسکا پادری نے ہم کو یہ جواب دیا برائے مہربانی مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ کا طالب

المستفتی: شیخ سراج الدین صدیقی قادری

الجواب: اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ تبارک تعالیٰ بیٹے اور بیویوں سے منزہ ہے وہ خود فرماتا ہے: {أَنّٰی یَکُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَکُن لَّهُ صَاحِبَةٌ}

(سورۂ انعام — آیت ۱۰۱)

اللہ تعالیٰ کے لیے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اس کی بیوی نہیں اور فرماتا ہے: {قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌo اللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْo وَلَمْ یَکُن لَّهُ کُفُوًا أَحَدٌo} (سورۂ اخلاص پارہ نمبر ۳۰)

اے محبوب تم فرمادو کہ اللہ ایک ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ کوئی اس کا ہمتا ہے۔

نیز فرماتا ہے: {وَقَالَتِ الْیَهُودُ عُزَیْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَی الْمَسِیحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِکَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ یُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِینَ کَفَرُوا} (سورۂ توبہ — آیت ۳۰)

یعنی یہودیوں نے کہا عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں اور نصرانیوں نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ بات اپنے منھ سے کہتے ہیں اور کافروں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ماننے والوں کے لیے تکذیب کرتے ہوئے فرماتا ہے: {مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن یَقُولُونَ إِلَّا کَذِبًاo}

(سورۂ کہف — آیت ۵)

بڑی بات ہے جو ان کے منھ سے نکلتی ہے اس کا علم نہ انہیں ہے نہ ان کے باپ دادوں کو محض جھوٹ بولتے ہیں۔

الغرض قرآن پاک جگہ جگہ نفی ولد فرماتا ہے تو قرآن عظیم پر اس عیسائی کا یہ بہتان لگانا کہ قرآن نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا فرمایا ہے بہتان ہے اسی طرح انجیل وہ جو اللہ نے اپنے بندے عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری اس میں ہر گز اس عقیدے کا پتہ نہیں اس میں وہی ہے جو قرآن عظیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حکایت فرمایا اس میں وہی ہے جو قرآن عظیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حکایت فرمایا: {قَالَ إِنِّی عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِی نَبِیًّاo وَجَعَلَنِی مُبَارَکًا أَیْنَ مَا کُنتُ وَأَوْصَانِی بِالصَّلَاةِ وَالزَّکَاةِ مَا دُمْتُ حَیًّاo}

(سورۂ مریم — آیت ۳۰، ۳۱)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن کے عالم میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب انجیل دی اور

نبی بنایا اور برکت والا کیا میں جہاں رہوں اور نماز روزکوٰۃ کا مجھے حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

عیسائی برخلاف نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم کے انہیں خدا کا بیٹا اور خدا کہتے ہیں مگر یہ صرف خدا ہے عیسائیوں کا جوان پر بقول ان کے خدا ہو گیا اور جسے ان کے بقول سولی دی گئی اس جگہ عیسائی کا روح اللہ سے استدلال کرنا اور قرآن کا نام لینا محض فریب ہے، قرآن صاف صاف نفیٔ ولد فرمارہا ہے اور اسے کفر فرمارہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا بندہ فرمارہا ہے تو قرآن کی رو سے انہیں بیٹا خدا کا کہنا کفر ہے اور خدا کی الوہیت کے منافی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت کی مخالف ہے کہ جو عبد (بندہ) ہوگا وہ بیٹا نہیں ہوسکتا اور بیٹا باپ کا عبد (بندہ) نہیں ہوسکتا بلکہ عیسائی پر خود اس کے منہ کفر عائد ہوتا ہے کہ جب وہ بیوی ماننا کفر بتا رہا ہے اور وہ بیٹے کا سبب ہے تو بیٹا مان کر بیوی ماننا ضرور ہے اور عیسائی حضرت مریم کو خدا کی بیوی نہیں مانتے (بیوی ماننا کفر ہے جو خود اسے تسلیم ہے) اس لیے قرآن نے فرمایا کہ اس کا بیٹا نہیں وہ بیوی سے منزہ ہے۔

رہا روح اللہ، قرآن کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمانا تو اس سے ہرگز یہ عقیدہ باطلہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہاں روح کی اضافت اللہ کی طرف تعظیم کے لیے ہے جیسے ناقۃ اللہ۔

[الشمس آیت۔۱۳، الھود آیت۔۶۴، الاعراف آیت۔۷۳]

میں اور بیت اللہ میں اور عیسائی نے جو یہ کہا کہ وہ روح اللہ سے پیدا ہوئے تو اسے لازم ہے کہ وہ تمام انبیاء تمام انسانوں بلکہ تمام جانوروں کو خدا کی اولاد کہیں کہ ہر جاندار میں اللہ کی پیدا کی ہوئی روح ہے بالجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے زیادہ تعجب خیز نہیں کہ وہ بے ماں باپ کے پیدا ہوئے تو ان کے فاسد بنیاد پر حضرت آدم بھی خدا کے بیٹے ہوئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ تعالیٰ ان کے اور بدمذہب کے فریب سے پناہ دے ان کی کتابیں ایسی ہی سفاہتوں، بطالتوں اور ضلالتوں سے بھری ہوئی ہیں ان کا مطالعہ جائز نہیں کہ تباہیٔ ایمان وعقیدہ کا غالب گمان ہے اور مسلمان کو اللہ ورسول کا فرمان بس ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب :واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ

گرامی قدر حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں:

(۱) آج کل آئے دن معترضین ان باتوں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ کیا دور صحابہ یا غوث وخواجہ ودیگر مشہور ومعروف اولیائے کرام نے کبھی کسی وقت بحالت قیام بعد نماز جمعہ یا دیگر وعظ وغیرہ اوقات پر صلوٰۃ وسلام پڑھا؟ یا پڑھنے کا حکم فرمایا؟ جبکہ صحابہ کرام کا عشق عام مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ تھا گویا اس طرح صلاۃ وسلام پڑھنے والوں کو روکا جاتا ہے لہٰذا دور صحابہ یا دور غوث وخواجہ وائمہ مجتہدین میں اس کا ثبوت ہو تو مع حوالہ کے ہماری اصلاح فرمائیں۔

(۲) قبل اذان آج بعض مقامات پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وصلاۃ وسلام پڑھا جاتا ہے بعد درود اذان پڑھی جاتی ہے گویا پنجوقتہ یہی ہوتا ہے معترضین اس کو اذان میں اضافہ اور بدعت قرار دیتے ہیں اور اس کے لیے بھی وہی اعتراض کہ زمانۂ صحابہ وائمہ مجتہدین میں اس کی کوئی نظیر نہیں

ملتی تو پھر یہ زیادتی کیوں؟اور کچھ مقامات پر فرض نماز کے امام کے سلام پھیرتے ہی سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام تین مرتبہ نذرانہ پیش کیا جاتا ہے بعدہ امام دعا کرتا ہے۔ بعد نماز جنازہ کے فاتحہ کا کوئی دور خاص کا ثبوت اور بعد نماز پنجوقتہ کے دعاء ثانی یا فاتحہ کا زمانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت گویا اس طرح درج بالا باتوں کا حوالہ قرآن وحدیث و دور صحابہ وائمہ مجتہدین تفصیل سے جواب مرحمت فرما کر راہ راست پر گامزن فرما کر ممنون کرم ہوں گے۔

المستفتی: محمد ابراہیم کیر اف محمد آدم

جی جاماٹا روڈ چھتر پر بودھاس اندھیری ممبئی

الجواب

(۱،۲) اللہ عزوجل نے صلاۃ وسلام کا حکم مطلق دیا ہے

قال تعالیٰ: {إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا٥}

(سورۂ احزاب آیت ۵۶)

یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔(کنز الایمان)

آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلاۃ و سلام کے لیے کوئی وقت مخصوص نہ فرمایا تو جس وقت میں صلاۃ و سلام پڑھا جائے حکم خداوندی کے عین مطابق ہوگا۔ اور اس سے ممانعت اللہ عزوجل اور رسول اللہ علیہ السلام سے مخالفت ہے قال تعالیٰ: {وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ -الآية}

(سورۂ نسا آیت ۱۱۵)

اور کسی شئ کی حرمت کا یہ معیار ٹھہرانا کہ دور صحابہ وغیرہم میں نہ ہوا غلط و باطل ہے کہ شرعاً حرام وہ ہے جسے اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممنوع فرمایا ہو اور جسے اللہ تعالیٰ و رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے ممنوع نہ فرمایا اسے حرام بتانا خود حرام ہے پھر اس معیار مزعوم سے یہ لازم آتا ہے کہ صحابہ وغیرہم کے زمانہ میں خفی بدعات ومنکرات ہوئی ہوں وہ سب جائز ٹھہریں اور اس امر کا علم کیونکر ہوا کہ صحابہ وغیرہ کے دور میں صلاۃ وسلام قبل اذان وبعد نماز نہیں ہوتا تھا اور جب صراحۃً اس کی نفی معلوم نہیں تو محض رجماً بالغیب یہ کہہ دینا کہ صحابہ وغیرہم کے زمانہ میں یہ کام نہ تھا محض اٹکل سے حکم لگانا ہے۔ بالجملہ یہ معیار مزعوم ناقابل عمل ہے اور صلاۃ وسلام مطلقاً جائز و مستحسن ہے اور اس سے ممانعت وہابیہ کا کام ہے اور دعا و فاتحہ بعد نماز جنازہ بھی جائز وخوب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) آج کل بینک اور ڈاکخانوں میں روپے جمع کرنے پر جو رقم زائد ملتی ہے اسے لینا کیسا ہے؟ اگر کوئی اسے سود سمجھتا ہے اور سود سمجھ کر خود بھی نہیں لیتا اور دوسروں کو بھی اس رقم کے لینے سے روکتا ہے اس شخص کا کیا حکم ہے؟

(۲) زید دیوبندیوں کی مجلسوں میں آتا جاتا تھا اور دیوبندی لوگوں سے میل جول بھی رکھتا تھا ایک سنی عالم نے اس سے چند سوالات کئے تو زید نے سنی عالم کے ہاتھ پر توبہ کی ساتھ ہی ساتھ توبہ نامہ تحریر کرکے انہیں سنی عالم کو دیا پھر ان سنی صحیح العقیدہ عالم نے زید کے توبہ نامہ کو یہ سوچ کر عوام الناس کے جلسہ میں پڑھ کر سنایا کہ زید کے متعلق سنی عوام میں جو غلط باتیں مشہور ہیں وہ سب ختم ہوجائے اور سنی حضرات زید کو اپنی مجلسوں میں شامل کریں لیکن جب سنی عالم نے زید کے تحریری

توبہ نامہ کو پڑھ کر عوام الناس کے سامنے سنایا تو زید کے چند خیر خواہ جو اس کے پہلے کے ہم نشینوں میں سے تھے انہوں نے بھی اسے سنا اور زید کو اپنا توبہ نامہ واپس لینے کو کہا تو زید نے اپنا توبہ نامہ واپس لے لیا۔

اس صورت میں زید مرتد ہو گیا یا مسلمان رہا؟ زید کی بیوی نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں؟ اگر اس حالت میں زید نماز پڑھاتا ہے تو زید کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ زید نکاح پڑھاتا ہے تو نکاح ہوتے ہیں یا نہیں؟ اب تک اس توبہ نامہ کو واپس لینے کے بعد زید نے جتنی نمازیں جتنے نکاح پڑھائے ہیں وہ منعقد ہوئے یا نہیں؟

(۳) مذکورہ بالا زید کے ساتھ میل جول رکھے اٹھنے بیٹھنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۴) زید نماز میں پیر کا انگوٹھا نہیں لگاتا اور قعدہ میں دونوں سرین پر بیٹھتا ہے، آیا نماز میں انگوٹھے کے نہ لگانے اور قعدہ میں سرین پر بیٹھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۵) نماز میں کسی قسم کی (چاندی ساڑھے چار ماشہ کے علاوہ) کوئی انگوٹھی یا چین دار گھڑی پہن کر نماز پڑھی تو کیا نماز ہو جائیگی؟ اگر نہیں ہوگی تو کیوں؟

(۶) دیوبندیوں بدمذہبوں سے میل جول رکھنے ان کے ساتھ سلام وکلام کرنے ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے نے نماز پڑھائی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

مذکورہ بالا تمام سوالات کے قرآن وحدیث کی روشنی میں مع حوالات کتب جوابات عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

کفش بردار خادم:
غلام مصطفیٰ قادری ابن الحاج شہاب الدین صاحب قادری
مکان نمبر ۲۔ سگرامپورہ مولوی اسماعیل اسٹریٹ سورت (گجرات)

الجواب:

(۱) خالص مباح ہے کہ حربی کا مال ہے جو مسلم کو محض اسکی رضا سے بلا عذر شرعی و بدعہدی ملتا ہے اور حربی سے مسلم کو جو کچھ یوں ملے وہ اسے حلال ہے اسے سود سمجھنا جائز نہیں اور اس رقم کو نہ لینا، دوسروں کو نفع پہچانا اور خود کو اور دوسروں کو محروم کرنا ہے۔ اس رقم کے بابت صریح جزئیہ ھدایہ شریف کا یہ ہے: ”لاربا بین المسلم والحربی فی دارالحرب لان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر“ واللہ تعالیٰ اعلم

[ہدایہ اخیرین، ص ۷۰، باب الربو، مجلس برکات، مبارکپور]

تفصیل کے لئے رسالہ بینک مرتبہ قاضی عبدالرحیم صاحب زید مجدہ یا ہمارا مفصل فتویٰ ملاحظہ ہو۔

(۲) زید مرتد ہو گیا اور اسکی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اسکی اقتداء باطل محض اور نماز فاسد جتنی نمازیں زید نے پڑھائیں وہ سب فاسد ہوئیں جنہوں نے نادانستہ اسکی اقتدا ان نمازوں میں کی ان پر اس کا اعادہ فرض ہے، درمختار میں ہے: ”وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بھا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا“ ملخصا، [الدرالمختار شرح تنویرالابصار، باب الامامۃ، مطبع دارالفکر بیروت]

اسی میں ہے: ”ارتداد احدھما فسخ عاجل“

[درمختار، ج ۴، ص ۳۶۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت]

اور جنہوں نے اسے بعد ارتداد دانستہ امام بنایا ان پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھے ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں کہ مرتد کو امام بنانا اسکی تعظیم ہے اور اسکی تعظیم کفر ہے۔

اسی درمختار میں ہے: ”لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر لان تبجیل الکافر کفر“۔ [درمختار، ج ۹، ص ۵۹۲-۵۹۱، باب الاستبراء، دارالکتب العلمیہ، بیروت]

اور جو نکاح اسنے پڑھائے وہ صحیح ہو گئے کہ یہ توکیل ہے
اور کافر اپنی وکالت سے جو عقد کردے وہ صحیح ہو جاتا ہے کما فی
الھندیہ وغیرہا البتہ اسے بعد ارتداد وکیل نکاح کرنا حلال نہ تھا
جس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے جبکہ
اسکا یہ جرم ثابت ومشتہر ہو کہ وہ فاسق معلن ہے غنیۃ میں ہے :
”لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ
کراھۃ تحریم“ [غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص ۵۱۳،
فصل فی الامامۃ، سہیل اکیڈمی]
درمختار میں ہے : ”کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم
تجب اعادتھا“
[درمختار، ج ۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، باب صفۃ الصلوۃ، مطبع دار الفکر بیروت]
اور اگر وہ اس کے کفر سے راضی ہے تو اسی کی طرح کافر ہے اور
اس کا وہی حکم ہے جو زید کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر بقیہ انگلیوں کے پیٹ (اگرچہ ایک ہی انگلی کا
پیٹ لگے) لگ جاتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے مگر سب
انگلیوں کا پیٹ لگانا سنت مؤکدہ ہے یونہی قعدہ میں جس
کیفیت پر مرد بیٹھتے ہیں اسکی کیفیت پر بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے
جسکے ترک کی وعید حدیث میں ہے : ”من ترک سنتی لم
ینل شفاعتی“ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی کہ اس ناجائز
انگوٹھی اور چین کو پہنکر نماز پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب یونہی
جو اسے پہننے کا عادی ہے اسکی نماز بے توبہ صحیحہ مکروہ تحریمی ہوگی
واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں ممنوع ہے کہ مظنہ
فساد نماز ہے اور بعض صورت میں اس کی اور ایک صورت میں
ان میں مقتدیوں کی جو محض اسکی آواز پر اعتماد کرکے رکوع وسجود
کریں نماز فاسد ہوتی ہے، تفصیل کے لئے التحقیق المبتکر وغیرہ
رسائل علمائے اہل سنت ملاحظہ ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) ان کے پیچھے نماز کا وہی حکم اس تفصیل کے ساتھ
ہے جو سوال نمبر ۳ میں گذری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک قدیم
مسجد چھوٹی تھی اور بالکل اس کے قریب ایک عظیم الشان بڑی
جامع مسجد ہے اب وہابی عقائد کے لوگوں اور اماموں نے اس
چھوٹی قدیم مسجد کے گنبد اور میناروں کو شہید کرکے اس کی
ہیئت بدل کر تبلیغی جماعت (الیاسہ پارٹی) کیلئے باورچی خانہ بنا
دیا ہے اس میں کھانا بنتا ہے حقہ نوشی ہوتی ہے بڑی جامع مسجد
میں اب وہابی امام امامت کرتا ہے اور درود شریف نہیں
پڑھتا۔ زید نے اسکو درود بعد نماز پڑھنے کو کہا تو جواب دیا کہ
قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ درود پڑھو۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ قدیم مسجد جسمیں بزرگان
دین نے سینکڑوں سال تک نماز وجماعت پڑھی ہو اور اوائل
آبادی شہری مسجد مسلمانوں کی دینی آثار وعلامت کی یادگار تھی
اسکے مینارے وگنبد شہید کرکے اندر ”ہال“ کی شکل میں مسافر
خانہ کیلئے بنالی ہے کیا یہ جائز ہے میلاد وفاتحہ وغیرہ سب یہاں
بند کردی گئی ہے، جواب مفصل عطا فرمائیں اور رسالہ اعلیٰ
حضرت میں بھی اس فتویٰ کی اشاعت ہونا لازمی ہے تاکہ عوام
ان وہابیوں کے کرتوتوں سے واقف ہوسکیں۔

المستفتی : حمید الدین راجستھان

الجواب

وہابیہ کا یہ فعل نہایت شنیع ہے
اور انکی اسلام دشمنی کی کھلی دلیل ہے اور اس سے انکی

ساختہ توحید جسکے سبب انبیاء واولیاء کی تعظیم شرک ٹھہری اور جملہ صلحاے امت جن میں بکثرت صحابہ وتابعین کرام شامل کی قبروں کومنہدم کرنا وہابی توحید کا شعار قرار پایا بھرم بھی کھل گیا کہ قبور کوڈھاتے ڈھاتے مسجدوں پر بھی نوبت آئی یہاں سے صاف ظاہر کہ وہابی نہ خدا کے ہیں نہ رسول کے، مسجد کو باورچی خانہ بنانا اور اس کے میناروں کومنہدم کرنا حرام حرام بد کام بدانجام ہے مسجد تومسجد ہے کسی وقف کو بدلنا ہرگز جائز نہیں۔ علماء بالاتفاق فرماتے ہیں: "لایجوز تغییر الوقف عن ہیئتہ" تومسجد میں وہ تصرف کس نے حلال کیا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہابیوں کواس فعل قبیح سے باز رکھیں اور مسجد کوان کے قبضہ سے نکال کر آباد کریں یہ حق بہ حکم احکم الحاکمین صرف مسلمانوں کو ہے اور وہابی ہرگز مسلمان نہیں تو اسے مسجد آباد کرنے کا حق ہی نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: {إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ} (سورۂ توبہ آیت-۱۸)

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہابیہ مسجدوں کو آباد کرتے ہی نہیں جیسا کہ سوال سے بلکہ خود مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ مسجدوں میں کھاتے اور پکاتے ہیں اور یہ فعل مسجد کی بے حرمتی ہے بلکہ مسجد کواسکی مسجدیت سے نکالنا ہے اور اسے اپنا گھر بنانا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل پر (۱) اگر ایک مسلمان لڑکے کا عقد جماعت اسلامی کے کسی فرد نے پڑھادیا، عقد درست ہوا یا نہیں؟

(۲) جماعت اسلامی کے فرد کے یہاں شادی کرنا کیسا ہے؟

(۳) جماعت اسلامی کے فرد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب بحوالہ کتب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد معزالدین محلہ باغ بھائی خاں سہسرام

الجواب:

(۱) نام نہاد جماعت اسلامی وہابیہ مرتدین کا گروہ ہے ان کے کسی فرد سے نکاح پڑھوانا حرام ہے مگر نکاح ہوگیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ لوگ اپنے عقائد کفریہ کے سبب مرتد ہیں اور مرتد نکاح کا اہل ہی نہیں لہٰذا کسی وہابی کا نکاح سنیہ تو درکنار اپنی جیسی وہابیہ سے بھی درست نہیں درمختار میں ہے: "لایصلح ان ینکح مرتد و مرتدۃ احدا من الناس مطلقا" واللہ تعالیٰ اعلم

[درمختار شرح تنویر الابصار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر دار الفکر بیروت]

(۳) نماز کھونا ہے کہ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے بلکہ انہیں دانستہ امام بنانا کفر ہے درمختار میں ہے: "وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا فلا یصلح الاقتداء بہ اصلا"۔ [الدر المختار کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، ج ۲، ص ۳۰۱، ۳۰۰ مطبع دار الفکر بیروت]

اسی میں ہے: "تبجیل الکافر کفر"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[درمختار، ج ۹، ص ۵۹۲، ۵۹۱، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

نعت مصطفیٰ ﷺ اور میلاد مصطفیٰ ﷺ کلام عبد المصطفیٰ کے آئینے میں

از: الحاج حافظ محمد ہاشم قادری صدّیقی مصباحی، مسجد ہاجرہ رضویہ، کپالی، جمشید پور ٹاٹا

سرکار دو جہاں ﷺ کا میلاد کلام الٰہی قرآن مجید میں جا بجا موجود ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے محاسن و کمالات وخلق عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی سنت الٰہیہ کو صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین سلف صالحین وغیرہ نے آج تک بلکہ آنے والی صبح قیامت تک عاشقان مصطفیٰ اس مبارک سلسلے کو جاری وساری رکھیں گے۔ میلاد مصطفیٰ کے لئے نعت مصطفیٰ لازم ہے۔ سرکار دو جہاں ﷺ کا حسین وجمیل سراپا، ان کی حق گوئی، ان کے اخلاق کریمانہ، انکی سادگی، سخاوت، داد و دہش، دشمنوں پر رحم و کرم، دستگیری، ان کے روضے کے دیدار کی تمنا، روز حشر شفاعت کی آرزو، طلب و استعانت، معجزات، تصرفات، معمولات شب و روز اور ان جیسے بہت سے مضامین سے اردو کی ''نعت'' مالا مال ہے۔ بہت سے شعرا نے نعت پر توجہ دی اگر چہ انہوں نے اسی طرح کے موضوعات کا سہارا لیا مگر بات کہنے کے ڈھنگ نے مضمون کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور قاری کو یا سننے والے کو ایسا لگا جیسے وہ پڑھ رہا ہے یا سن رہا ہے وہ نیا مضمون ہے۔ شاعری کے اسی فن میں مضمون آفرینی کا راز پنہاں ہے۔ لذت بیان، نادرہ کاری، جدت آداب اور لطافت معنی بھی اسی کی مختلف شکلیں ہیں۔ یا تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ بدلے ہوئے نام ہیں۔

چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کے چند نامور نعت گو شعرا اتر پردیش میں ہی ہوئے۔ مولانا احمد رضا بریلوی، استاذ زمن حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی، مصطفیٰ رضا خان المشہور حضور مفتی اعظم ہند نوریؔ، مولانا محسن کاکوروی، مولانا ضیاء القادری بدایونی، حافظ پیلی بھیتی کے نام خاص طور سے ذکر کے قابل ہیں ان نعت گو شعرا میں امام احمد رضا بریلوی کا مقام سب پر فائق ہے۔

آپ کی ولادت شہر بریلی کے محلہ سوداگران میں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ پیدائشی نام **محمد** اور تاریخی نام **المختار** رکھا گیا۔ آپ کے دادا رضا علی خان پیارے سے **رضا** کے نام سے پکارتے تھے۔ جب آپ فتویٰ نویسی فرمانے لگے تو احمد رضا کے ساتھ **عبد المصطفیٰ** کا اضافہ فرمایا۔ ''**تفقہ فی الدین**'' جیسی دولت اور حبیب کبریا ﷺ کی محبتی امام احمد رضا بریلوی کی رگ رگ میں بھری تھی یہ دونوں دولت ہر دل کی تجوری میں نہیں ڈالی جاتی اور نہ ہی یہ دولت کسب وحصول سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ قرآن کریم کا بہ نظر غائر مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ''**تفقہ فی الدین**'' مشیت ایزدی اور ارادۂ الٰہی سے وابستہ ہے سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْراً یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ۔ اللہ اپنے جس

بندے پر احسان اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے "**تفقہ فی الدین**" کے گوہر سے مالامال کر دیتا ہے۔

معلوم ہوا جو قدسی صفات (نیک صالح) اس اعلیٰ مرتبہ پر فائز کئے جاتے ہیں ان پر انعامات الٰہی اور توجہات خصوصی کی موسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے۔ اگر چہ وہ معصوم نہیں ہوتے مگر بہت دور دور تک فکری لغزشوں سے مِن جانب اللہ محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا خان بریلوی بمشہور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے اسی انعام یافتہ بندوں کے طبقے سے ہے۔ ان کی سیرت اور انکے علمی شہپاروں کے مطالعہ سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ علم فن بھی جانتے تھے اور اسکی تیکنک و باریکیوں پر بھی گہری نظر تھی ان کا قلم اسقدر محتاط تھا گویا ہر قدم پھونک کے رکھا گیا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنے وقت کے مجدد تھے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی، مؤلف "نزہتہ الخواطر" باد جود اختلاف مسلک کے اعتراف کرتے ہیں کہ جزئیات فقہ پر جو عبور ان کو حاصل تھا ان کی نظیر ان کے زمانے میں نہیں ملتی آقائے کائنات ﷺ سے ان کی والہانہ محبت ضرب المثل بن چکی ہے۔ خود انکے مخالف معاصر علما مثلا اشرف علی تھانوی نے اعتراف کیا ہے کہ وہ جذبہ عشق رسول اللہ ﷺ سے سرشار ہو کر ان کی عبارت کی گرفت کرتے ہیں۔

عظمت مصطفیٰ ﷺ ایمانی عقیدہ ہے

عظمت مصطفیٰ کو تسلیم کئے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا چاہے وہ دن رات سجدے کرتا رہے یہ عقیدہ عاشقان نبی ﷺ کے لئے جان ایمان ہے۔ اس عقیدے کی تبلیغ مولانا احمد رضا خان بریلوی کے لئے مشن کا درجہ رکھتی تھی وہ آئین شریعت کے پاسدار تھے ان کی نثر اور شاعری میں ہر جگہ اس عقیدے کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے نعت پاک کے درج ذیل اشعار میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار کیلئے جس طرح مضمون آفرینی کی گئی ہے وہ دیکھتے ہی بنتی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عصائے کلیم، اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عطائے محمد ﷺ

قرآن مجید میں رؤف ورحیم باری تعالیٰ جل سبحانہٗ کے لئے آیا ہے اور مصطفی جان رحمت ﷺ کے لئے بھی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ... الخ (القرآن، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور کا میلاد شریف ارشاد فرمایا ان کی تشریف آوری اور انکے فضائل بیان فرمائے حضور کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے گذشتہ نبیوں نے بھی آپ کا میلاد پڑھا میلاد سنت انبیاء بھی ہے۔

رؤف مبالغہ کا صیغہ ہے رؤف کا معنیٰ ہے بے حد مہربانی اور شفقت فرمانے والا۔

حسین بن فضل نے کہا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے دوناموں کو محمد ﷺ کے سوا کسی نبی میں جمع نہیں فرمایا۔

(تفسیر نور العرفان ص۔ ۳۲۹ تفسیر ضیاء القرآن، ج ۲،ص ۲۶۹)

اس کا فائدہ اٹھا کر مولانا احمد رضا خان بریلوی نے نعت مصطفی کے ذریعہ کیسے میلاد مصطفی پڑھا، کیا مضمون پیدا کیا اور کتنے پیارے انداز میں ادا کیا ہے، داد دیتے ہی بنتی ہے۔

وہ نامی کے نام خدا نام تیرا
رؤف ورحیم وعلیم وعلی ہے

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے

نبی راز دار مع اللہ لی ہے

حدیث قدسی کے مضمون "لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" کی ترجمانی بڑے پیارے انداز میں نعت پاک سے میلاد مصطفیٰ پڑھا ہے۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ

لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

قرآن عظیم میں ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (القرآن، سورہ النساء آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے نبی تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور آپ انکی شفاعت چاہیں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

قرآن عظیم خود گنہ گاروں کو اپنے حبیب کے دربار میں بلا رہا ہے اور کریموں کی شان یہ نہیں کہ اپنے دربار میں بلا کر خالی واپس کریں۔

رومی غلام دن، حبشی باندیاں شبیں

گنتی کنیز زادوں میں شام و سحر کی ہے

ایسے بندھے نصیب کھلے مشکلیں کھلیں

دونوں جہاں میں دھوم تمہاری کمر کی ہے

وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات

ادنیٰ نچھاور اس مرے دولہا کے سر کی ہے

ابرار کا مرتبہ مقربین سے بہت کم ہے یہاں تک کی حسنات الابرار سیئات المقربین پھر مقربین میں بھی درجات بے شمار ہیں اور انھیں بھی اعلیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ جو در جے ملیں گے وہ بھی سب حضور کا تصدق ہے اسی لئے اسے ادنیٰ نچھاور کہا ورنہ جنت میں کچھ ادنیٰ نہیں۔

عبد المصطفیٰ بنام مشہور اعلیٰ حضرت بریلوی کے نزدیک میلاد مصطفیٰ ﷺ ایسا پیارا موضوع ہے کہ جس میں کیف سامانیاں اپنے عروج کو پہنچ جاتی ہیں۔ بلبلیں مست نغمہ سرا ہونے لگتی ہیں۔ عشق و سرمستی کی آبشاریں رحمت ایزدی کے نغمے گانے لگتی ہیں۔ الصلاۃ و السلام علیك یارسول اللہ۔ کی خوشبو لٹانے لگتی ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاعری حصول سعادت دارین کا ذریعہ ہے اس لئے کہ آپ ذکر میلاد مصطفیٰ میں بے خود و سرشار رہتے ہیں آپ نے اپنی شاعری میں بار بار میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا ہے اس وابستگی رسول ﷺ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی خود کہتے ہیں۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف و ثنا کو وظیفہ حیات بنانے والے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جب ولادت مصطفیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اس دن کی عظمت، ہیبت اور جلالت آپ کے دل پر منقش ہو جاتی ہے اور بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا

تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا

تیرے صدقے میں نجی اللہ کا بجرا تر گیا

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا

کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

اعلیٰ حضرت بریلوی نے شریعت کے تقاضوں کی پاسداری کرتے ہوئے جب نعت کہی تو اسے قبولیت اور شہرت دوام کا وہ مرتبہ ملا جو آج تک نعتیہ شاعری کے حوالے سے کسی کا مقدر نہ بن سکا۔

مشہور نقاد نیاز فتح پوری کے لفظوں میں:

"شعر و ادب میرا خاص موضوع ہے میں نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کا کلام بالاستیعاب پڑھا ہے انکے کلام کا پہلا تأثر جو پڑھنے والوں پر قائم ہوتا ہے وہ مولانا احمد رضا خان کی بے پناہ وابستگی رسول عربی ہے انکے کلام سے ان کے بے کراں علم کے اظہار کے ساتھ افکار کی بلندی کا بھی اندازہ ہوتا ہے"

میلاد مصطفیٰ عقیدت کے آئینے میں

عبدالمصطفیٰ بنام مشہور اعلیٰ حضرت نے میلاد مصطفیٰ ﷺ کو عشق و محبت کے آئینے میں سو سو طرح سے جلوہ گر دیکھا ہے۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے نعت گوئی کو نئے نئے اسلوب عطا کئے اور شاعری کو غزل کی دنیا سے نکال کر نعت کے گلستان میں سدا بہار کی زینت بنا دیا۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی بعثت ایسے غیر معمولی واقعہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ جس کی مثال گزشتہ صدیوں میں ملنا ناممکن ہے ہر نبی اور پیغمبر اپنے اپنے دور نبوت میں حضرت محمد ﷺ کیلئے سراپا انتظار رہے اور پھر جوں جوں آپ کے ظہور کی صدیاں قریب آتی گئیں تو آپ کے وجود اقدس کے بارے میں بشارت کا سلسلہ دراز ہونے لگا۔

زیادہ تر متعصب یہودی نصرانی علما نے ظہور محمدی ﷺ کے سلسلہ میں بشارت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی تھی (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا) مگر سچائی سر چڑھ کر بولتی ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بعض حق گو یہودی اور نصرانی علما نے تعصبات کی گرد کا پردہ چاک کر کے اس بات کا اعلان ضروری سمجھا کہ مکے میں خاتم النبیین کے ظہور کی ساعتیں قریب آ رہی ہیں اور آپ ہی وہ نبی ہوں گے جن کا ذکر آسمانی کتابوں میں ہے۔ اس سلسلہ میں ایک یہودی عالم کی حق گوئی کا انداز دیکھئے۔

ابو نعیم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ مار رہا ہے۔ لوگ اسکی آواز پر جمع ہو گئے وہ بولا۔

ھٰذا کوکب احمد قد طلع ھٰذا کوکب لا یطلع الا بالنبوہ و لم یبقی من الانبیاء الا احمد ۔ یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا۔ یہ ستارا کسی نبی کی پیدائش پر طلوع ہوتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں (ﷺ) (ختم النبوۃ۔ از مولانا احمد رضا خان بریلوی ص ۲۰)

ان مبارک ساعتوں کے حوالے سے اعلیٰ حضرت یوں نعت مصطفیٰ میں مدحت سرا ہیں۔

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

زمانہ جس بشارت قدسیہ کے ظہور کا منتظر تھا وہ وجود محمدی ﷺ کی جانب اشارہ کر رہی تھیں۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی

کی کتاب ''ختم النبوۃ'' میں بشارت کا تذکرہ اہل ایمان کیلئے روحانی غذا کا باعث بنے گا۔

ابونعیم بطریق شہر بن کوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رازع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی ہیں انہوں نے فرمایا:

''میرے باپ اعلم علمائے تورات تھے۔ اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا۔ وہ اپنے علم سے کوئی شئے مجھ سے نہ چھپاتے جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا اے میرے بیٹے تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی شئے تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق روک رکھے ہیں۔ ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا ہے میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو اور تو اس کی پیروی کرے۔ یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں دو ورق رکھ چھوڑے ہیں اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا نہ انھیں دیکھنا۔ جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ مر گئے۔ ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دو ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا۔ میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے: ''محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ و مہاجرہ بطیبۃ''

(ختم النبوۃ۔ص۔۱۶)

اور پھر وہ مبارک ساعت آپہنچی جو دعاؤں کی قبولیت اور تمناؤں کے باریاب ہونے کی ساعت تھی جب رحمت خداوندی پوری شدت کے ساتھ برسنے کو تھی وہ کیسا منظر تھا کیسا سماں تھا، کیا سہانی صبح تھی، کیا کیف آور منظر جس کو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی خداداد فنی مہارت سے قلمبند کرتے ہیں اسکی جھلک ملاحظہ ہو۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا
ماہ سنت مہر طلعت لے لے بدلا نور کا

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارا نور کا

ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اس طویل نعت مصطفیٰ میں جسے ''قصیدۂ نور'' بھی کہا جاتا ہے، مولانا احمد رضا خان نے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے میلاد شریف کا جشن مناتے ہوئے آپ کے حسن و خوبصورتی کا بھی دل کھول کر تذکرہ کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نور علیٰ نور ہیں اور اس نعتیہ قصیدہ کی ردیف ہی اس مظہر خداوندی کے انوار ظاہر کر رہی ہے جسکی پذیرائی کی خاطر یہ بزم دو عالم تخلیق ہوئی۔

یہ نعت مصطفیٰ یعنی قصیدہ نور ایک لحاظ سے قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (القرآن، سورہ، المائدہ، آیت ۱۵) کی نورانی تفسیر ہے سراپائے مصطفوی کے حوالے سے چند اشعار پڑھیں اور اندازہ کریں کہ جس ہستی والا صفات کے میلاد کا جشن منایا جارہا ہے وہ کس قدر حسین، اجمل، اکمل اور پاکیزہ ہے۔

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

مصحف عارض پہ ہے خط شفیعہ نور کا
لوسیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

وضع واضع میں تری صورت ہے معنیٰ نور کا
یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص
کھیعص ان کا ہے چہرا نور کا

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

مولائے رحیم نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے دست قدرت سے وہ حسن عطا فرمایا کہ دونوں جہان کی عظمتیں آپ پر تصدق کی جائیں تو بھی کم ہے۔ رب العزت نے آپ کو بے مثل اور بے عیب بنایا، ہر قسم کے نقائص وعیوب سے مبرا حسن وکمال کا نمونہ بنایا۔ آپ کو صورت و سیرت ایسی عطا فرمائی کہ جو بھی آپ کے دامان رحمت سے وابستہ ہو گیا پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آپ ہی کا ہو کر رہ گیا حضور نبی کریم ﷺ اس قدر حسین و جمیل اور اسقدر جامع الخصائل تھے کہ جس نے آپ کی ایک جھلک دیکھ لی اس نے دنیا بھر سے منہ پھیر کر آپ کے حلقہ تربیت میں جگہ پانے کو ہی سب سے بڑی سعادت خیال کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک اس قدر حسین و جمیل تھا کہ آپ کے بدترین دشمن بھی جب آپ سے ملتے تو بے اختیار پکار اٹھتے کہ اسقدر حسین و جمیل چہرے کا مالک جھوٹ نہیں بول سکتا۔ لہٰذا آپ کو اہل مکہ (ظاہری اعلان نبوت) سے پہلے ہی الصادق، الامین کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ کا چہرہ، انوار الٰہی کا مظہر اور نور صداقت سے عبارت تھا۔ آپ کے جمال جہاں آرا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کہتے ہیں۔

خامۂ قدرت کا حسن دست کاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اٹھتی ہے کس شان سے گردسواری واہ واہ

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضوریٔ مدینہ طیبہ

ہر سچے نعت گو بلکہ ہر عاشق رسول کے نزدیک شہر رسول ﷺ کی الفت اور چاہت جزو ایمان اور باعث راحت جان ہے۔ مولانا احمد رضا بریلوی بھی کوئے حبیب کی الفت میں شرابور ہیں۔ ان کے منظوم جذبات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ صرف وہی اشعار درج کئے جارہے ہیں جن میں شہر رسول سے الفت ہے۔

نام مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیم خلد!
سوزش غم کو ہم نے بھی ایسی ہوا بتائی کیوں؟

حور جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں؟

چمن طیبہ ہے وہ باغ کہ مرغ سدرہ
برسوں چہکے ہے جہاں بلبل شیدا ہو کر

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

کاش آویزۂ قندیل مدینہ ہو وہ دل
جسکے سوزش نے کیا رشک چراغاں ہم کو

خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالہ افغاں ہم کو

خار صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وحشت دل نہ پھرا بے سروساماں ہم کو

اے خاک طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو
طیبہ سے خلد میں آنے والے

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
ان سگان کوسے اتنی جان پیاری واہ واہ

میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر چھڑے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے رسول کریم ﷺ کے اوصاف حسنہ کا ذکر نہ چھڑے حضور نبی کریم ﷺ سارے جہاں کے لئے رحمت و نعمت کی حیثیت رکھتے ہیں ارشاد باری ہے: واما بنعمة ربك فحدث "اپنے رب کی نعمتوں کا دل کھول کر چرچا کرنا رب العزت کے انعامات کا اعلان کرنا ہے چرچا چھپ کر نہیں ہوتا اعلانیہ ہوتا ہے اکیلے اکیلے نہیں ہوتا بلکہ مجلس میں ہوتا ہے چونکہ حضور کی ذات والا صفات تمام انعامات الٰہی میں سرفہرست ہے جو رب نے اپنے بندوں پر فرمائی۔ اس لئے میلاد مصطفیٰ ولادت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر محافل میں، مجالس میں، منبر و محراب، ہر جگہ کرنا حقیقت میں حکم الٰہی کی تعمیل ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنی عقیدت کا اظہار کسی مصلحت کوشی کے بغیر کسی باطل سے دبنے کے بجائے اس قدر دھوم مچاتے ہیں کہ فرش سے لیکر عرش تک غلغلے بلند ہو جائیں۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف و نعت صحابہ کرام جی بھر کر کرتے ہیں نعت گوئی کے سالار، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ نعتیہ اشعار ہیں جو انہوں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں پڑھے اور داد پانے کے علاوہ چادر مصطفیٰ سے بھی نوازے گئے آپ نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں یوں نذرانہ عقیدت پیش فرمایا۔

و احسن منك لم تر قط عيني
و اجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرا عن كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بھی کاروان نعت کے معزز رکن ہیں آپ یوں مدح سرائی فرماتے ہیں۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا
لک بدر فی الوجہ الاجمل، خط ہالہ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

لہٰذا "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے مصداق حضور ﷺ کی ذات گرامی خدا کے بعد کائنات بھر میں سب سے افضل و اعلیٰ ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی یوں فرماتے ہیں۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

حضرت مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری کا ذکر ہو اور سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کا ذکر نہ ہو ممکن ہی نہیں۔ یہ سلام بعثت نبی کریم ﷺ آپ کے محاسن و خصائص کے پس منظر میں نہایت ہی ایمان افروز ہے۔ مقبولیت کے لحاظ سے اس سلام کا کوئی جواب نہیں پاک، ہند و بنگلہ دیس بلکہ جہاں جہاں عاشقان مصطفیٰ ﷺ رہتے ہیں یہاں تک کہ حرم نبوی اور منیٰ میں بھی میلاد کی محفلوں میں عاشقان مصطفیٰ خوب خوب پڑھتے جھومتے ہیں ناچیز حج کی سعادت سے سرفراز ہو چکا ہے وہاں بھی جا بجا حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام شوق پیش کرتے ہیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم
نوبہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کہ قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

اور

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود
کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی نعتوں میں قرآن اور احادیث مبارکہ کو بطور خاص ملحوظ نظر رکھا آپ کی شاعری قرآن و

احادیث کے حوالے سے عظمت وشان مصطفیٰ کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ایک لاکھ ۲۴ رہزار کم وبیش انبیاء کرام مختلف انسانی طبقات کی رہنمائی کیلئے آئے ان میں آقائے دوعالم ﷺ پر جتنی شرح وبسط کے ساتھ لکھا گیا، اتنا کسی اور کیلئے نہیں لکھا گیا سیرت النبی میں ہمیں اتنی تفصیل ملتی ہے کہ پیدائش سے لیکر وصال تک آپ کی حیات طیبہ کا کوئی ایسا پہلو نہیں، جو عالم انسانیت کیلئے موجود نہ ہو قرآن کریم کلام الٰہی خود نعت مصطفیٰ ہے۔ اسکی مقدس سورتیں اور مبارک آیتیں حضور ﷺ کے کمالات وفضائل کا منھ بولتا ثبوت ہیں انسانوں سے آپ کی کیا مدحت سرائی ہوگی "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" اللہ ہم سب کو میلاد مصطفیٰ منانے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

□□□

(---بقیہ ص ۳۶/ کا) کے نام سے 2011 میں سیف سروس ای کامرس پلیٹفارم شروع کیا جس کے ذریعہ کنزیومر خود اپنا ای اسٹور (e-store) بنا کر اپنے پروڈکٹ لوڈ کرسکتا ہے، مئی 2011 میں شروع ہونے والا یہ آن لائن ریٹیلنگ پلیٹ فارم دسمبر تک 1000 اور اپریل 2011 میں 10000 ای۔ اسٹوروں کو اپنی خدمات دے رہا تھا، آج یہ تعداد 25000 کو پار کر چکی ہے۔ مدھیہ بھارت میں انکے آفیشل بزنس پارٹنر کی حیثیت سے بازار بلڈر ڈاٹ کام انفی بیم کی خدمات کو بزنس جگت تک پہنچا رہے ہیں۔۔ وہ پڑھے لکھے بے روزگار جوان ایک ویب سائٹ بنا کر مقامی طور پر تیار ہونے والے سامان کی مارکیٹ کر سکتے ہیں۔ اس پر حیرت انگیز طور پر نہایت کم لاگت آتی ہے، ایک ہزار روپے مہینہ! اس پلان میں تین سو مصنوعات اپلوڈ کئے جاسکتے ہیں، خریدار کے آرڈر کرنے پر آپ کو ایک ای۔ میل آئے گی جس میں آرڈر اور خریدار کی تفصیلات ہوں گے، اب آپ سامان پیک کر کے کوریر کے حوالہ کرتا ہے، پیمینٹ وہ کر ہی چکا ہے۔ جو آپ کو حساب کر کے مہینے کی یکم اور سولہ تاریخ کو آپ کے اکائنٹ میں آجائے گی۔ آپ بڑا پلان لیتے ہیں اس میں کیش آن ڈیلیوری کی سہولت ہے۔ مزید تفصیلات آپ کو ویب سائٹ www.bazarbuilder.com پر مل جائیں گی۔

□□□

(---بقیہ ص ۴۸/ کا) اہل سنت کی جانب سے حضرت کی صحت کے لئے مرادآباد کی تمام سنی مساجد میں دعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ بالحاح وزاری بارگاہ الٰہی میں دعائیں کیں۔ مرسلہ: شوکت حسین سکریٹری انجمن خدام الصوفیہ مرادآباد۔ [الفقیہ، ۲۷ رجولائی ۱۹۳۰ء ص ۶، یادگار رضا، محرم ۱۳۴۹ھ ص ۸، السواد الاعظم مرادآباد، صفر ۱۳۴۹ھ ص ۱۰]

اجلاس انجمن خدام الصوفیہ گجرات میں حضرت کے لئے دعائے صحت: ۱۱ رجولائی ۱۹۳۰ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مسجد حاجی پیر بخش مرحوم لاہوری میں جناب قبلہ سید حافظ پیر ولایت شاہ صاحب جماعتی کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس میں بھی حضرت کی دعائے متعلق ریزولیوشن پاس ہوا۔ انجمن خدام الصوفیہ گجرات کے سیکریٹری منشی احمد الدین ٹھیکیدار صاحب کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ "یہ جلسہ حضرت قبلہ عالم عالم باعمل فاضل اجل جناب مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب بریلوی کے لئے بارگاہ ایزدی سے مستدعی ہے کہ قادر مطلق اپنے فضل وکرم سے حضرت مولانا کو شفا کلی عطا فرمائے۔ اور ہم مسلمانوں پر تاقیامت آپ کا سایہ عاطفت قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

خادم الفقراء منشی احمد الدین ٹھیکہ دار وسکریٹری انجمن خدام الصوفیہ گجرات پنجاب،۔ [۷ راگست ۱۹۳۰ء ص ۱۰] (جاری ہے---)

جانثاری اور ستم شعاری

مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت کی اپنے آقا پر جانثاری اور مخالفین و معاندین کی ستم شعاری

اثر خامہ: ضیغم اہلسنت علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی، پاکستان

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

سراپا علم عرفاں ذات ہے احمد رضا خاں کی
ابد مدت رہے گا تذکرہ ان کی جلالت کا

ایک طرف تو مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی عالمگیر محبوبیت ومقبولیت کا یہ عالم ہے اکابر علماء وائمہ وفقہاء حرمین طیبین اور برصغیر پاک وہند و بنگلہ دیش ومصر وشام وترکی وعراق وغیرہم کے اکابر اسلام سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت کی عبقری عظیم وجلیل شخصیت مقدسہ اور آپ کی جلالت علمی فقہی بصیرت خلوص وللٰہیت میں تقویٰ وطہارت اور عشق رسالت و اتباع سنت کا فراخدلانہ اقرار واعتراف کرتے اور والہانہ انداز میں داد وتحسین دیئے اور خراج عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں سندیں، اجازتیں، خلافتیں لیتے ہیں بالخصوص فاضل نبیل سید جلیل مولانا سید اسماعیل، شیخ الدلائل مولانا شاہ عبدالحق مہاجر مکی محقق جلیل مولانا سید خلیل، رئیس العلماء، مولانا صالح کمال قاضی مکہ مکرمہ، مولانا سید مصطفیٰ مکی مولانا سید عبدالحی، شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل کبیر العلماء مولانا ابوالخیر مرداد، مولانا عبداللہ بن صدیق مفتی حنفیہ حضرت مولانا علی کمال، حضرت مفتی داغستانی حضرت مولانا عزیز وزیر اندلسی حضرت مولانا سید احمد جنائری مالکیہ۔ حضرت مولانا سید احمد برزنجی مفتی شافعیہ۔ علامہ سید مرزوقی ابو حسین مولانا الشیخ عمر بن ابی بکر یا، جنید علامہ الشیخ عابد بن حسین مالکیہ، علامہ مولانا علامہ مولانا الشیخ علی بن حسین مالکی، علامہ مولانا الشیخ محمد علی مالکی، مولانا الشیخ اسعد بن احمد دکان مدرس حرم شریف، الشیخ عبدالرحمن الدعن مولانا محمد یوسف الافغانی۔ مولانا الشیخ احمد مکی امدادی، علامہ محمد یوسف الخیاط، مولانا الشیخ محمد صالح بن محمد بافضل، مولانا الشیخ عبدالکریم الناجی الداغستانی، مولانا الشیخ حامد احمد محمد الجداوی، مولانا مفتی تاج الدین الیاس، فاضل ربانی مولانا شیخ عثمان بن عبدالسلام مدنی حنفی مفتی مدینہ منورہ، مولانا خلیل بن ابراہیم خرپوتی، مولانا شیخ محمد بن احمد عمری، حضرت مولانا سید عباس بن سید جلیل، محمد رضوان، مولانا عمر بن حمدرن محرسی، مولانا سید محمد بن محمد مدنی دیداوی، مولانا شیخ محمد بن محمد سبوسی خیاری حرم مدینہ منورہ مدرس، علامہ جلیل سیدنا مولانا حسین بن صالح جمل اللیل میر ارز، مفتی سید شریف احمد برزنجی حضرت مولانا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی، حضرت فاضل علامہ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مسجد کریم نبوی، مولانا سید محمد علوی مکی قاضی القضاۃ علامہ شیخ محمد مغربی الجریزی، مولانا علامہ درویش عبدالرحمٰن باجو، حضرت الشیخ سید شریف حسین والیٔ حجاز مکہ مکرمہ وغیرہم قدست اسرارہم بالخصوص برصغیر ہند و پاک کے اکابر واسلاف علماء ومشائخ خاتم الاکابر خسرو اولیا سیدنا سید شاہ آل رسول قادری، نور العارفین سیدنا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، فاضل عظیم وجلیل تاج الفحول محب الرسول مولانا شاہ عبدالقادر

قادری بدایونی، رئیس المحدثین مولانا شاہ علامہ وصی احمد محدث سورتی، حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی، شیخ المشائخ سیدنا سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی، امیر ملت سیدنا سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت شیخ طریقت میاں محمد شیر نقشبندی پیلی بھیتی، شیر ربانی عارف حقانی میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری، مجذوب حقانی حضرت مجذوب بابا باندرہ شریف، مجذوب ربانی حضرت مجذوب بشیر الدین مسجد اخوندزادہ بریلی شریف، امام العلماء مولانا شاہ رضا علی خاں صاحب، استاذ الکل مولانا شاہ محمد گل قادری، حضرت مولانا احمد حسن کانپوری مولانا محمد حسین الہ آبادی مولانا احمد حسین کانپوری مولانا عبدالوہاب لکھنوی حضرت مولانا مفتی محمد عبدالباری فرنگی محلی، سیدنا شاہ صوفی محمد حسین چشتی مرادآبادی، سراج المشائخ سیدنا شاہ خواجہ محمد سراج الحق چشتی صابری، زمانہ قریب اکابر اسلاف کرام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نقشبندی مجددی، فخر المحدثین علامہ سید محمد خلیل چشتی الکاظمی محدث امروہوی، حضرت علامہ سید محمد دمدار علی شاہ محدث الوری حضرت مولانا مفتی عبدالمقتدر بدایونی شیر بیشۂ اہل سنت مولانا ہدایت رسول لکھنوی پیر صاحب گولڑہ شریف، پیر صاحب بلگرام شریف پیر صاحب، کالپی شریف پیر صاحب تونسہ شریف مخدوم المخادع پیر سید محمد صادر الدین گیلانی حضرت مولانا محمد یار صاحب چشتی نظامی، حضرت خواجہ محمد قمر الدین شیخ الاسلام چشتی سیالوی، شیخ طریقت مولانا پیر طریقت پیر سید محمد چندہ حسینی چشتی اشرفی قطب رائچور شریف، وغیرہم قدست اسرارہم اعلیحضرت امام اہلسنت کے عقیدہ و مسلک کے موید و معتقد ہیں اور ان کی عظیم وجلیل علمی دینی خدمات کے معترف ہیں الغرض عصر عہد حاضر میں قادری چشتی صابری نظامی نقشبندی سہروردی مجددی کہلانے میں فخر محسوس کرتے اور سعادت سمجھتے ہیں۔

زمانے بھر میں تمہارا نام ہی روشن ہے رضا یہ نعت نبی نے بلندیاں بخشیں۔ اور یہ کہ۔

سب یہ صدقہ ہے مدینے کے چمکتے چاند کا
نام روشن اے رضا جس نے تمہارا کر دیا

ایک طرف اکابر اسلام کی مبارک نظروں میں سیدنا اعلیحضرت کی یہ عظمت اور یہ وقعت کہ اپنا امام و پیشوا اور مجدد برحق مانیں۔

لیکن اس کے برعکس۔ عہد حاضر و عصر رواں میں بعض چھوٹے چھوٹے ننھے منے معاندین وحاسدین نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیقات علمیہ فقہی بصیرت روح کمال کی گرد راہ کو چھو سکیں اکثر کی کتابوں کی چند سطریں چند صفحات پڑھ سکیں اور نہ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تصنیفات عالیہ و تالیفات مقدسہ کا تاریخی نام پڑھ سکیں نہ ان کا معنیٰ و مفہوم سمجھ سکیں نہ عربی کا ترجمہ کر سکیں نہ فارسی کے تراجم کر سکیں۔ بلکہ بہت سے تسلسل سے مربوط انداز میں عبارات پڑھ سکیں نہ املاو عبارت لکھ سکیں وہ بزعم فاتح بریلویت فاتح حنانیت بنے پھرتے ہیں۔ ع۔ خود غلط املا غلط انشاء غلط۔ یہ لوگ اپنے در بھنگی چاند پوری، منظور سنبھلی کاکوروی لکھنوی۔ ٹانڈوی قسم کے مفرور و بھگوڑے شکست خوردہ نام نہاد مناظرین و مصنفین کی تردید شدہ کتابوں کو از سر نو شائع کر رہے ہیں اور توہین امیز گستاخانہ کتابوں میں خود ترمیم تحریف قطر بیونت وخیانت کرکے عبارات بدل کر اور ان کی مذموم تاویلات کرکے شائع کر رہے ہیں جتنے الٹے سیدھے چکر چلاتے ہیں دلدل میں پھنستے جاتے ہیں۔

تمہاری توہین اپنے ہاتھوں سے خود ہی خودکشی کریگی
جو شاخ نازک یہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا۔

دوسری طرف ننھے منے طفل مکتب نومولود قلمکار مصنفین وخود ساختہ بے خبر مناظرین جنکو نہ اپنے اکابر کے عقیدہ و مسلک کا علم نہ اپنے مد مقابل اکابر اہلسنت و امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت فاضل

بریلوی رضی اللہ عنہم کے عقیدہ و مسلک سے کما حقہ آگاہی اور واقفیت سے بے ہنگم اندھا دھند قلمکاری کررہے ہیں اور خطوط موبائل فون پر مسیجز MESSAGES بھیج کر اندرونی غلاظت ونجاست اگل رہے اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر نہ سچے دل سے توبہ اور رجوع کرتے ہیں نہ ان توہین آمیز عبارات کی قرار واقعی صحیح و معقول تاویل کرسکتے ہیں نہ ان عبارات میں تاویل کی گنجائش ہے اور پھر طرفہ تماشہ یہ کہ یہ لوگ جب اپنے اکابر کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات کی مختلف النوع تاویل کرتے اور بھانت بھانت کی بولیاں بولتے اور کچھ کا کچھ لکھتے ہیں تاویلات کے تضاد میں خود پھنس کررہ جاتے ہیں مثلاً مولوی عبدالشکور کاکوروی نے جو تاویل کی اس کی رد مولوی منظور احمد سنبھلی مدیر الفرقان لکھنؤ پر پڑتی ہے منظور احمد سنبھلی جو تاویل کرگیا اس کی رد ٹانڈوی اجودھیا باشی پر پڑتی ٹانڈوی صاحب نے جو کچھ دھر گھسیٹا وہ دربھنگی چاند پوری کی تاویل کا سر نے گنا نورا ٹانڈوی نے جو بک بک کی وہ سلطان سنبھلی کے جوڑوں میں بیٹھ گئی اور ان سب کی لایعنی و مذموم تاویلات اور تاویلات کے باہمی الجھاؤ اور باہمی تصادم سے نانوتوی صاحب گنگوہی صاحب۔ تھانوی اور انبیٹھوی قتیل بالاکٹی پر خود بخود حکم شرعی ثابت ہوگیا اور حسام الحرمین شریفین والصوارم الہندیہ کی تائید و تصدیق ہوگئی اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فارق نور ظلمت فاضل بریلوی کی حقانیت و صداقت کا آفتاب جگمگا اٹھا۔ مصنفین و مناظرین اہلسنت۔ اس بات کا خاص ملحوظ خاطر رکھیں کہ وہ مخالفین اہلسنت سے حتی الوسع تحریری مناظرہ کریں۔ اس بنیادی اصولی مسائل میں مناظرہ کریں فروعی، ظنی مسائل میں مناظرہ نہ کریں جس مسئلہ پر گفتگو ہو اس مسئلہ میں مد مقابل مخالف مناظر کے عقیدہ و مسلک کی تحریر حاصل کریں۔ مخالفین اہلسنت آجکل سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز پر بے تحاشہ بے ہنگم الزامات لگا رہے ہیں کھلی افتراء پردازی کرکے اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر رہے ہیں جب کوئی مردود سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کسی کتاب کا حوالہ دے تو سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اصل کتابوں سے حوالہ ملا لیا جائے اور عبارات اعلیٰ حضرت اصل کتابوں سے مطابقت کرلی جائے مخالفین کی کتابوں تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، فتاویٰ گنگوہی، صراط مستقیم، تقویۃ الایمان وسالم الامداد وغیرہم کے کئی کئی ایڈیشن کئی کئی چھاپیں اپنے پاس رکھیں ان کا تضاد ظاہر کریں تاویلات کے تضادات سے اپنا موقف ثابت کریں یہاں یہ بات رکھنا بھی از حد لازم اور ضروری ہے کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور اکابر علمائے عرب و عجم اکابر اہلسنت نے ان پر بلا وجہ ناحق حکم شرعی واضح نہیں فرمایا بار بار خطوط اور رجسٹریوں کے ذریعہ ان کی گستاخانہ عبارات سے توبہ اور رجوع کی تلقین فرمائی آمنے سامنے گفتگو کی بار بار دعوت دی مکہ معظمہ میں انبیٹھوی صاحب مکہ سے جدہ بھاگے۔ مراد آباد یوپی میں تھانوی صاحب نے راہ فرار اختیار کی پھر خورجہ خود سامنے آنے کی بجائے دربھنگی چاند پوری کو آگے کردیا لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام حضرت علامہ محمد حامد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ کے سامنے آنے کی جرائت و ہمت نہ ہوئی خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ انبیٹھوی سے مناظرہ کرنے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور پہنچ گئے۔ ممبئی اور احمد آباد گجرات اور نانپارہ بہرائچ ضلع اناؤ میں محدث اعظم پاکستان اور شیر بیشہ اہل سنت کے ہاتھوں شکست فاش سے دوچار ہوئے، بریلی شریف کے چار روزہ مناظرہ میں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ سے شکست فاش کھائی۔ سنبھلی صاحب جوتیاں کتابیں عینک چھوڑ کر بھاگے۔

اوری اعظم گڑھ مئوناتھ بھجن میں اور سیلانولی گودھا۔ ملتان شریف شہر سلطان پور مظفر گڑھ، شیر رضا شیر بیشۂ اہلسنت قدس سرہٗ نے شکست فاش دی ہر جگہ حسام الحرمین، اور الصوارم الہندیہ کا پرچم لہراتا رہا۔ اور ان کے خود ساختہ مناظرین، مجہول مطلق مصنفین اپنے اکابر کی توہین آمیز گستاخانہ عبارات پر پردہ ڈالنے کیلئے سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر معاذ اللہ توہین و تنقیص اور گستاخیاں اور سراسر باطل الزامات لگا کر صریحا حساب کھاتہ برابر کرکے دکھانا چاہتے اور لایعنی حوالہ جات دے رہے ہیں اور حقیقت کا منہ چڑا رہے ہیں اس موقعہ پر ہم یہ پوچھنا اور معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ کے مسلمہ اکابر میں سے مولوی گنگوہی صاحب، مولوی تھانوی صاحب مولوی انبیٹھوی صاحب، مولوی کاشمیر صاحب، محمود الحسن وغیرہم نے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا زمانہ پایا انہوں نے یہ الزامات کیوں نہیں لگایا مذکورہ بالا جوان کے حقیقی اکابرین ہیں انہوں نے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کی کتابوں کا جواب کیوں نہ دیا۔ انہوں نے توہین و تنقیص کا الزام کیوں نہ لگایا انہوں نے معاذ اللہ گستاخ والا اقرار کیوں نہ دیا۔

آج اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کے وصال شریف کے سو سال بعد جوڑ توڑ کرکے کھینچا تانی کرکے اپنے اکابر کے برابر قرار دینا چاہتے ہو اور دنیا کو یہ دکھانا چاہتے کہ ہمارے پاس بھی حوالے ہیں ہمارے پاس بھی دلائل ہیں آئیے ہم مسلمہ معتمد علیہ اکابرین دیوبند سے ثابت کرتے ہیں اور اعلحضرت مجدد دین اعظم دین وملت کے ایمان واسلام اور فضل وکمال کی ناقابل تردید شہادت بحوالہ کتب پیش کرتے ہیں۔ ترے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں۔ بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا ترے بعد۔ بدگو دشنامی گستاخ اہل توہین کو پیش کش کرتے ہو فرماتے ہیں واللہ العظیم (خدا کی قسم) وبندہ خدا (احمد رضا)

بخوشی راضی ہے اگر یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندہ (احمد رضا) کو پچاس ہزار مغلظہ گالیاں سنائیں لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر بھی پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہتا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندہ خدا (احمد رضا) کے ساتھ اس کے باپ دادا اکابر علماء قدست اسرارہم کو بھی گالیاں دیں اینھم برعلم اے خوشا نصیب اس کا! کہ اس کی آبرو اس کے آباو اجداد کی آبرو بدگویوں (گستاخوں) کی بدزبانی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کیلئے سپر (ڈھال) ہوجائے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔

فان ابی و والدہ و عرضی۔ یعرض محمد منکم وقاء

یعنی اے بدزبانو! میں اس لئے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل کرکے مجھے اور میرے باپ دادا کو عزت کو گالیاں دینے میں مشغول ہوجاؤ میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سپر (ڈھال) ہوجائے۔ الٰہی ایسا ہی ہو۔ آمین۔

یہی وجہ ہے کہ بدگو حضرات اس بندہ خدا پر کیا کیا بہتان طوفان اس کے والی معاملات میں اٹھاتے ہیں اخباروں اشتہاروں میں طرح طرح کی گڑھتوں (اپنی طرف سے گھڑ کر) کیا کیا خاک اڑاتے ہیں مگر وہ (احمد رضا) اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا نہ جواب دیتا ہے اور وہ احمد رضا سمجھتا ہے جو وقت مجھے اس سے عطا فرمایا گیا کہ بعونہٖ تعالیٰ عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کروں حاشا کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے دوں اچھا ہے کہ جتنی دیر مجھے برا کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی (گستاخی) سے

غافل رہتے ہیں"۔حسام الحرمین شریفین صفحہ ۵۰۔ملفوظات حضرت صدر الافاضل مرادآبادی علیہ الرحمۃ کے ایک مسئلہ کے جواب میں فرمایا۔مولانا تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور احمد رضا کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور اپنے ہاتھ سے ان گستاخوں کا سر قلم کرتا۔ یہ تو اپنے اختیار نہیں اللہ عزوجل نے قلم عطا فرمایا ہے میں قلم سے سختی اور شدت کے ساتھ ان بے دینوں کا رد اس لئے کرتا ہوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس سر کی اور میرے آباو اجداد کی عزت کی قسم آبرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلیل کیلئے سپر (ڈھال) ہو جائے"۔

(سوانح مجدد اعظم امام احمد رضا ص ۱۳۱)

فرمایا: کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ کبھی مجھ کو دیکھا نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہیں پھر اور کام کرتے ہوں گے اور بحمدہ اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد میں (اور اب کروڑوں کی تعداد) میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنہوں نے نہ کبھی مجھ کو دیکھا اور نہ میں نے ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد میرے لیئے دعا کرتے ہوں گے۔ پھر فرمایا گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اور اشتہاروں میں وجہ اخبار اشتہار تو رد میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں لیکن وہ چٹکیاں جوان کے دلوں میں لی گئی ہیں وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ حشر میں رسوا کریں گی۔"

(ملفوظات حصہ سویم ص ۳۱۷)

تو بن کے ترش رو مجھے گالی ہزار دے
یہ عشق وہ نہیں جسے ترشی اتار دے

(بقیہ ص ۲۸ / کا)

کہ اس کو لازم قرار دے دیا گیا؟ میرے دینی بھائیو! وجہ بالکل ظاہر ہے وہ چاہتے ہیں کہ طفولیت و بچپن ہی سے اسکو اپنے مذہبی شعار کا عادی بنا دیں اور اس طرح ہماری مذہبی شعار کی اشاعت ہوتی رہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ کی تقلید اور انکی وضع قطع سے پرہیز کریں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد جو آپ نے لشکروں کے لئے بھیجا تھا اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے کہ "عجمیوں کے بھیس سے بچو اور ان جیسی وضع قطع نہ بنالینا" اور حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔لہٰذا میرے عزیز بھائیو! ہم آپ پر لازم ہے کہ اپنی اسلامی تہذیب یعنی سنت رسول ﷺ اور بزرگان دین کی نیک روش اور انکی جو وضع قطع ہے زندہ رکھیں اور ملازمت وغیرہ کے لئے ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ محمد ﷺ پر اعتماد رکھیں اور اغیار کی طرف سے ان غلط و ناروا قیود کی مخالفت کریں انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ضرور ملے گی۔

ہرگز ایسی ملازمت یا عہدہ قبول نہ کریں جس میں ٹائی و غیرہ ناجائز شرطوں پر مجبور کیا جائے کہ دین کے معاملہ میں مداہنت و نرمی سخت زہر ہے اور اللہ و رسول جلالہ ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاک آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

□ □ □

ٹائی، ہیٹ کا استعمال اور ان کا شرعی حکم

ترتیب و پیشکش : قاری محمد عبد الرشید قادری پیلی بھیت

آج کل بہت سے مسلمان بلا ضرورت ٹائی اور ہیٹ کا استعمال کر رہے ہیں۔ کچھ تو ایسے آفسوں میں کام کرتے ہیں جہاں ٹائی لگا کر جانا وہاں کے اصول وضوابط میں شامل ہوتا ہے زیادہ تر اسکولوں کے بچے ٹائی کا استعمال کرتے ہیں کیونکہ جن اسکولوں میں وہ تعلیم حاصل کر رہے ہوں وہاں ٹائی لگانا ان کے اسکولی ڈریس کا ایک حصہ ہوتا ہے مگر زیادہ تر لوگ آج کل محض فیشن کی غرض سے ٹائی کا استعمال کرتے ہیں۔ ایک موقع پر سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ٹائی کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے اس کا تفصیلی جواب تحریر فرمایا۔ یہ سوال و جواب دونوں ہی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک سنی مسلمان ہے جو ٹائی باندھتا ہے جس کے چار بھائی بھی ٹائی لگاتے ہیں۔ زید کی شادی ہوگئی ہے وہ اس وقت ٹائی نہیں باندھتا لیکن اس کی بھائی کی ٹائی لگی ہوئی تھی ایک عالم دین ہیں جو کہتے ہیں کہ ٹائی باندھنا کفر ہے مگر زید کی شادی میں شرکت کرتے ہیں کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں اور زید کا نکاح بھی پڑھایا جب کہ زید کے بھائی باندھ کر نکاح میں شریک ہوئی۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ٹائی لگانا اشد حرام ہے۔ وہ شعار کفار بدانجام ہے نہایت بدکام ہے، کھلا رد فرمان خداوند ذوالجلال والاکرام ہے ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے سولی دیئے جانے کی نصاریٰ کا فدیہ ہوجانے کی (والعیاذ باللہ تعالیٰ) ہر نصرانی ٹائی اپنے گلے میں ڈالے رہتا ہے۔ ہر ٹوپ میں نشان صلیب رکھتا ہے۔ جسے ''کراس مارک'' کہتا ہے۔

ٹائی کی طرح ''کراس مارک'' بھی رد قرآن ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) کہ قرآن فرماتا ہے :وما قتلوہ وما صلبوہ یہود نے نہ مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی سیدنا محمد وعلیہ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ سیدنا ومولانا محمد وصحبہ وبارک وسلم

مگر جہاں اس حقیقت سے ناواقف ہیں وہ اسے محض ایک وضع جانتے ہیں اس لئے انہیں اس کے لگانے سے کافر نہ کہا جائے گا کفریت قول یا فعل اور بات ہر ہے مرتکب کو کافر ٹھہرانا اور ٹائی باندھنے والا ہیٹ لگانے والا فاسق معلن ظالمین میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: وما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔

عارف باللہ ملاجیون استاذ سلطان عالم گیر ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر احمدیہ میں فرماتے ہیں کہ :الظالمین یعم الفاسق والمبتدع والکافر جس کے ساتھ بیٹھنا ممنوع علماء پر زیادہ بچنا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ (مفتی اعظم ہند)

نوٹ : آج کل بہت سارے اسکولوں میں ٹائی کا استعمال لازم ہے بغیر اس کے داخلہ ہی نہیں ہوسکتا آخر اس کے اندر کون سی ایسی خصوصیت ہے؟ اور اس کی کون سی ایسی حاجت وضرورت؟ (بقیہ ص ۲۷/ پر)

حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ کا مناظرۂ بدایوں

مرتب: مولانا عطا محمد مشاہدی، استاذ دار العلوم حشمت الرضا، حشمت نگر پیلی بھیت شریف

مناظرانہ شان: حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ کی مناظرانہ زندگی پر غائرانہ نظر ڈالنے سے یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ آپ گوناں گوں علوم وفنون میں دست گاہ تام رکھتے تھے۔ آپ کے سامنے صرف ونحو، منطق وکلام، معانی و بیان ولغت، تفسیر واصول تفسیر حدیث واصول حدیث اور فقہ و اصول فقہ وغیرہ کے اہم علمی مباحث آئے تو آپ نے ان کی پیچیدہ گتھیوں کو ایسا سلجھایا کہ ارباب علم ودانش اور اصحاب فکر و نظر عش عش کر اٹھے، آپ اپنے اہم علمی کمالات کے سبب بحث و مناظرہ، تحقیق وتدقیق کے جس میدان میں قدم رنجہ ہوئے فتح و نصرت اور ظفر وکامیابی نے آپ کی قدم بوسی کی میدان مناظرہ میں فریق مقابل پر آپ کا ایسا علمی رعب وخوف قائم ہوا کہ اس کی خوش بیانی، شعلہ نوائی، زبانی آوری جاتی رہتی اور ادھر ادھر کی بکنے لگتا اور داد وہٹ دھرمی پر اتر آتا اور بحث ومناظرہ کے آداب واصول کو بالائے طاق رکھ دیتا مگر شیر رضا کا یہ شیر کبھی بھی فریق مخالف سے مرعوب نہ ہوتا بلکہ مظہر شیر رضا بن کر میدان مناظرہ میں عباسی تیور اور رعب وجلال کے ساتھ ایسا گرجتا کہ باطل کی پیشانی پر پسینہ آ جاتا اور اس کے خوابوں کا شیش محل چکنا چور ہو جاتا اور اپنی چنگل سے ایسی مضبوط گرفت فرماتا کہ باطل کے لئے مجال دم زدن نہ رہتا کہ۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہد وخیر منائیں نہ شر کریں

جن خوش بختوں نے اپنے ماتھے کی نگاہ سے آپ کا مشاہدہ کیا اور زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اور آپ کے مناظروں اور ان میں آپ کی علمی گرفت کو دیکھا ہے وہ اس کی حرف بحرف تصدیق کرتے نظر آئیں گے۔

حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ کے مناظرہ کو پیش کرنے سے پہلے ہم وہابیوں اور دیوبندیوں کے ان عقائد وافکار کو پیش کر رہے ہیں جن عقائد کی بنیاد پر عرب وعجم کے علما نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا اور تحریر کیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔

حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ کا مناظرۂ بدایوں

سنی مناظر: حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ

دیوبندی مناظرہ: مولوی خلیل احمد بدایونی

موضوع مناظرہ: دیوبندیوں کی تکفیر اور کف لسان

دیوبندی: دیوبندیوں کی تکفیر اجماعی ہے یا غیر اجماعی؟ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ہمعصر علمائے ہندوستان مثلاً علمائے فرنگی محلی لکھنؤ، علمائے رامپور وعلمائے بدایوں دیابنہ کی تکفیر میں متفق نہیں ہیں دیگر اختلافی مسائل میں دیوبندیوں کے مخالف ہیں اور ہمارے ہمنوا ہیں مگر تکفیر کے قائل نہیں ہیں تو اسے کس طرح اجماعی تکفیر کہیں گے ان علما کو اہلسنت میں شمار کرتے ہیں یا نہیں؟ ان حضرات پر جو دیوبندیوں کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں تو کوئی فتویٰ ہو تو کب اور اسکی اشاعت کب کس کتاب کے ذریعہ ہوئی ہے؟ بحوالہ بتائیں۔

حضور مشاہد ملت: جس کی تکفیر کا مبنیٰ اور مدار انکار ضروریات دین ہو وہ تکفیر بلا سبب اجماع سے بلند ہے اور اس کی قطعیت اجماع سے بھی قوی تر ہے۔ توہین رسالت کا مرتکب کافر و مرتد ہے یہ علمائے فرنگی محل و رامپور و بدایوں اور تمام دیابنہ کو مسلم ہے مرتدین دیابنہ کا بیشمار کتابوں میں یہی دعویٰ ہے کہ حضور دو عالم ﷺ کی گستاخی کرنے والا کافر و مرتد ہے تو گویا مرتدین دیابنہ بھی اس تکفیر میں ہمارے ساتھ شامل ہیں پھر خرق اجماع کس گھر سے آئے گا؟ تھانوی وغیرہ کی عبارات کفریہ پر جس کو کامل وثوق ہو جائے اور تحقیق تام ہو جائے پھر وہ کوئی بھی ہو شہری ہو یا کوئی ہو کانپوری ہو کہ رامپوری ہو محل کا بادشاہ ہو یا جھونپڑی کا فقیر ہو اگر کف لسان کرے گا کافر و مرتد ہو جائے گا۔

اور توہین رسالت کرنے والے کی تکفیر کے لئے جو جدید اجماع کو شرط قرار دے اور توہین کرنے والے کی تکفیر کو نئے اجماع پر موقوف کرے وہ خود ضروریات دین کے منکرین میں شامل ہو کر کافر اور مرتد ہو جائے گا۔

دیوبندی: اکابر دیوبندی جس پر حسام الحرمین شریفین میں تکفیر کی گئی ہے وہ لوگ ایسے عقائد والے کو خود کافر کہتے ہیں ان کی انکاری، تبری و تحاشی کی تحریرات چھپ چکی ہیں جیسے بسط البنان میں مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے کہ میں نے یہ خبیث مضمون جو حسام الحرمین اور تمہید وغیرہ میں میری طرف منسوب کیا گیا ہے کہ ''غیب کی باتوں کا جیسا رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا تو ہر بچے و ہر پاگل ہر جانور اور چوپائے کو حاصل تھے''۔ کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا درکنار میرے قلب میں کبھی اس کا خطرہ بھی نہیں گزرا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سید عالم ﷺ کی میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ ہونے کے باب میں ہے ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ کی عبارت سے متعلق ایک تحریر لکھی تھی جو چھپی ہوئی ہے اسے بطور التفات نقل کر رہا ہوں۔ ''مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بندہ پر جو الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعنہ کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور دو عالم ﷺ سے علم میں زیادہ کہے یہ کفریہ مضمون کہ شیطان علیہ اللعنہ کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہے براہین کی کسی عبارت سے نہ صراحۃً نہ کنایۃً مجھ کو تو مدۃ العمر کبھی اس کا وسوسہ بھی نہیں ہوا کہ شیطان تو کیا کوئی نبی و فرشتہ بھی ان کے علم کی برابری کر سکے چہ جائے کہ علم سے زیادہ ہو یہ عقیدہ جو خانصاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے اس کا مطالبہ خانصاحب سے روز جزا ہو گا میں اس سے بالکل بری ہوں اور پاک وکفی باللہ شہیدا۔ خلیل احمد انبیٹھوی

کی مندرجہ بالا عبارت میں ان عقائد سے جو حسام الحرمین شریفین میں لکھے گئے صاف صاف انکار اور تبری و تحاشی ہے یا نہیں؟ ان عبارات کی علما کے نزدیک کچھ حیثیت ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ مذہب حنفی کے فقہا کفر سے انکار توبہ و رجوع بتاتے ہیں تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے: شهدوا علی مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له لا لتكذيب الشهود العدول بل لان انكاره توبة و رجوع۔ یعنی جماعت مسلمین نے کسی مسلمان کے لئے اس کے مرتد ہونے کی گواہی دی اور وہ خود اس کا انکار

کرتا ہے اس کے لئے کوئی تعرض نہ کیا جائے یہ تعرض نہ کرنا اس لئے نہیں ہے کہ گواہان عادل کو جھٹلایا گیا ہے بلکہ اس کا انکار کرنا توبہ ورجوع ہے۔

فتاویٰ سراجیہ و مجمع الانہر میں ہے: واللفظ للمجمع جحود الکفر توبة یعنی کفر سے انکار کرنا توبہ ہے پھر اشباہ و النظائر میں ہے: انکار الردة توبة یعنی مرتد ہونے سے انکار کرنا توبہ ہے پھر اس پر لا لتکذیب الشھود العدول لان انکارہ تصریح فرماتے ہیں فاذا شھدوا علی مسلم بالردة وھو منکر لا یتعرض لہ توبة ورجوع۔ یعنی اگر مسلمانوں کی جماعت اگر کسی مسلمان کے مرتد ہونے کی گواہی دے اور وہ شخص انکار کرے تو اس کے درپے نہ ہونا چاہئے اور یہ حکم تعرض نہ کرنے کا اسلئے نہیں کہ گواہی کی تکذیب کی گئی بلکہ اس لئے کہ اس کا انکار توبہ ورجوع ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ میں امام ابن ہمام نے ایسا ہی لکھا ہے۔ البتہ صاحب درمختار و صاحب اشباہ نے اس کے آگے استثناء کیا ہے یعنی انہوں نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ حکم اس مرتد کے لئے ہے جو بسب النبی ﷺ نہ ہو یعنی مرتد بالسب اس حکم سے مستثنیٰ ہے اس کا جواب علامہ سید احمد حموی اور علامہ شامی و طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں دے دیا ہے کہ اس کی تصریحات موجود ہیں جو اس کے خلاف ہیں۔ لہٰذا مذہب حنفی کی رو سے یہ حکم یعنی کفر کا انکار توبہ ورجوع ہے مرتد کے لئے عام ہے خواہ مرتد بسب النبی ﷺ ہو یا کسی اور کفر کی وجہ سے علامہ حموی علامہ شامی، طحطاوی نے تصریح فرمادی کہ یہ مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے ہم حنفیوں کا نہیں اور موالک میں بھی سب کا نہیں اب غور و دریافت طلب بات یہ ہے کہ حسام الحرمین کا حکم تو اس وقت ہی ہو سکتا ہے یعنی انکار سے پہلے اب جب ان کی انکاری تبری و تحاشی کی تحریریں چھپ چکی ہیں کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے ایسے عقیدہ والے کو کافر خارج از اسلام سمجھتے ہیں فقہائے کرام مذہب حنفی کی رو سے ان اکابر دیوبند پر کفر و ارتداد کا حکم باقی رہتا ہے یا نہیں؟

حضور مشاہد ملت: زندگی بھر ہزاروں بار بے شمار بار تھانوی وغیرہ کے توہین رسالت وغیرہ کی کفری عبارات کے اقرار کرنے کے بعد ان کفری عبارات کو زندگی بھر چھپوانے کے بعد زندگی بھر ان عبارات پر مناظرہ کرانے کے بعد زندگی بھر ان کفری عبارات کو صحیح اور درست بتانے کے بعد اور حفظ الایمان وغیرہ کو اور اس کی جانوروں پاگلوں والی خبیث و نجس عبارت کو اپنی عبارت کہنے کے ساتھ تھانوی وغیرہ کا صرف یہ کہنا کہ یہ توہین کے معنی ہماری مراد نہیں ہے یہ کسی عاقل کے نزدیک برأت و تحاشی و انکار ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔

اور اگر اس طرح کفر بکنے، کفر لکھنے، کفر چھپوانے، کفر کی نگر نگر ڈگر ڈگر اشاعت کرنے کے ساتھ صرف یہ کہنا معتبر مان لیا جائے کہ یہ کفری معنی میری مراد نہیں ہے تو یہ صرف حفظ الایمان ہی نہیں بلکہ اس سے بدر جہا بدتر ناپاک کتابیں لکھنے، چھاپنے، چھپوانے کا ہر دشمن اسلام کو سرٹیفکٹ دینا ہے اور صرف اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا بھر سے امان کو اٹھا کر ہر ایک کو یہ حق دینا ہے کہ وہ جس کو جتنی چاہے گا گالیاں لکھ کر چھاپے چھپواتا رہے وہ آپ کے نزدیک مجرم نہیں صرف اتنا کہہ دے یا لکھ دے کہ میری مراد گالی نہیں آپ کے نزدیک اس کی صفائی و برأت ہوگئی اس کا دنیا بھر میں کوئی آریہ کوئی ناریہ اور کوئی عیسائی اور کوئی دہریہ قائل نہیں تو پھر یہ نجس و خبیث و ناپاک معنی فقہائے کرام کی مراد بتانا انتہائی درجہ کی جہالت اور کھلی حماقت ہے جس کی پوری دنیا میں کوئی مثال مل نہیں سکتی ہے۔ ”لا یخفی بطلانہ علی جاھل فضلا عن فاض“ مگر جب کسی کا حال اس شعر کا مصداق ہو جائے تو پھر

تفہیم وبحث ودلیل سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے ۔

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے

مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

توجب دیابنہ کا یہ فرضی انکار ہر عالم وعاقل ہر جاہل کے نزدیک غیر معتبر ہے تو پھر قطعاً یقیناً حسام الحرمین شریف کا حکم ہر اکابر دیابنہ پر بدستور باقی ہے۔

دیوبندی: مولوی اسماعیل دہلوی کے کافر ومرتد ہونے پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے والد ماجد مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب واعلیٰ حضرت کے پیر ومرشد سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور ممدوح اعلیٰ حضرت حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی وعلامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دھوم دھام سے فتاویٰ دیئے پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان نے "سبحان السبوح" و کوکبۃ الشہابیہ" میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر میں کیوں احتیاط فرمائی ہے اور محتاطین کو کافر کہنے سے کیوں منع فرمایا ہے جبکہ اس کے ہمعصر علماء ہند وعلما حرمین شریفین نے کفر وارتداد کے فتوے دیئے اور لکھا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے اور اس کے کلام میں تاویل کرے کافر ہے پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کیوں احتیاط فرمائی اور محتاطین کو تکفیر سے روکا ایسا کیوں؟

حضور مشاہدملت: مولوی اسماعیل دہلوی پر تکفیر التزامی مرجوع عنہ ہے جس کے کثیر وجوہ ہیں فقیر نے ایک تفصیلی مقالہ اس مبحث پہ قلم بند کیا ہے اگر آپ نے رجوع بحق کیا تو مخلصانہ ماحول میں پیش کردیا جائے گا ورنہ تضیع اوقات سے کیا فائدہ آپ کے نزدیک بھی اسماعیل دہلوی کی تکفیر التزامی مرجوع عنہ ہے جیسا کہ ماقبل میں آپ اس کا اعتراض کر چکیں ہیں اور اگر وہ اس تکفیر اسماعیل دہلوی کو غیر مرجوع عنہ کہیں تو وہ مع تھانوی وغیرہ اپنے اس مصدق فتوے سے کافر مرتد ہوئے ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دیوبندی: ان تمام مندرجہ بالا تصریحات اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے قول تکفیر مسلم میں بڑا خطرہ ہے خاموش رہنے میں کوئی خطرہ نہیں کی روشنی میں کوئی عالم دین علوم شرعیہ ودینیہ سے واقف وہ جو حکم حسام الحرمین اکابر دیوبند پر جن عقائد کی بنیاد پر ہوا اس کی حق اور صحیح مانتے ہوئے اکابر دیابنہ کی تکفیر سے کف لسان کرے اور ان سے علیحدہ رہے ان سے میل جول ان کی اقتدا میں نماز کی ادائے گی سے بچے، احتراز کرے مگر تکفیر میں کف لسان کرے اس عالم دین کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

حضور مشاہد ملت: جو تکفیر انکار ضروریات دین پر مبنی ہوا اور اس کے مرتکب کے لئے کوئی صحیح تاویل ممکن نہ ہو تو جو بعد تحقیق کف لسان کرے وہ کافر مرتد ہو جائے گا العیاذ باللہ تعالیٰ منہ، ایسے مقام پر فقہائے کرام کی احتیاطی عبارات کو پیش کرنا جلی حماقت وجہالت ہے اور کھلی فریب دہی ہے باب تکفیر میں تمام احتیاطی احکام کا ماحصل بالاتفاق وبالاجماع صرف یہی تھے احتیاط اسی وقت تک ہے کہ جب کوئی ضعیف سے ضعیف پہلو قائل کے کفر میں اسلام کا نکلے اور کفر دیابنہ میں کوئی صحیح تاویل ممکن نہیں ہے۔

وہ سوالات ومطالبات جو مشاہد ملت نے پیش کئے اور مولوی خلیل احمد بدایونی اس کا جواب نہ دے سکا اور صبح قیامت تک اس کے چیلے بھی جواب نہ دے سکیں گے۔

حضور مشاہد ملت نے فرمایا میرے چند ایرادات وسوالات پیش ہیں اگر اس کا جواب نہ ہو سکے تو اتنا ہی کہہ دینا کہ سب سوالات مہمل اور غلط ہیں۔ میں جواب سن دونگا تو ابھی

بہت سے اہل علم وانصاف زندہ ہیں وہ فیصلہ کرلیں گے، مگر تھانوی کی بیجا حمایت اوراس کے رنگ وروپ کومت اختیار کرنا جیسا کہ اس مرتد تھانوی نے زندگی بھر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی سوال کا جواب نہ دیا اور چپ سادھ لی۔ اب برائے احقاق حق وباطل یہ چند سوالات کئے جارہے ہیں جس کے صحیح جواب پر حق واضح سے واضح تر اور بطلان باطل اظہر من الشمس ہوجائے گا۔

سوال نمبر۔۱: تکفیر کا مبنیٰ اور مدار انکار ضروریات دین ہو تو کیا وہ تکفیر بھی اجماع پر موقوف اور اجماع سے مشروط ہوگی یا نہیں؟

سوال نمبر۔۲: کیا تکفیر کے لئے اجماع شرط ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۔۳: جواب آپ تکفیر کے لئے اجماع شرط قرار دیتے ہیں اوراس کا تمام فقہائے احناف کا مسلک بتاتے ہیں اوراس کے اتباع کو واجب لکھتے ہیں تو پھر آپ نے فرعون بے عون کی تکفیر بغیر اجماع کرکے اپنی اصل وقاعدۂ مخترع، مستخرجہ ومجتہدہ باطلہ کے خلاف کیوں کیا اور تھانوی کی بیجا حمایت میں آپنے اس طریق سے عدول وخروج کیوں کیا؟

سوال نمبر۔۴: (الف) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تکفیر دیابنہ میں جمہور علمائے اہل سنت ہیں یا ان کے مخالفین جمہور ہیں (ب) برتقدیر دوم وہ مخالفین کتب مبارکہ مبحث اذان نفی العار سد الفرار وغیرہا کی روشنی میں اجماع کے اہل ہیں یا نہیں (ج) برتقدیر اثبات کیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور آپ کے مرشد حضرت تاج العلماء ومعاصر اکابر اہل سنت قدست اسراہم کی کتب مبارکہ خلط اور خلاف کتاب سنت وفقہ ہیں اوران مخالفین کی کتب جو اندورن مسجد اذان کے اثبات پر ہیں کیا موافق کتاب وسنت وفقہ ہیں؟

سوال نمبر۔۵: آپ کے نزدیک تکفیر کے لئے اجماع شرط اور اجماع کے لئے تکفیر بالانفراد (عقلا مقدم) وضروری تو دور ہوا کہ نہیں اور برتقدیر اثبات دور محال لہٰذا تکفیر محال ہوئی کہ نہیں؟

سوال نمبر۔۶: ضروریات دین کے منکر اور سرکار مصطفیٰ محبوب پروردگار علیہ وعلیٰ الہ والصلوۃ والسلام کی توہین وتنقیص کرنے والے کی تکفیر کے لئے اجماع کا طالب ومدعی اوراس تکفیر کو جدید اجماع پر موقف ومبنی کہنے والا خود کافر ومرتد ہوگا یا نہیں؟

سوال نمبر۔۷: اہل تحقیق کا اپنے فتاوائے تکفیر سے رجوع تحقیقی ہوگا یا تقلیدی؟

سوال نمبر۔۸: اہل تحقیق کو باب تکفیر میں بغیر تحقیق رجوع تقلید جائز ہے یا نہیں برتقدیر نفی، تحقیق فرض وضروری ہوئی یا نہیں؟

سوال نمبر۔۹: جن حضرات اہل تحقیق نے حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ کف لسان از اسماعیل دہلوی پایا انہوں نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر التزامی سے رجوع کیا یا نہیں برتقدیر اثبات ان حضرات اہل تحقیق کا رجوع بالتحقیق تھا یا بغیر تحقیق؟

سوال نمبر۔۱۰: کیا مسئلہ اہل ترجیح تجدید فقہیہ اورافعال مکلفین سے ہے یا نہیں؟

(الف) برتقدیر اول اس میں کس کی تقلید واجب ہوگی اور جب کہ آپ کے نزدیک مترجحین کا باب بھی مسدود ہے تو پھر اہل ترجیح واہل تجدید کا استنباط واستخراج وتعین ناممکن ہوئی کی نہیں؟

(ب) برتقدیر نہی اس مسئلہ کا کس طرح اثبات کیا جائے گا اور کیسے دلائل وشواہد اس کے ثبوت کے لئے درکار ہوں گے؟

سوال نمبر۔۱۱: کیا درجہ اہل ترجیح بلند ہے مرتبۂ اہل تجدید پر یا نہیں؟ برتقدیر اثبات اس پر کوئی فقہی جزئیہ وغیرہا آپ کی نظر میں ہو تو بیان فرمائیں ورنہ پھر کیا یہ آپ کا اجتہاد مطلق ہے،

اور آپ ہی کے اجتہاد کی تقلید واجب ہے؟

سوال نمبر۔ ۱۲: اہل ترجیح و اہل تحقیق میں کیا فرق اور کون سی نسبت ہے؟

سوال نمبر۔ ۱۳: جن اہل ترجیح کا کتب میں تذکرہ ہے کیا اہل ترجیح ان ہی حضرات مذکورین میں محصور و محدود ہیں، اور باقی سب فقہائے کرام غیر مرجحین اور صرف متبعین ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر۔ ۱۴: جب اس کے نزدیک حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس صدی گزشتہ میں اہل ترجیح سے نہیں تو اور معاصرین اکابر پر کیا سوال باقی رہا۔ بریں صورت سائل حادثہ مختلفہ بین العلماء پر اور ان مسائل پر جو کتب فقہیہ میں بغیر ترجیح مذکور ہوئے یا ترجیح متعارض ہوئی عمل کے لئے کیا سبیل تھی یا ایسے مواقع پر آپ خود اہل ترجیح ہوں گے یا مرتدین دیابنہ کو اہل ترجیح قرار دیں گے فافعلوا ماتشاء وخذوا ما تحبون، کہکر عوام کو چھوڑ دیا جائے گا؟

سوال نمبر۔ ۱۵: مجدد کو زید اہل ترجیح سے افضل و اعلیٰ مانتا ہے اور مجدد کو اہل ترجیح بھی کہتا ہے لہٰذا زید کے قول کا حکم شرعی بیان فرمائیں!

سوال نمبر۔ ۱۶: حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس صدی گزشتہ کا آپ مجدد مانتے ہیں یا نہیں؟ برتقدیر نفی اس صدی گزشتہ کا آپ کی نظر و تحقیق میں کوئی مجدد تھا یا یہ صدی مجدد سے خالی گزری؟

سوال نمبر۔ ۱۷: کیا قیاس باجرائے علت مشترکہ بھی خاصہ مجتہد ہے اور ترجیح بالتعلیل والدلیل بھی مختص باہل ترجیح ہے؟

سوال نمبر۔ ۱۸: آپ کو یاد ہوگا کہ کاسگنج کے میدان مناظرہ میں جب کہ تھانوی پر حکم شرعی آپ سے طلب کیا گیا تھا تو آپ نے تھانوی کو کفر سے بچانے اور اس کی تکفیر سے بھاگتے ہوئے یہ جملہ کہا تھا کہ میں مفتی نہیں ہوں۔

اس کے جواب میں فقیر نے برجستہ کہا تھا کہ ہم آپ سے فتویٰ نہیں پوچھتے ہیں بلکہ آپ کا عقیدہ معلوم کرتے ہیں کہ آپ تھانوی کو مسلمان جانتے ہیں یا کافر پھر آپ سے معلوم کیا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کیا کہتے ہیں تو آپ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت مجازاً مفتی تھے لہٰذا بیان فرمائیں کہ یہ آپ کا ''مجازاً'' اپنی جان بچانے کے لئے صرف باب افتاہی تک محدود و منحصر ہے یا اہل ترجیح تک متعدی ہے یا نہیں؟

جشن آفتاب رسالت علیہ الصلاۃ والسلام اور خلیل احمد بدایونی کا حال زار: یک شنبہ و دوشنبہ مبارکہ ۲۷/۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۰۲ھ کو اہل سنت کی جانب سے دوروزہ جلسہ بنام جشن آفتاب رسالت علیہ الصلاۃ والسلام منعقد ہوا۔ جس میں جہاں اور علمائے اہل سنت کو مدعو کیا گیا وہاں حضرت بابرکت مناظر اہل سنت علامہ مولانا مفتی محمد مشاہد رضا قبلہ حشمتی دامت برکاتہ کو بھی دعوت پیش کی۔ تو حضرت مناظر اہل سنت نے فرمایا کہ فقیر گرمی کی شدت اور اپنی علالت اور نقاہت کی بنا پر گونڈہ و بستی کے کئی پروگرام چھوڑ کر مکان واپس آگیا ہے اور کوئی سفر نہیں کر رہا ہے لیکن سہسوان (ضلع بدایوں) جانا ضروری ہے ورنہ مخالفین کو غلط پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ملے گا۔ اور اپنوں کو بھی غلط فہمی ہوسکتی ہے۔

لہٰذا فقیر آخری روز صرف ایک دن کے لئے سہسوان ضرور ضرور حاضر ہوگا لہٰذا مناظر اہلسنت حضور مشاہد ملت سفر و گرمی کی صعوبت کو برداشت کرکے اور اپنے ضروری کاموں کو ملتوی فرما کر جشن رسالت کے دوسرے اجلاس میں شریک ہوئے اور دوسری شب تقریباً گیارہ بجے کے بعد آپ ممبر پر رونق افروز ہوئے آپ نے تقریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی اسی

دوران تقریر میں مولوی خلیل احمد خاں بدایونی کے حالات اور تبدیل مذہب وعقیدہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ فقیر نے تکفیر دیابنہ وکف لسان وغیرہ کے متعلق کچھ سوالات ومطالبات پیش کئے مگر نہ تو وہ ایک سوال کا جواب دے سکے اور نہ کسی معارضے وغیرہ کو ہاتھ لگا سکے اور قیامت تک صحیح جواب نہیں دے سکیں گے اور اگر صحیح جواب آپ دیں گے تو کفر کا اقرار کئے اور توبہ کے سوا کوئی چارانہ ہوگا ان کو مناظرہ کے ''مسیم'' کو بھی ہاتھ لگانے اور مناظرہ کا نام لینے کا حق ہرگز نہیں ہے لیکن اگر اب بھی مناظرہ کا ان کو شوق باقی ہے، تو ہم یہاں بدایوں شہر میں جب چاہے مناظرہ کے لئے تیار ہیں اور وہ اگر چاہیں تو اپنے مدد کے لئے پانچ سو مولویوں کو بلالیں۔

حضرت موصوف کے یہ الفاظ ٹیپ میں موجود ہیں جشن آفتاب رسالت شان وشوکت کے ساتھ ختم ہوا مناظر اہلسنت قیام گاہ پر رونق افروز ہوگئے لوگوں کی آمد ورفت اور گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ احباب اہل سنت مناظرہ اہلسنت کے فیضان سے مالا مال ہوتے رہے اس کے بعد چہارشنبہ مورخہ ۳۰ / شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۳ / جون ۱۹۸۶ھ کو تقریبا ساڑھے آٹھ بجے جمیل احمد خاں عرف نتھو خاں صاحب، برادر دینی جناب انور حسین خاں صاحب کے مکان پر آئے اور کہا کہ ہم دستخط کنندگان ذیل کے سامنے مولوی خلیل احمد بدایونی نے یہ بیان دیا ہے ہم اس بات پر تیار ہیں کہ مولانا مشاہد رضا خاں صاحب قرآن پاک لیکر حلف اٹھالیں کہ جو فتویٰ کفر مولوی خلیل احمد خاں پر لگایا گیا ہے اور چھاپا گیا ہے وہ حق اور صحیح ہے تو میں (یعنی مولوی خلیل احمد) توبہ کرلوں گا۔

نقل دستخط کنندگان:

جمیل احمد خاں، ظاہر علی سیف اللہ گنج، جمیل احمد خاں سہارنپور، شاکر علی، تکمیل احمد، انوار حسین بقلم خود، حافظ تسلیم احمد خاں، اسحاق علی، آصف علی خاں، فقیر اسد الرضا محمد مظہر علی غفرلہٗ جمیل خاں، ذکی الدین۔

اس بیان بالا کے جواب میں مناظر اہل سنت نے فرمایا لہٰذا ابناءً علیہ فقیر قرآن لیکر حلف اٹھالے گا اور کہہ دے گا کہ جو فتویٰ تکفیر شرعی فیصلہ میں مولوی خلیل احمد پر لگایا گیا ہے وہ حق ہے اور صحیح ہے۔

شب پنجشنبہ یکم رمضان مبارک کو یہ خبر مل گئی تھی کہ تحریر کے قاصد ناکام واپس آگئے اور مولوی خلیل احمد خاں نے تحریر لینے اور جواب دینے سے انکار کردیا لیکن مناظر اہل سنت دامت برکاتہ نے مزید تحقیق کے لئے رات سہوان میں گزاری جب کامل تحقیق ہوگئی اور باطل کی تمام بدلیاں چھٹ گئیں اور مطلع حق وصداقت مزید روشن ہوگیا تو دوپہر کے وقت تقریباً ایک بجے کے بعد بس سے بریلی شریف روانہ ہوئے اور وہاں سے مکان کے لئے سفر فرمایا۔

شرکاء مناظرہ: مناظرہ میں اکابر اہلسنت بالخصوص حضور تاج الشریعہ، حضور محدث کبیر اور شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، مفتی غلام محمد وغیرہ حضرات موجود تھے سب نے متفق ہوکر شہزادہ شیر بیشہ اہل سنت حضور مشاہد ملت کو مناظر منتخب کیا اس لئے کہ فن مناظرہ ان کا خاندانی ورثہ ہے خلیل بدایونی جو علم کی کٹیا کہا جاتا تھا اس سے مناظرہ کرنا آسان نہیں تھا مگر تاریخ گواہ ہے کہ شیر بیشہ سنت کے شہزادے نے تھوڑی ہی دیر میں خلیل بدایونی کو چت کرکے اہل سنت کا پرچم لہرادیا۔ اور اعلان کردیا کہ

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

□ □ □

ہندوستان میں ای۔ریٹیل کے بڑھتے قدم چھوٹے صنعت کاروں کے لئے ایک نادر موقع

از: غلام حیدر رحمانی

دوڑتی ہوئی زندگی میں وقت کی کمی، اس سے بھی تیز رفتاری سے بدلتی لائف اسٹائل، انٹرنیٹ کا دن بہ دن سستا اور آسان ہونا، کچھ بھی خریدنے کے لئے چناؤ کا وسیع میدان، ڈھیر ساری وجوہات میں سے کچھ ہیں جو خریدار کو آن لائن شاپنگ کے لئے اکساتی ہیں۔ آن لائن شاپنگ کسی پروڈکٹ کے فیچر اور قیمت کا تقابل کرنے کا آسان ترین ذریعہ ہے، وہ بھی بنا دکانوں کی خاک چھانے۔

ہماری آن لائن ریٹیل انڈسٹری جو کہ 2007–08 میں روپیے 51 ملین تھی وہ 2012–13 میں 931 ملین ہوگئی۔ یہ 65% کی گروتھ بدلتی لائف اسٹائل، کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس کے اثرات بازار اور دکانوں پر نظر آنا شروع ہوگئے ہیں۔ پتریکا کے کالم نگار اتل شکلا کی مانیں تو ریٹیل مارکیٹ کا منافع تیزی سے گر رہا ہے، جس کا سب سے زیادہ اثر موبائیل اور گارمینٹ پر دیکھنے میں آ رہا ہے، بڑے شہروں کی تو چھوڑیے جبل پور میں موبائل کا بازار 65 کروڑ سے 30 کروڑ پر آ گیا ہے۔

انٹرنیٹ اینڈ موبائل ایسوسیئشن آف انڈیا کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد پچھلے پانچ سالوں میں 550% کی در سے بڑھ رہی ہے، 2020 تک براڈ بینڈ صارفین کی تعداد 18 کروڑ ہو جانے کی امید ہے۔ دوسری طرف کیش آن ڈلیوری اور کوریر خدمات میں سدھار بھی ای کامرس اور ای اسٹورس اور آن لائن شاپنگ کو آسان بنا رہا ہے۔ آن لائین شاپنگ اب میٹروز، بڑے اور درمیانی شہروں کا شوق نہیں رہ گیا ہے، ای بے سنیپڈیل اور ناپ تول قریب 40% آرڈر چھوٹے شہروں، قصبات اور گانوں میں بیچا رہے ہیں۔

پہلے آن لائن اسٹور شروع کرنے کے لئے مظبوط آئی ٹی اسٹرکچر، اور کئی ماہرین کی ضرورت ہوتی تھی۔ لیکن وقت اور تکنیک کی ترقی یہ رکاوٹ لگ بھگ ختم کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب چھوٹے ویاپاری اور صنعت کار بھی آن لائن بزنس کی طرف آ گئے ہیں۔ معیشت کے اس بدلتے ہونے منظر نامے میں خوردہ فروش، اور چھوٹے صنعت کاروں (جان گئے ہیں کہ آن لائن آنے سے ان کو وسیع مارکیٹ بہت کم خرچ میں مل سکتا ہے) کو اپنی دکان آن لائن بنانے کہ سہولت دینے کے لئے بھی کئی بڑی کمپنیاں بھی میدان میں آ گئی ہیں جو نہایت مناسب فیس پر مکمل آن لائن اسٹور تیار کر کے مہیا کرا رہی ہیں۔ آپ کو صرف انمیں اپنی مصنوعات کو "ایڈ اینڈ سیل" کرنا ہوتا ہے۔ ان اسٹورس کا رکھ رکھاؤ اتنا ہی آسان ہے جتنا ایک ملٹی میڈیا موبائل کو استعمال کرنا، مطلب بنیادی کمپیوٹر کی جانکاری کافی ہے۔۔ ان کمپنیوں میں سب سے تیز رفتاری سے بڑھتا ہوا نام ہے انفی بیم infibeam.com۔

انفی بیم نے بلڈ آ بازار (بقیہ ص ۲۲/پر۔۔۔)

جن پہ "ازہر" ناز کرتا ہے

از : مولانا کیف الحسن قادری :مدیر ماہنامہ عرفان رضا، جامعہ قادریہ، مقصودپور، اورائی، ضلع مظفر پور

جہاں میں بعض شخصیات وہ بھی پائی جاتی ہیں
ادائیں جن کی ہر اہلِ نظر کو دل سے بھاتی ہیں
یہی وہ لوگ ہیں جن کو زمانہ یاد رکھتا ہے
ہمیشہ اُن کی یادوں سے جگر آباد رکھتا ہے
درِ مولیٰ سے گہری آشنائی اُن کی ہوتی ہے
خدا کے ہوتے ہیں، ساری خدائی اُن کی ہوتی ہے
انھیں میں نام آتا ہے شہِ اختر رضا خاں کا
فسانہ آج ہر لب پر ہے اس جانِ گلستاں کا

❁❁❁

اسی جانِ گلستاں کا لقب تاج الشریعہ ہے
ثنا اُن کی، پئے خامہ سعادت کا ذریعہ ہے
روایت کے مطابق پہلا نام اُن کا محمد ہے
نبی کے نام کی برکت سے ہر منزل ہوئی ہے طے
جنابِ حضرتِ حامد رضا تھے نامور دادا
تو ٹھہرے اعلیٰ حضرت جیسی ہستی اُن کے پردادا
یوں ہی تھے ان کے پردادا کے بھائی احسن الشعرا
جہاں میں آج بھی شہرہ ہے جن کی خوبیِ فن کا
شہِ اختر رضا خاں، ہیں نواسہ قطبِ عالم کے
محاسن دید کے قابل ہیں اُس ذاتِ معظم کے
تھا عرفی نام "جیلانی میاں" حضرت کے والد کا
یدِ طولیٰ جنھیں تفسیر قرآنی میں حاصل تھا

❁❁❁

مفسرِ اعظمِ ہندوستاں جس کا لقب ٹھہرا
لگاؤ اس پوتے سے تھا اعلیٰ حضرت کو بہت گہرا
کہا احمد رضا نے اس کی جانب پھیر کر چہرہ
کہ اس سے میری ذرّیت میں ہوگا ایک شہزادہ
کرے گا جو خدائے پاک کے دیں کی بڑی خدمت
زمانے بھر میں پھیلائے گا میرے نام کی برکت

(ماہنامہ عرفان رضا، مارچ ۲۰۱۵ء ص ۴۲)

❁❁❁

بشارت رنگ لائی یہ بصد اندازِ تابانی
ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ کا آیا ماہِ نورانی
اسی کی ۱۴؍ ویں تاریخ کو چمکا رخِ اختر
تجلی آج تک جس کی ہے سارے جگ میں جوبن پر
تعالی اللہ! مطلع ان کا ہے کاشانۂ نوری
زہے قسمت! ابھی تک مستقر ہے خانۂ نوری

❁❁❁

گھریلو طور پر ماحول تھا حد درجہ پاکیزہ
بہ فضلِ کبریا آدابِ اسلامی کا گہوارہ
بڑے ناز و نعم سے پرورش حضرت کی فرمائی
رہی ہر ہر قدم پر تربیت کی جلوہ آرائی

❁❁❁

وہ بچہ کیا تھا قدرت کا عظیم الشان تحفہ تھا
کہ اس کی قدردانی اہلِ خانہ کا فریضہ تھا

سجائی والدِ ماجد نے اِک تقریب نورانی
کرائی مفتیٔ اعظم نے اس کی تسمیہ خوانی
ہوئے مدعو اقارب اور شرفائے علاقہ بھی
ادارہ منظرِ اسلام کے علماء و طلبہ بھی
دعاؤں سے نوازا سارے مہمانوں نے بچے کو
عقیدت کی نظر سے دیکھا سب نے اس کے چہرے کو

❁❁❁

کلام پاک کے جب ناظرے کا مرحلہ آیا
تو امی جان کی خدمت میں رہ کر یہ شرف پایا
دیا کچھ ابتدائی درس ان کو ان کے والد نے
کرشمہ کر دکھایا دم میں فضلِ ربِّ واحد نے
ادارہ منظرِ اسلام میں وہ ہو گئے داخل
تو کچھ عرصے میں اس سے نکلے بن کر عالم و فاضل
مگر لوگوں کا ان کے بارے میں اصرارِ پیہم تھا
لہٰذا قصد حضرت نے کیا اِک روز ازہر کا
مکمل قاہرہ میں ۳؍ سالہ زندگی گزری
نگاہوں سے مسلسل آگہی کی روشنی گزری
''اصولُ الدین'' نامی کُلیہ اُن کا ٹھکانہ تھا
حقائق تک رسائی کا بڑا نادر زمانہ تھا
رزلٹ آیا تو اُن کا پہلے نمبر پر شمار آیا
صدر کرنل نے ''ایوارڈ'' اُن کو خود سے پیش فرمایا
عطا کی اپنے ہاتھوں سے انہیں ''بی، اے'' کی ڈگری بھی
فضائے ''جامعہ ازہر'' یکا یک مسکرا اٹھی
وہاں سے ازہری بن کر وہ جس دم لوٹے بھارت میں
تو اسٹیشن پہ اک مجمع امنڈ آیا عقیدت میں
پھر اسٹیشن سے درگاہِ رضا تک لوگ ساتھ آئے
سبھوں نے اُن کی راہوں میں خوشی کے پھول برسائے

قدم ان کا پڑا فکر و ادب کی نوری دنیا میں
ہوئے معروف عرفی نام سے وہ پوری دنیا میں
بکھیرا جلوۂ عشقِ نبی اختر رضا بن کر
عطائے خواجہ بن کر، پرتوِ غوث الوریٰ بن کر
وہ ایسے عالمِ ربانی ہیں شیخ المشائخ ہیں
جو اپنے علم اپنی فکر میں حد درجہ راسخ ہیں
ہمارے واسطے راہِ خدا ہے نقشِ پا ان کا
نہ دینِ حق سے بھٹکے گا کبھی کوئی گدا ان کا

❁❁❁

خدائے پاک کی خوشنودی ہے دل سے پسند ان کو
میسر فضلِ ربانی سے ہے ذوقِ بلند ان کو
وہ جس محفل میں جائیں، جانِ محفل بن کے رہ جائیں
سب ان کے حاسدیں خاشاک کی مانند بہہ جائیں
ذرا بھی لومۃ لائم کا اندیشہ نہیں کرتے
وہ حق گوئی میں ہرگز چوک اِک لمحہ نہیں کرتے
وہ خاطر میں نہیں لاتے کہ دنیا روٹھ جائے گی
اگر باطل کی قلعی کھولیں گے تو ظلم ڈھائے گی
کبھی آئی نہ ان کے پائے استقلال میں جنبش
کسی فرعون کی ان پر نہ ہرگز چل سکی سازش

❁❁❁

وہ سختی سے شریعت پر عمل کا درس دیتے ہیں
کسی ''جدّت'' میں کیا خامی ہے فوراً بھانپ لیتے ہیں

❁❁❁

عدو اُن کا کوئی، عزت کے لائق ہو نہیں سکتا
کوئی کر کے خلافِ حق محقق ہو نہیں سکتا
وہ بد باطن ہے جو فکرِ رضا پر وار کرتا ہے
رضا کی نسل سے لوگوں کو جو بیزار کرتا ہے

کوئی کم ظرف ہی اُن سے تعلق توڑ سکتا ہے
کوئی غدار ہی یہ آستانہ چھوڑ سکتا ہے

❁❁❁

ہوا جب بااثر شخصیتوں کا ہند میں سروے
تو ان میں پہلے نمبر پر شہِ اختر رضا آئے

❁❁❁

ادارے چل رہے ہیں کتنے، اُن کی سرپرستی میں
عطا سے اُن کی، قائم ہیں کئی فعّال تحریکیں

❁❁❁

رضا کے شہر میں ''جامع رضا'' حضرت نے بنوایا
کہ اس کا فیض، بن کر ابرِ رحمت ہر طرف چھایا
ادارہ جس کو کہیے فکر اسلامی کا گہوارہ
بڑا دلکش ہے جس کا پُرکشش ہر ایک نظارہ
جہاں کو دعوتِ نظارہ دیتا ہے جمال اس کا
بلند و بالا ہے لاریب معیارِ کمال اس کا

❁❁❁

انہوں نے دیکھا کہ امت پڑی ہے افراتفری میں
تو ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کھولا بریلی میں
مچی ہے دھوم آج اس کے سیمناروں کی ہر جانب
سکونِ قلب جن سے پاتا ہے ہر دین کا طالب
شریعت کے اصولوں کا تحفظ اس کی غایت ہے
جو اس کے فیصلے ہوں ان پہ چلنے کی ضرورت ہے

❁❁❁

مرادِ اعلیٰ حضرت، جانشینِ مفتیٔ اعظم
سنوارے ہیں انہوں نے فکر و فن کے گیسوئے برہم
حقیقت میں وہ سچے پیشوائے اہلسنت ہیں
چراغِ معرفت، شمعِ شبستانِ ولایت ہیں

تعلق ان کا ہے مضبوط حق کے جاں نثاروں سے
انہیں ہے اُنسیت گہری بزرگوں کے مزاروں سے
جو معمولاتِ روز و شب ہیں ان کے، نکھرے نکھرے ہیں
ادائے مصطفیٰ کے نوری جلوے بکھرے بکھرے ہیں

❁❁❁

جریدہ ''سُنّی دنیا'' ہے انہیں کا جاری فرمودہ
جہانِ فکر و دانش جس کے جلووں سے ہے آسودہ

❁❁❁

وہ اپنی ذات میں اِک انجمن کی شان رکھتے ہیں
انہیں جس پہلو سے دیکھو الگ پہچان رکھتے ہیں

❁❁❁

وہ ہر زندہ زباں کے ماہر کامل ہیں فی الواقع
کتابیں ہو چکی ہیں ان کی، ہر عنوان پر شائع
وہ منثورات و منظومات کا دریا بہاتے ہیں
بہ ہر انداز تحقیقات کا دریا بہاتے ہیں
لب و لہجے میں ان کے جامعیت پائی جاتی ہے
فصاحت پائی جاتی ہے بلاغت پائی جاتی ہے

❁❁❁

ہوا ہے ان کے دم سے نام روشن اہلسنت کا
بجایا ہے انہوں نے ہر سو ڈنکا اعلیٰ حضرت کا
انہوں نے اعلیٰ حضرت کے مشن کو خوب پھیلایا
رسولِ پاک کے دینِ حسن کو خوب پھیلایا
ادا حق کر دیا احمد رضا کی جانشینی کا
کیا آباد گلشن ہر سو نکتہ آفرینی کا
علوم اعلیٰ حضرت کے امیں اختر رضا خاں ہیں
سراپا عشق و عرفان و یقیں اختر رضا خاں ہیں

❁❁❁

تفکر نور پیکر، منفرد اسلوب ہے ان کا
پئے اہلِ نظر طرزِ تخاطب خوب ہے ان کا
زمانے بھر کو بیداری کا وہ پیغام دیتے ہیں
بہ حسن و خوبی سب کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں
وہ جملہ عاشقانِ مصطفی سے پیار کرتے ہیں
دلوں کی وادیوں کو مرکزِ انوار کرتے ہیں

❁❁❁

رہِ حسرت میں مثلِ ماہیٔ بے آب ہے ہر دل
بس انکے اِک جھلک کی دید کو بے تاب ہے ہر دل
جہاں ان کے قدم پہنچے وہ خطے جگمگا اٹھے
تخیل مسکرا اٹھا، عقیدے جگمگا اٹھے

❁❁❁

خدا کی بندگی کا درس ان کے گھر سے ملتا ہے
جمالِ زندگی اُس نور کے پیکر سے ملتا ہے
رخِ روشن سے علم و معرفت کا نور چھنتا ہے
یہ وہ در ہے جہاں بگڑا ہوا ہر کام بنتا ہے

❁❁❁

اگر رکھنا ہے ایمان و عقیدے کو سدا تازہ
بنالو اُن کی گردِ رہ کو اپنی زیست کا غازہ

❁❁❁

وہ ایسے عبقری ہیں جن پہ "ازہر" ناز کرتا ہے
زمانے سے یہ تمغہ بھی انہیں ممتاز کرتا ہے

❁❁❁

عبور ان کو ہے حاصل بالیقیں فتویٰ نگاری پر
زمانہ کر رہا ہے عش عش ان کی حسن کاری پر
مثال ان کی نظر آتی نہیں فقہی تبحر میں
کہاں ان کا مقابل ہے کوئی حسنِ تدبر میں

زباں ان کی شگفتہ، فکر شستہ، عقل کامل ہے
کہ اقلیمِ سخن کی بادشاہی ان کو حاصل ہے
ہنر ان کو ملا ہے خدمتِ حق کا وراثت میں
بہت معیار ان کا اعلیٰ ہے علمی جلالت میں

❁❁❁

سبھی مشکل مسائل اُن کے آگے پیش ہوتے ہیں
وہ ہر پہلو سے ان کے حق میں حق اندیش ہوتے ہیں
وہ عجلت میں کوئی بھی فیصلہ صادر نہیں کرتے
شریعت کا وہ سودا پیسے کی خاطر نہیں کرتے
جو باتیں حق ہیں اُن کا بر ملا اظہار کرتے ہیں
قلم کی نوک کو فاروق کی تلوار کرتے ہیں

❁❁❁

سنبھالا ہے انہوں نے مسندِ رشد و ہدایت کو
محبت فطرتاً گہری ہے ان سے پوری امت کو
انہیں اللہ نے مقبولیت بخشی ہے خلقت میں
اضافہ روز افزوں ہو رہا ہے ان کی عزت میں

❁❁❁

وہ بیرونی ممالک میں بھی اکثر جاتے رہتے ہیں
وہاں کے باشیوں پر بھی کرم فرماتے رہتے ہیں
حجاز و مصر والے بھی ہوئے حضرت کے گرویدہ
جنابِ ازہری کی ذات ہے سب کی پسندیدہ
عقیدت اعلیٰ حضرت سے "عرب علما" کو ہے گہری
تأثر اچھا رکھتے ہیں پئے تاج الشریعہ بھی
عرب علما کی تقریظات ہیں ان کی کتابوں پر
وہ ان کی نظروں میں بھی وقت کے ہیں مرشدِ اکبر

❁❁❁

❁❁❁

غرض، سب متفق ہیں "فخر ازہر" کی جلالت پر
ہیں سب سوجان سے قربان ان کی شانِ حکمت پر
اجازت ان سے علماء ومشائخ نے بہت لی ہے
انہوں نے بہتوں کو سندِ حدیثِ پاک بھی دی ہے
بریلی میں پئے دیدار، علما آتے رہتے ہیں
مشائخ "ازہری فیضان" یکسر پاتے رہتے ہیں

❁❁❁

ہزاروں ذرّے انکے دم سے چمکے مہرومہ بن کر
جو آیا در پہ کوئی منگتا، لوٹا بادشہ بن کر
وہ جس کو چھودیں، مٹی ہو تو فوراً سونا ہو جائے
نظر قطرے پہ پڑ جائے، سمندر بن کے لہرائے

❁❁❁

اُنہوں نے ربِّ کعبہ کے "شعائر" سے وفا کی ہے
جبھی اللہ نے کعبے کی "مہمانی" عطا کی ہے

❁❁❁

انہوں نے موقعِ حج و زیارت بارہا پایا
حرم کی خاک پر لطفِ خدا جلوہ نما پایا
بسایا گنبدِ خضریٰ کا جلوہ خانۂ دل میں
سجایا اس گلی کا ذرہ ذرہ خانۂ دل میں
اسی منظر کا ہے عکّاس اُن کا نعتیہ دیواں
جو دیکھا ہے۔ ہمیشہ ہے اسی کی دید کا ارماں
یقیناً اُن کی پوری شاعری ڈوبی ہے نکہت میں
دھڑکتا ہے دل اُن کا شاہِ بطحا کی محبت میں
کہیں اشعار میں عشقِ رضا کی حسن کاری ہے
کہیں نوری کی نوری فکر کا فیضان جاری ہے
کہیں ہے حجۃ الاسلام کا اندازِ عرفانی
کہیں مانندِ استاذِ زمن ہے زمزمہ خوانی

شہِ اختر رضا کے تنہا صاحبزادہ عسجد ہیں
جو اپنی ہر ادا میں پیکرِ عشقِ محمد ہیں
مقدر سے انہیں حاصل ہیں ۲/ پوتے بھی لاثانی
"حسام احمد رضا" اوّل، "ہمام احمد رضا" ثانی

❁❁❁

لگے ہیں چار چاند اللہ اکبر! اُن کی عظمت کو
خدا نے ۵/ صاحبزادیاں بخشی ہیں حضرت کو
ہر اک داماد ہے انمول ہیرا قدر و قیمت میں
مثالی شان رکھتے ہیں شرافت میں وجاہت میں

❁❁❁

قیامت تک رہے آباد گلزارِ رضا یوں ہی
رہے چاروں طرف پھیلا ہوا رنگِ وفا یوں ہی
الٰہی بخش دے عمرِ خضر تاج الشریعہ کو
نہ ہم سے ایک لحظہ دور کر تاج الشریعہ کو
خراجِ خامۂ کیف الحسن مقبول ہو جائے
تمنا ہے کہ یہ اُن کے قدم کی دھول ہو جائے

□□□□□□□□□

□ رشد وہدایت □

صاحب رشد وہدایت حضرت اختر رضا
ہادئ راہ طریقت حضرت اختر رضا
وارث علم نبی ہیں اور شریعت کے ہیں تاج
تاجدار علم وحکمت حضرت اختر رضا

□□□

توجہ دیں

مضمون نگار حضرات ماہنامہ سنی دنیا کے لئے اپنے مضامین ہمارے ان ای میل ایڈریس پر میل کرسکتے ہیں۔

sunniduniya@aalaahazrat.com
atiqhashmati@gmail.com
munisuwais@yahoo.com

حضور حجۃ الاسلام کی علالت ووصال پر چند تاریخی حوالے

از: مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ نوری دارالافتاء، کاشی پور، اتراکھنڈ

شہزادۂ حضور اعلیٰ حضرت شیخ الانام حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہما

شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ماہ نور ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو پیدا ہوئے۔ محمد نام اور حامد رضا عرف تجویز کیا گیا۔ والد گرامی کی آغوش محبت میں تربیت پائی اور انہیں کی بارگاہ علم میں رہ کر علوم وفنون کی جملہ منازل طے فرمائیں۔ اور عین عالم شباب میں آپ اسلامی دنیا میں ایک عظیم فقیہ، ایک نامور محدث، اور ایک فقید المثال مناظر اور ماہر مصنف کی حیثیت سے سامنے آئے۔ درسگاہ میں رہے تو مدرس خانقاہ میں درویش کامل، میدان میں زبردست مناظر، اسٹیج پر بے مثال خطیب میدان تصنیف وتالیف میں قابل قدر مصنف، مجالس میں عظیم دانشور تحریکات وتنظیمات میں رہبر ورہنما مسجد میں عبودیت کی زندہ تصویر، گھر میں محسن ومشفق، بیگانوں میں حیات نبوی کا مظہر، دشمنوں میں نبوی اخلاق کا پیکر، بے دینوں میں شمشیر برہنہ، الغرض گوناگوں اوصاف حمیدہ اللہ پاک نے آپ کے اندار ودیعت فرمائے تھے۔

آپ کے تذکرہ نگار حضرات نے خاطر خواہ آپ کے کارناموں کو اجاگر نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ نئی نسل آپ کی دینی وملی خدمات سے صحیح طور متعارف نہ ہو پائی۔ یہ اوراق تعارفی تفصیل کے متحمل نہیں ان شاء اللہ کسی اور موقع پر احقر حضرت کے کارناموں کا تفصیلی بیان قلمبند کرے گا۔

یہاں بس اپنے عنوان کے مطابق حضور والا قدس سرہ کی علالت اور آپ کے وصال سے متعلق چند تلخ تاریخی خبریں اور واقعات کو سپرد قرطاس کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

یوں تو کسی انسان کا بیمار ہونا اس کا انتقال کر جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے کیوں کہ

یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

مگر جب کسی ایسی ذات کو بیماری لاحق ہو جس کی بیماری سے عالم بیمار ہو جائے، یا کوئی ایسی ذات دنیا سے انتقال کر جائے جس کی موت "موت العالِم موت العالَم" کی مصداق ہو، تو یقیناً اس کی موت سے زمانہ کو افسوس ہوتا ہے اور لوگ اس کی موت کو ہی صحیح طور پر موت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ع

موت اس کی کہ کرے جس کا زمانہ افسوس

حضور حجۃ الاسلام کی حیات طیبہ کے مکمل ستر سال کا احاطہ بہت مشکل امر ہے۔ ہم یہاں آپ کی علالت وصال سے متعلق چند تلخیاں سپرد قرطاس کررہے ہیں۔

حجۃ الاسلام کی علالت: آپ اپنی حیات طیبہ میں کئی بار مہلک بیماریوں کی زد میں آئے۔ ذیابیطس جسے شوگر کہتے ہیں یہ بیماری آپ کو وصال سے قریب پندرہ سال قبل سے لاحق تھی۔ مزید اس پر سرطان یعنی کینسر کا ہو جانا آپ کے لئے اس کی کیا حیثیت تھی اسے تو آپ جانیں البتہ آپ کے چاہنے والوں کے لئے یہ کسی بڑی مصیبت سے کم نہ تھا۔ طرفہ تماشا یہ کہ آپ کو اس کی ذرہ بھر فکر نہ تھی کہ یہ مہلک مرض پھوڑے کی شکل

میں پشت پر سوار ہے۔احباء بے چین ومضطرب ہیں مگر آپ کے معمولات میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں آتی ہے۔

یادگار رضا کے مدیر محترم مفتی ابوالمعانی ابرار حسین صدیقی صاحب حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ کے اس مہلک مرض سے متعلق آپ کی شان بے نیازی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"رشد وہدایت کا وہ چمکتا ہوا آفتاب جس کی نورانی کرنوں نے پھیل کر اسلامی دنیا کی فضا کو نور سے بھر دیا اور جس کی تنویر ضلالت وگمراہی کی تاریکیوں کو چاک کر کے ایک عالم کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے خضر راہ ثابت ہوئی اور علم وعمل کا وہ لہراتا ہوا دریا جس کی فلک بوس موجوں نے ارض ہند پر بکھر کر علم وعمل کے دریا بہادیئے آج اس کی مبارک حیات غیر معمولی کشمکش میں ہے یعنی حضور حجۃ الاسلام محمد حامد رضا خاں صاحب مدظلہم الاقدس تقریباً ایک ماہ سے ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہیں پشت پر ایک پھوڑا ہے جسے ڈاکٹر اپنی اصطلاح میں کاربنکل کہتے ہیں اور ہماری بول چال میں اسے سرطان یا ڈھیٹ کہا جاتا ہے یوں تو صرف سرطان ہی کا ہونا ایک انسان کو ناقابل برداشت آلام ومصائب میں مبتلا کر دینے کے لئے کافی ہے اور مزید براں یہ کہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کی ذیابیطس کی پرانی شکایت ہے اور اس وقت بھی شکر آرہی ہے جس کی وجہ سے مرض نے بظاہر ایک خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔عشرہ محرم کے بعد سرطان نے زور پکڑا مگر حضرت اقدس مدظلہ کی بے نیازی نے اور توکل وتحمل کے اس مجسمہ نے اپنی توجہات کو اطباء ظاہری کی طرف مبذول ہونے سے روکا"۔ [یادگار رضا، محرم الحرام، ۱۳۴۹ھ ص ۳]

تشخیص مرض: مگر جب احباب نے اصرار کیا تو آپ احباب کی خوشی کے لئے علاج کے لئے تیار ہو گئے۔اطباء نے مرض کی تشخیص کی اور اسے کینسر بتاتے ہوئے آپریشن کی تجویز رکھی، البتہ شوگر ہونے کے سبب آپریشن کے مشکل ہونے کی وجہ سے ڈاکٹروں نے اولاً شوگر کا علاج شروع کیا۔انجیکشن اور دوائیوں کے ذریعہ شوگر کو کنٹرول کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی مگر انجیکشن کام نہ آئے،البتہ دواؤں سے شوگر کچھ حد تک کنٹرول کر لی گئی لیکن بعد میں پھر بڑھ گئی ازالہ نہ ہوا ڈاکٹروں نے آپریشن کیا لیکن پھوڑا پشت سے کوکھ کی طرف بڑھ گیا۔آخر کو ڈاکٹر حضرات علاج میں کامیاب ہو گئے۔مدیر موصوف لکھتے ہیں: "مگر ہماری نظروں نے جب اس مرض کی اہمیت کا احساس کیا تو ہمارے اجزاء ذہن وفکر کے شیرازے کو ایک غیر معمولی تشویش نے منتشر کر دیا۔اس وقت ہماری مشکلات کے دو مشکل باب تھے ایک تو حضرت اقدس مدظلہ کا ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہونا اور دوسرے حضرت کا اس موقع پر شان بے نیازی اور انداز استغنا سے کام لینا اور معالجہ کی طرف توجہ نہ فرمانا بالآخر ہماری متحدہ کوششیں باکار ثابت ہوئیں اور حضرت اقدس مدظلہ کو علاج ومعالجہ کے لئے مجبور ہونا پڑا جب مزاج عالی علاج کی طرف مائل ہوا تو اطباء کو تشخیص وتجویز کا موقع دیا گیا ڈاکٹروں سے مشورہ لیا گیا کافی غور وخوض کے بعد اطباء یونانی اور ڈاکٹروں کی یہی تشخیص ٹھہری کہ یہ پھوڑا کاربنکل ہے سرطان ہے ڈھیٹ ہے۔اس تشخیص کے بعد سب سے پہلے ڈاکٹر صاحبوں نے جس ضرورت کا احساس کیا وہ یہ تھی کہ ان تدابیر پر عمل کیا جائے جس سے شکر کا آنا بند ہو اس لئے کہ اس وقت قارورے میں شکر کا اوسط سولہ پرسینٹ تھا۔چنانچہ فوراً عملی صورتیں اختیار کی گئیں دونوں وقت انسولین کے انجیکشن ہونے لگے اور شکر کے روکنے والی مفید، مجرب اور شاطر دوائیں استعمال کرائی جانے لگیں انجیکشن کچھ زیادہ مفید ثابت نہ ہوئے

دواؤں نے اپنا اثر کیا شکر کچھ کم ہوگئی پھر بڑھ گئی ازالہ نہ ہوا قابل ڈاکٹروں نے آپریشن کیا مگر پھوڑا ایک سمت کو نہایت تیزی و سرعت سے کوکھ کی جانب بڑھنے لگا حالت نہایت خطرناک تھی بالآخر بہتر تدابیر علاج سے سکون ہوگیا۔ وللہ الحمد۔'' [مرجع سابق، ص ۴]

آپریشن کا عمل: انسان کی فطرت ہے کہ مصیبت آنے کا اگر وقت سے پہلے پتہ چل جائے تو قلب بے چین ہوجاتا ہے دماغ فکر مند ہوجاتا ہے مگر حضرت کی ذات نے اس فطرت سے خود کو بے نیاز کر کے بتا دیا کہ اللہ والے ایسے حالات میں بھی مضمحل و بے چین نہیں ہوتے۔ انہیں ایسے کسی عارضہ کی فکر دامن گیر نہیں ہوتی جس کا تعلق خود ان کی ذات سے ہو۔ یہی وجہ رہی کہ آپریشن سے قبل کسی طرح کی کوئی نشہ آور دوا یا انجیکشن نہیں لیا اور کسی طرح کی بے صبری و بے چینی کا مظاہرہ نہیں فرمایا بلکہ مکمل آپریشن ہونے تک بارگاہ رسالت میں ہدیۂ درود پیش کرتے رہے جس کی برکت سے چہرے سے سکون زائل نہ ہوا، دل میں گھبراہٹ نہ ہوئی، دماغ میں زلزلۂ فکر برپا نہ ہوا، صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا، زبان سے اف اور آہ کی آواز نہ نکلی، آنسو کا کوئی قطرہ بحر چشم سے الگ ہو کر ساحل عارض تک نہ آیا اور جسم میں کسی طرح کی بے چینی کی تحریک نہ پائی گئی۔ بلکہ حضرت مکمل سکون و اطمینان کا مجسمہ بنے آلات جرح کی آواز اور اس کے عمل قطع و برید سے بالکل بے فکر تھے۔ آپریشن کے وقت حضرت کی حالت و کیفیت پر ایمان افروز تبصرہ کرتے ہوئے مدیر موصوف لکھتے ہیں: ''ہر وہ انسان جس کی بشری احساسات میں خلل و نقصان پیدا نہ ہوا تکلیف و الم کے احساس کے لئے اسے فطرت مجبور کرتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ نوک خار بدن انسانی کو مجروح کرے اور جسم انسانی پر اس کی تکلیف کا کوئی اثر نہ ہو۔ کسی طرح کی قیاس میں نہیں آتا کہ تیز نشتر کے وار کئے جائیں اور انسان پر کرب و بے چینی کی کیفیت نہ طاری ہو۔ یہ ضرور ہے کہ بعض تکلیفیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو انسانی طاقتیں برداشت کرسکتی ہیں لیکن تکلیف جب حد سے گزر جاتی ہے اور دائرہ اعتدال سے اس کا قدم نکلتا ہے تو انسانی طاقتیں مضمحل ہوجایا کرتی ہیں۔ اور اس وقت ایک انسان میں ضبط و تحمل کا یارا باقی نہیں رہتا یہی درجہ 'تکلیف مالا یطاق' کا ہے اور یہی منزل ہر تکلیف کے عروج و ارتقا کی انتہائی منزل ہے۔ تکلیف کے اس درجہ میں قدم رکھ کر ایک انسان میں اضطراب و ارتعاش کا نہ پیدا ہونا اس کا جادۂ استقلال سے نہ ہٹنا اس کا مرکز تحمل پر قائم رہنا اگر محال نہیں تو قریب بہ محال ضرور خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن حضور پُرنور حجۃ الاسلام مدظلہ نے آپریشن کے وقت ضبط و تحمل اور صبر و استقلال کی جو شان قائم فرمائی اس نے اس حقیقت کو ایک ناقابل انکار حقیقت بنا دیا کہ خدا کے وہ برگزیدہ بندے جن میں روحانیت کا عنصر غالب ہوتا ہے جسمانی تکالیف کی بجلیاں ان کے خرمن تحمل پر ذرہ برابر اثر نہیں کرسکتیں۔

میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس مقالہ میں حضرت اقدس کے ضبط و تحمل اور صبر و استقلال کا ایک مختصر سا خاکہ ضرور کھینچوں تاکہ حضرت اقدس کا یہ اسوہ ہر موقع پر ہر مبتلائے مصائب و آلام کے سامنے ضبط و تحمل اور صبر و استقلال کا درس پیش کرتا رہے۔ محرم کی بیس تھی بدھ کا دن تھا صبح کے چھ بجے تھے اس خبر سے آج حضرت اقدس کے پھوڑے کا آپریشن ہونے والا ہے آستانہ عالیہ رضویہ پر مخلوق کا ایک غیر معمولی ہجوم تھا۔ ڈاکٹر آئے آپریشن کی تیاریاں ہوئیں ڈاکٹروں نے رحم کا لباس اتارا بے رحمی کا جامہ پہنا یہ وہ نازک وقت تھا کہ حضار کے قلوب میں خوف ہیبت اور بیم وہراس سے ایک غیر معمولی لرزش تھی اس لئے کی جس آپریشن کی تیاریاں ہو رہی

تھیں یہ کوئی معمولی آپریشن نہ تھا۔ مگر حضرت اقدس مدظلہ پر اس آنے والی تکلیف سے جس کے تصور نے حضار کے دل ہلا دئے تھے ذرہ برابر ہراس نہ تھا۔ آپریشن کے وقت کسی مسکر یا نشہ آور دوا کا استعمال نہیں کیا گیا۔ آپریشن اور عمل جراحی کے لئے جب ڈاکٹروں کے ہاتھ پھوڑے پر پہنچے اس وقت حضرت اقدس پر ایک سکون طاری تھا۔ ڈاکٹروں نے پہلے پھوڑے کے ہر چہار طرف انجیکشن کئے اور ان کے بعد عمل جراحی شروع ہوا۔ جو لوگ انجیکشن کی تلخیوں اور بدمزگیوں سے آشنا ہیں وہ اس سے اچھی طرح واقف ہیں کہ تندرست انسان کے صحیح وسالم حصہ بدن پر انجیکشن کا ہونا روحانی اذیت کا باعث ہوتا ہے مگر باوجود اس کے کہ پھوڑے میں متعدد انجیکشن کئے گئے لیکن اس مجسمۂ صبر وتحمل کی زبان سے ایک لفظ بھی ایسا نہ نکلا جو کرب وبے چینی یا اضطراب وتکلیف کی ایک ادنی سی ترجمانی کرسکتا۔ انجیکشن کے بعد آپریشن کا آغاز ہوا شگاف کئے گئے گو یہ ضرور ہے کہ شگاف گہرے کئے گئے مگر شگاف کی تکلیف کوئی ایسی تکلیف نہیں ہوتی جس کی تاب نہ لاکر ایک انسان اپنے جامۂ صبر وقرار کو تار تار کردے، لیکن شگاف کے بعد جب پھوڑے کے اندرونی حصہ میں آپریشن کے آلات سے کام لیا گیا فاسد گوشت کی قطع وبرید کی گئی اور پھوڑے کے ناقص اجزاء کو تراش تراش کر باہر لایا گیا یہ تکلیف ایک ایسی تکلیف تھی جس کا تصور اس وقت بھی میرے دل ودماغ پر ایک پریشان کن اور وحشت افزا اثر کر رہا ہے۔ اور یہ وہ تکلیف تھی جس کا تحمل ایک جری سے جری انسان کی جرات وشجاعت بھی کسی طرح نہیں کرسکتی تھی۔ لیکن حضرت اقدس کی روحانی طاقتوں نے اس شدید اور ناقابل برداشت تکلیف کا اس بے نیازی کے ساتھ تحمل کیا کہ جسم نازک پر ایک خفیف سا تحرک اور ایک ہلکی سی بھی لرزش نہ پیدا ہوسکی۔ زبان سے اف تک نکالنا کرب وبے چینی کا ظاہر کرنا اس کا تو مذکور ہی کیا۔ آپریشن کے وقت یہ حیرت خیز منظر قابل دید تھا کہ حضرت اقدس پر ایک سکون مطلق طاری تھا اور آپ اطمینان کے ساتھ محو استراحت تھے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ زخم پر نشتر عمل جراحت کررہا تھا یا کسی پھول کی ایک نرم ونازک رگ تھی جو پھوڑے سے مس کررہی تھی۔ دن رات کا مشاہدہ ہے کہ ایک معمولی سے آپریشن کے وقت مریض کے دست وپا کی گرفت کرلی جاتی ہے اور اسے باقابو کردیا جاتا ہے مگر حضرت اقدس کے دست وپا کو ہاتھ لگانے کی کوئی شخص جرات نہ کرسکا۔ آپریشن کے آغاز سے آپ کے مبارک لبوں پر درود شریف کے پیارے پیارے الفاظ جاری ہوئے۔ اور اختتام تک آپ برابر درود شریف کا شغل فرماتے رہے۔" [مرجع سابق، ص ۴،۵]

آپریشن کی تکمیل: آپریشن تو ہوگیا لیکن جس پھوڑے کا آپریشن ہونا تھا وہ پشت سے جانب کوکھ منتقل ہوگیا جس کے سبب آپریشن میں کافی دقت ہوئی۔ بالآخر ڈاکٹر آپریشن میں کامیاب ہوئے، مگر رب کو کچھ اور ہی منظور تھا آپریشن کے بعد زخم نے ناسور کی صورت اختیار کرلی اور پھر پندرہ دن تک روزانہ آلات جراحت سے قریب ایک گھنٹہ تک زخم کے فاسد مادے کے اخراج کی کوششیں جاری رہیں، اور پھر جاکر زخم مندمل ہونے لگا اور حضرت کی حالت روبہ صلاح نظر آنے لگی۔

البتہ شوگر کے مرض کا خاطر خواہ ازالہ نہ ہوسکا۔ مدیر موصوف لکھتے ہیں: "آپریشن مفید ثابت ہوا، آپریشن سے قبل پھوڑا ایک سمت کو بڑھ رہا تھا مگر آپریشن کے بعد اس کا درد زیادہ ہوگیا۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ آپریشن اگرچہ ناقابل برداشت روحانی وجسمانی تکلیف کا باعث ہوگا، مگر آئندہ کے لئے آلام ومصائب کا کلیۃ سدباب کردے گا۔ لیکن ہمارا یہ خیال

غلط ثابت ہوا اس لئے کہ آپریشن کے بعد تقریباً پندرہ یوم آلات جراحت نے زخم سے کم وبیش ایک ایک گھنٹے روزانہ چھیڑ چھاڑ جاری رکھی۔ ہر دن طرح طرح سے زخم پر عمل جراحی کیا گیا اور زخم سے فاسد اجزاء کی قطع و برید کی گئی۔ یہ عمل ہر دن اپنے ساتھ آلام ومصائب کا ایک پہاڑ لے کر آتا تھا لیکن حضرت اقدس پر، اس جبل تحمل اور کوہ استقامت پر کبھی نام کو بھی سراسیمگی یا اضطراب نہیں پایا گیا آپ نے نہایت مسرت واحترام کے ساتھ ہر تکلیف کا خیر مقدم کیا۔

ممکن ہے کہ میرے اس جملہ پر بعض ظاہر بیں نگاہیں دندان اعتراض تیز کرنے کی جرات کریں اور یہ کہیں کہ تکلیف کے وقت آزردہ ہونا سراسیمہ ہونا مضطر و بیقرار ہونا انسانی فطرت کا مقتضا ہے کوئی انسان مسرت کے ساتھ ایک ادنی سی بھی تکلیف کے سامنے اپنے آپ کو پیش نہیں کیا کرتا۔ ایسے افراد کے جواب میں صرف اس قدر عرض کیا جانا کافی سمجھا جاتا ہے کہ ایسا کہنا نہ صرف بدیہات سے انکار کرنا ہے بلکہ مشاہدات وتجربات کو بھی ناقابل تسلیم ٹھہرانا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عشق ومحبت خواہ حقیقی ہو یا مجازی جب انسان کے دل میں اس کا صادق جذبہ پیدا ہوجاتا ہے تو وہ وصل محبوب کی تمنا میں نہ صرف اپنے آپ کو ہر تکلیف ہی میں ڈالنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے بلکہ وہ محبوب کی جانب سے ہر آنے والی تکلیف کا ایک غیر معمولی مسرت وانبساط کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہے۔ آپ نے عشاق الٰہی کے افسانے سنے ہوں گے اور آپ نے اوراق تاریخ میں قیس عامری اور فرہاد کے واقعات دیکھے ہوں گے حضرت اقدس مدظلہ العالی کا ان ُ مالایطاق ' تکالیف میں مبتلا ہونا پھر ہر تکلیف کا مسرت کے ساتھ احترام کرنا بجز اس کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ آپ سمجھتے تھے کہ ہر آنے والی تکلیف کو اس محبوب حقیقی سے نسبت ہے جس کے وصل کی ایک ادنی سی تمنا پر جان عزیز سو بار قربان کردینا ایک معمولی سی بات ہے۔ باوجود اس کے کہ حضرت پر شدائد وتکالیف کا ہجوم رہا اور اب بھی ہے مگر ان آلام ومصائب کے مقابلہ میں تسلیم ورضا کا یہ عالم ہے کہ جب آنے والے مزاجی کیفیت دریافت کرتے ہیں تو جواب میں بجز ُ الحمد للہ رب العلمین ' کوئی دوسرا لفظ نہیں کہا جاتا۔ اور نہ کسی تکلیف کو ظاہر فرمایا جاتا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا افسانہ حق ہے اور ہر زبان پر جاری ہے مگر آج ہماری آنکھوں نے حضرت اقدس کی ذات میں صبر ایوبی کی جھلک دیکھ لی۔ مقربین بارگاہ خداوندی کے تسلیم وضا کے افسانے ہم نے سنے تھے مگر آج ہماری آنکھوں نے اس مقدس ذات میں اس کا مشاہد کرلیا۔

مرض کی موجودہ حالت: ۔آپریشن ہونے سے پھوڑے نے ایک بڑے زخم کی شکل اختیار کرلی تھی زخم کو ناقص گوشت چھپائے ہوئے تھا مگر آپریشن کے بعد زخم پر جو سلسلہ عمل جراحی نما جاری رہا اور برابر قطع وبرید اور تراش وخراش ہوتی رہی اس سے زخم نے اچھی صورت اختیار کرلی اور اب بفضلہ عزوجل زخم کی حالت دن بدن روبا صلاح نظر آرہی ہے۔ اگر زخم میں کوئی جدید خرابی نہ پیدا ہوئی تو ان شاء اللہ تعالٰی زخم کے اندمال کی جلد توقع کی جاتی ہے۔ مگر شکر کا سلسلہ اس وقت تک بند نہیں ہوا یہی ایک ایسی بات ہے جو اس مرض کے لئے خطرناک خیال کی جاتی ہے شکر کو روکنے کے لئے ہر امکانی تدبیر اختیار کی جارہی ہے صحت کا اختیار اللہ عزوجل کو ہے۔" [مرجع سابق، ۶،۵]

معالجین کی ہمدردی پر اظہار تشکر: علاج کرنا آسان ہے لیکن علاج کی تشخیص ازحد مشکل امر ہے حضرت کا علاج وآپریشن جناب ڈاکٹر علوی صاحب اسسٹنٹ سرجن بریلوی، اور ڈاکٹر نوشہ علی خاں صاحب بریلوی نے کیا: پہلے انہوں نے مرض کی تشخیص کی پھر اس کے بعد آپریشن کا مشورہ دیا، نیز علاج

کے ساتھ ساتھ اگر ادب، خلوص، اخلاق، ہمدردی اور محبت کا جذبہ بھی کارفرما ہو تو خطرناک سے خطرناک مرض معمولی صورت اختیار کر لیتا ہے، اور آخر کو اختتام کی منزل کو پہنچ جاتا ہے۔ یہاں بھی یہی صورت حال رہی اس مہلک مرض کی تشخیص کے بعد آپریشن تو ہونا ہی تھا مگر ان دونوں حضرات نے جس طرح اپنی ہمدردی اور محبتوں کا مظاہرہ فرمایا وہ یقیناً لائق صد ستائش تھا۔ اسی لئے مدیر موصوف ان کا شکریہ ادا کئے بغیر نہ رہ سکے۔ لکھتے ہیں: ”گو بسلسلۂ علاج مشورے میں اطباء یونانی بھی شریک ہوئے مگر علاج کا زیادہ تعلق ماہرین طب انگریزی سے رہا۔ جناب ڈاکٹر علوی صاحب اسسٹنٹ سرجن بریلی، ڈاکٹر نوشہ علی خاں صاحب بریلوی کے ہاتھ پر علاج کی ابتدا ہوئی ان ہر دو اصحاب نے جس ہمدردی اور خلوص کے ساتھ علاج کیا۔ اس کا اعتراف نہ کرنا ایک شدید اخلاقی جرم ہے۔ اس میں شبہہ نہیں کہ مرض کی صحیح تشخیص و تجویز ازالۂ مرض کا ایک زبردست موجب خیال کی جاتی ہے اور نازک سے نازک مریض کو مرض کے خطرناک گرداب سے نکال کر صحت و عافیت کے ساحل پر پہنچا دیتی ہے۔ مگر طبیب کا ہمدرد ہونا معالج کا خلوص و ایثار کے ساتھ علاج کرنا یہ وہ کمیاب اور گرانقدر نسخہ ہے کہ مریض کی تکالیف کے ازالہ کے لئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ ان ہر دو اصحاب کا اگر خلوص و ایثار نہ بھی ہوتا اور محض ان کی سرسری تشخیص و تجویز حضرت اقدس کے ازالۂ مرض کا سبب قرار پاتی اس وقت بھی ہمارے قلم اور ہماری زبان سے موٹے موٹے الفاظ میں ان کے لئے شکریہ کے الفاظ نکلتے لیکن اس صورت میں جب کہ ان ہر دو اصحاب کی ہمدردی خلوص اور ان کے ایثار کا تماشا ہماری آنکھوں نے دیکھ لیا اور ان کی ذہنی و دماغی کاوشوں کا ہم نے معائنہ کر لیا تو اس وقت نہ صرف ہماری زبان اور ہمارا قلم بلکہ ہمارے بدن کا ہر رونگٹا ان ہر دو اصحاب کے شکریہ میں رطب اللسان ہے۔

طب انگریزی کی ان دونوں مایہ ناز ہستیوں کا طریق علاج اس درجہ دلپذیر اور جاذب توجہ ہے کہ انہوں نے اس موقع اور اس مقام پر جہاں طب انگریزی پر ہمیشہ طب یونانی کو ترجیح دی جاتی ہے طب انگریزی کے اصول کے ماتحت علاج کا وہ اسلوب اختیار کیا کہ طب انگریزی کی لاج رکھ لی۔ اور صحت کی جلد سے جلد توقع کی جانے لگی ہمارا ضمیر ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم ڈاکٹر نوشہ علی خاں صاحب کا پھر خصوصیت کے ساتھ شکریہ ادا کریں اس لئے کہ معالج خصوصی ہونے کے لحاظ سے آپ کا ایثار خلوص اور آپ کی ذہنی و دماغی کاوشیں بہت زیادہ قابل ستائش ہیں اور لائق تحسین ہیں۔“ [مرجع سابق، ص ۶، ۷]

حضرت کی علالت اور اسلامی دنیا میں بے چینی:

حضرت کی علالت کو لے کر صرف اہل خانہ ہی فکرمند نہ تھے بلکہ ان کے لئے پوری جماعت فکرمند، بے چین و مضطرب ہو گئی تھی۔ اور جماعت کا فکرمند ہونا بلاوجہ نہ تھا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت اہل سنت کا قیمتی سرمایہ تھے۔ اور سرمایہ کے ضائع ہو جانے کے ڈر سے جماعت کا بے چین و مضطرب ہونا لازمی تھا۔ حضرت کی صحت کے لئے بہت سے مقامات پر خصوصی دعاؤں کا انتظام کیا گیا۔ اخبارات و رسائل میں دعا کی درخواستیں پیش کی جانے لگیں۔

مدیر موصوف لکھتے ہیں: ”حضرت اقدس مدظلہ کی علالت سے ملک کے عرض و طول میں بے چینی کی ایک زبردست لہر پیدا ہو گئی ہے۔ ملک کے اطراف و جوانب سے لوگ بے چین ہو کر ہو کر آرہے ہیں۔ تار اور خطوط کی یہ کثرت ہے کہ جواب میں دشواری ہوتی ہے۔ ہندوستان کے اکثر و بیشتر مقامات پر حضرت اقدس کی صحت کے لئے دعائیں ہوئیں اور بہت سے مقامات میں دعا کا اب بھی التزام ہے۔

ہم ناظرین یادگار رضا کی خدمت میں بھی پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس وقت تک حضرت اقدس کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں جب تک حضرت اقدس کی صحت کاملہ کا مژدہ نہ سن لیں۔" [مرجع سابق، ص ۷]

مسلمان اہل سنت سے دعائے صحت کی درخواست:

مدیر موصوف نے حضرت کی صحت کے لئے اہل سنت سے دعا کی اپیل پر مشتمل ایک مراسلہ الفقیہ روانہ فرمایا۔ جس میں حضرت کے مرض کی قدرے تفصیل اور علاج وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے اہل سنت سے دعاؤں کی درخواست پیش کی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں الفقیہ میں درج مدیر موصوف کا مراسلہ۔

"حجۃ الاسلام حضور پُرنور مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب زیب سجادہ عالیہ قدسیہ رضویہ دامت برکاتہم ہفتہ عشرہ سے سخت مریض ہیں۔ پشت میں ایک پھوڑا ہے جسے ڈاکٹر کاربنکل سرطان تجویز کرتے ہیں۔ مرض نے خطرناک صورت اس لئے اور بھی اختیار کرلی ہے کہ حضرت صاحب مدظلہ کو ایک مدت سے ذیابیطس کی شکایت چلی آرہی ہے۔ آپریشن کیا گیا مگر آپریشن کے وقت کوئی مضر اور نشہ آور دوا نہیں سنگھائی گئی۔ حضرت صاحب مدظلہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ مرض کا مقابلہ کررہے ہیں۔ تکالیف کی انتہا ہو چکی مگر ساتھ ہی ساتھ حضرت صاحب کا صبر و تحمل ۔۔۔ لائق ہزار ستائش ہے۔ معالجہ میں بعونہ تعالیٰ ۔۔۔۔۔ اسے اور ازالہ مرض ہر پنجگانہ نماز کے بعد عموماً اور جمعہ کی نماز کے بعد خصوصاً دعا کا التزام فرمایا۔ ائمہ مساجد کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ میری گزارش ہے کہ وہ بتاریخ ۳۰ رجون ۱۹۳۰ء بروز دوشنبہ بعد نماز جماعت کے ساتھ حضرت اقدس مدظلہ کی صحت دعافیت (کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ پاک حضرت اقدس کو صحت) تامہ عاجلہ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مجھے اس امر کا بہت۔ زیادہ افسوس ہے کہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک کا زمانہ ہے قریب ہے۔ اور یہ رضوی برات کا دولھا ہے جس کے دم سے عرس کی ساری بہاریں ہیں، اس خطرناک مرض میں مبتلا ہے۔ ایسی حالت میں امید کرتا ہوں کہ برادران اہل سنت میری اس اپیل کو سماع قبول سے سنیں گے اور اس پر جلد از جلد عمل پیرا ہوں گے۔

مکلف: آپ کا نیازمند ابوالمعانی محمد ابرار حسن صدیقی مفتی جماعت رضائے مصطفیٰ محلہ سوداگران بریلی۔ [۲۸ رجون ۱۹۳۰ء، ص ۸]

مندرجہ بالا مراسلہ پر مدیر الفقیہ دعائیہ نوٹ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: "ہم بھی بہ درگاہ رب العزت دعا کرتے ہیں اور ناظرین الفقیہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ قبلہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کو جلد صحت عطا فرمائے۔ [مرجع سابق،]

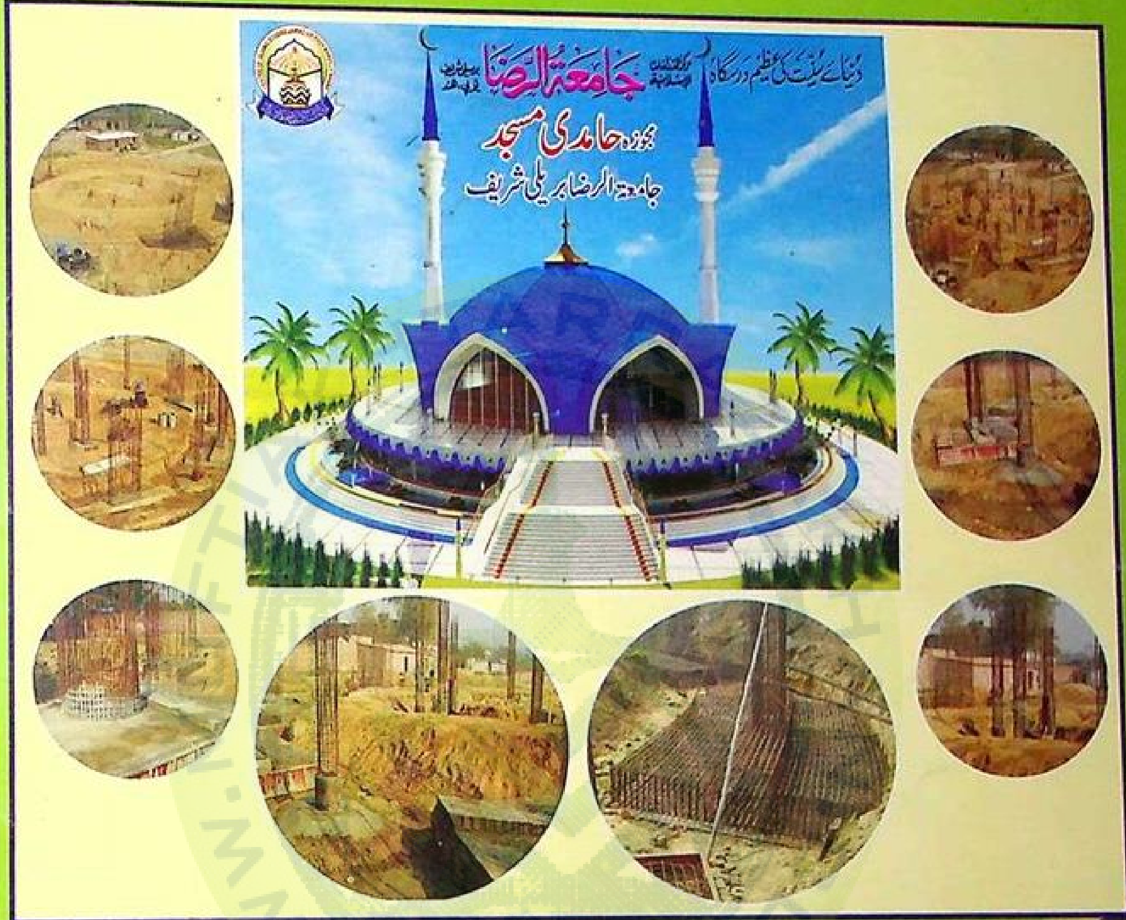
اجلاس انجمن خدام الصوفیہ مراد آباد میں حضرت کے لئے دعائے صحت: ۲۷ رجون ۳۰ جمعہ کے دن جناب محمد طاہر صاحب سوداگر وصدر انجمن ہذا محلہ تمباکو والا کے مکان پر انجمن خدام الصوفیہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دو ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ جس میں سے دوسرا ریزولیوشن حضرت حجۃ الاسلام کی دعائے صحت پر مشتمل تھا۔

ملاحظہ فرمائیں انجمن کے سیکریٹری محترم جناب شوکت حسین صاحب کی درج ذیل تحریر:

"حضرت عالی مرتبت حجۃ الاسلام مولانا مفتی شاہ حامد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم کی صحت کے لئے شافی مطلق کے درگاہ میں یہ جلسہ دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت موصوف کو شفاء تام مرحمت فرمائے، کہ ان کی ذات سے دین کو تقویت ہے۔ اور عوام (بقیہ ص ۲۲/پر۔۔۔)

The Monthly
SUNNI DUNIA BAREILLY

Regd. No. U.P./BR/28/14/15
Annual Subscription Rs. (240) Per Copy (20)



اہم خوش خبری

ہمیں تمامی قارئین سنی دنیا کو یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی ہورہی ہے کہ قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی سرپرستی اور علامہ ابوحسام محمد عسجد رضا قادری کی ادارت میں شائع ہونے والا "ماہنامہ سنی دنیا" ہر مہینے انٹرنیٹ پر ہماری مرکزی ویب سائٹ www.aalaahazrat.com پر موجود رہے گا۔

Under Management | باھتمام

IMAM AHMAD RAZA TRUST
82, Saudagaran,
Bareilly Shareef (U.P.)

امام احمد رضا ٹرسٹ
۸۲/سوداگران، بریلی شریف (یوپی)